391

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 21۔اگست2013

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات خوراک اور زکوٰۃ وعشر)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون پر غور وخوض ومنظوری

مسودہ قانون مقامی حکومت پنجاب 2013(مسودہ قانون نمبر 5 بابت 2013)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون مقامی حکومت پنجاب 2013کو فوری طور پر زیر غور لانے کی غرض سے قواعد وانضباط کار، صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت ان قواعد کے قاعدہ 95(3) کی مقتضیات کو معطل کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون مقامی حکومت پنجاب 2013، جیسا کہ سپیشل کمیٹی نمبر2 نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون مقامی حکومت پنجاب 2013 منظور کیا جائے۔

393

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا چوتھا اجلاس

بدھ، 21-اگست2013

(یوم الاربعاء، 13-شوال المکرم1434ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10بج کر30منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَلِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا
فِی الْاَرْضِؕ وَاِلَی اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۱۰۹﴾ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ
لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ
بِاللّٰهِؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْؕ مِنْهُمُ
الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّاۤ اَذًىؕ وَ
اِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

سورة آل عِمرَان آیات 109تا111

اور جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے اور سب کاموں کا رجوع (اور انجام) اللہ

ہی کی طرف ہے (109) (مومنو) جتنی امتیں (یعنی قومیں) لوگوں میں پیدا ہوئیں تم ان سب سے بہتر ہو کہ نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور برے کاموں سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہل کتاب بھی

ایمان لے آتے تو ان کے لئے بہت اچھا ہوتا۔ ان میں ایمان لانے والے بھی ہیں (لیکن تھوڑے) اور اکثر

نافرمان ہیں(110)اور یہ تمہیں خفیف سی تکلیف کے سوا کچھ نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اور اگر تم سے لڑیں گے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے پھر ان کو مدد بھی (کہیں سے) نہیں ملے گی(111)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسولِ مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسولِ مقبول ﷺ

کڈا سوہنا نام محمدؐ دا
اِس ناں دیاں ریساں کون کرے
دو جگ تے سایہ رحمت دا
اوندی چھاں دیاں ریساں کون کرے
ہر ذرہ نور نگینہ اے
شہراں وچوں شہر مدینہ اے
جتھے روضہ کملی والے دا
اس تھاں دیاں ریساں کون کرے
دھن بھاگ حلیمہ دائی دا
ملیا محبوب خدائی دا
جدی گود وچ والی دو جگ دا
اس ماں دیاں ریساں کون کرے

سوالات

(محکمہ جات خوراک اور زکوٰۃ و عشر)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات خوراک اور زکوٰۃ و عشر ہیں ان سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ اس سے پیشتر کہ میں محکمہ خوراک کے سوال کی طرف جاؤں۔ بہتر تو یہ تھا کہ جس طرح میاں نصیر احمد صاحب نے سوال دیا ہے وہ موجود ہوتے لیکن وہ موجود نہیں ہیں تو اس کو جانے دیا جائے لیکن متعلقہ منسٹر صاحب بھی نہیں ہیں۔ میرے خیال میں ہم زکوٰۃ و عشر کا اگلا سوال لے لیتے ہیں جس وقت تک منسٹر صاحب خود نہ آئیں۔ اب اس کو میں dispose of نہیں کر رہا ہوں۔ اگلا سوال احمد شاہ کھگہ صاحب کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 36 ہے۔

MR SPEAKER: May be taken as read.

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: اچھا، میں آپ سے ایک بات پوچھ لوں؟

جناب احمد شاہ کھگہ: جی، پوچھ لیں۔

جناب سپیکر: آپ میں سے کچھ صاحبان نے کالی پٹیاں باندھی ہوئی ہیں اور کچھ صاحبان بغیر پٹیوں کے ہیں یہ مسئلہ کیا ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! Local Government Bill پر اپوزیشن نے احتجاج کے طور پر کالی پٹیاں باندھی ہوئی ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ جو Local Government Bill پاس کروانے کے لئے لایا جا رہا ہے۔ یہ آئین کے Article-140(A) کے مطابق قطعاً نہیں ہے۔ سپیشل کمیٹی کے اجلاس میں، میں نے بھی as a visitor visit کیا اور اپنی suggestions دیں، باقی اپوزیشن کے ممبران بھی کمیٹی میں گئے۔ اپوزیشن کی طرف سے غالباً چار ممبران تھے ایک پیپلز پارٹی، ایک مسلم لیگ (ق)، ایک جماعت اسلامی اور ایک پی ٹی آئی سے تھے۔ وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان نے کل پرسوں ایک بات فرمائی۔۔۔(شور و غل)

MR SPEAKER: Order please.

میاں محمد اسلم اقبال:انہوں نے فرمایا کہ ہمارے پاسdata noted ہے کہ 67فیصد لوگوں نے اس الیکشن کو غیر جماعتی بنیادوں پر کروانے کا کہا ہے جب اس کمیٹی میں چار ممبران اپوزیشن کے بیٹھے ہوں اور سو ممبران حکومت کے بیٹھے ہوں تو آپ کس طرح سےratioنکالیں گے ؟میں اس چیز کا گواہ ہوں کہ حکومتی بنچوں سے بھی کئی دوستوں نے یہ حق کی بات کی کہ الیکشن جماعتی بنیادوں پر ہونے چاہئیں۔ اسی تناظر میں اپوزیشن نے یہ کالی پٹیاں اپنے بازوؤں پر باندھی ہوئی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر:چلیں، مجھے سمجھ آ گئی ہے،آپ کی مہربانی۔

MIAN MUHAMMAD ASLAM IQBAL: Thank you very much.

جناب سپیکر:جی،احمد شاہ کھگہ صاحب کا سوال ہے۔سوال نمبر بولئے گا۔

جناب احمد شاہ کھگہ:جناب سپیکر!سوال نمبر36ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع پاکپتن:زکوٰۃ کی مد میں وصول ہونے والی رقم و دیگر تفصیلات

*36:جناب احمد شاہ کھگہ:کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع پاکپتن میں سال2008تا2013کتنی رقم زکوٰۃ کی مد میں وصول ہوئی، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) زکوٰۃ کی مد میں وصول ہونے والی رقم سے کتنی زکوٰۃ غرباء میں تقسیم کی گئی؟

(ج) درج بالا سالوں کے دوران زکوٰۃ کی مد میں وصول ہونے والی رقم میں سے کتنی رقم میں خُورد بُرد کا انکشاف ہوا اور ذمہ داران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع زکوٰۃ کمیٹی پاکپتن کو سال2009تا2013کے دوران زکوٰۃ کی مختلف مدات میں مبلغ16 کروڑ46لاکھ26ہزار855روپے موصول ہوئے، جس کی سال وار مد وار تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع پاکپتن میں زکوٰۃ کی مختلف مدات میں وصول ہونیوالی رقم میں سے مبلغ 15 کروڑ 56 لاکھ 97 ہزار 108 روپے مستحقین زکوٰۃ میں تقسیم کئے گئے، جس کی سال وار مد وار تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) درج بالا سالوں کے دوران ضلع زکوٰۃ کمیٹی پاکپتن میں زکوٰۃ کی مد میں وصول ہونے والی رقم میں خورد بُرد کا کوئی انکشاف نہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں اس سوال کے جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں منسٹر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو ضلع پاکپتن میں زکوٰۃ 15 کروڑ 56 لاکھ 97 ہزار 108 روپے تقسیم کی گئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! مجھے صرف ایک منٹ دے دیں۔ میاں نصیر احمد صاحب کا سوال نمبر 20 ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے ہیں، میرے خیال میں ان کو suffer کرنا چاہئے لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ جی، وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! وزیر خوراک صاحب سے بھی پوچھیں کہ وہ late کیوں آئے ہیں؟

جناب سپیکر: نہیں، وہ enter ہو گئے تھے لیکن آپ کو پتا ہے کہ راستے میں کچھ رکاوٹیں آتی ہیں۔

وزیر خوراک (جناب بلال لیسین): جناب سپیکر! میں ان کی بات کا جواب دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، بس اس بات کو چھوڑ دیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ حکومتی بنچوں کو بھی کوئی بات کرنے دیا کریں۔ آپ بہت اچھا role play کرتے ہیں بعض اوقات آپ بڑی محبت کے ساتھ منسٹر کا جواب بھی خود دے جاتے ہیں وہ آپ کی بڑی شفقت ہے لیکن گزارش ہے کہ وہ تیاری کے ساتھ آئیں اور خود جواب دیں۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے گا انشاء اللہ۔ جی، ابھی آپ دیکھیں تو سہی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ یہ جو 15 کروڑ 56 لاکھ 97 ہزار 108 روپے کی رقم ضلع پاکپتن میں تقسیم ہوئی ہے۔ فی کس کتنی زکوٰۃ تقسیم ہوئی اور اس کی تقسیم کا criteria کس طرح بنایا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، criteria اور فی کس کتنا دیا گیا؟ اس کی calculation بتائیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ احمد شاہ کھگہ صاحب کا سوال تھا انہوں نے بڑی مہربانی فرمائی اور کہا کہ میں مطمئن ہوں۔ بہر حال میرے فاضل دوست نے جو ابھی بات کی ہے پہلے تو میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ رقم ایک مد میں نہیں جاتی اس کی مختلف مدات ہیں اور مختلف criteria's ہیں۔ اس میں گزارہ الاؤنس ہوتا ہے، اس میں جنرل تعلیمی وظائف ہوتے ہیں، اس میں دینی مدارس کو فنڈ دیئے جاتے ہیں، ہیلتھ کیئر کو دیئے جاتے ہیں، شادی گرانٹ دی جاتی ہے، عید گرانٹ دی جاتی ہے، ٹیکنیکل تعلیمی وظائف دیئے جاتے ہیں اور نابینا افراد کے لئے بھی گزارہ الاؤنس دیا جاتا ہے۔ اس کے لئے جو طریق کار ہے اس میں different amounts دی جاتی ہیں اور سب کو اسی حساب سے جتنی اس علاقہ کے حصے میں رقم آتی ہے، اسی طریقے سے جو ہمارا واضح طریق کار ہے وہ سب کو پتا ہے، اس کے تحت مختلف مدات میں مستحقین کو پیسے دیئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ کو ان کے جواب سے مطمئن ہونا چاہئے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا اس میں ضمنی سوال ہے کہ یہ تقریباً ساڑھے 15 کروڑ روپے کی رقم ہے، یہ کافی بڑی رقم ہے۔ کیا حکومت کے زیر غور ایسے کوئی پراجیکٹس ہیں کہ لوگوں کو اس طرح تھوڑی تھوڑی رقم تقسیم کر دیتے ہیں۔ مثلاً اس دفعہ جو عید گرانٹ آئی ہے تو بہاولپور میں، میں نے رابطہ کیا کہ کیا پوزیشن ہے تو محکمہ زکوٰۃ کے جو ڈسٹرکٹ آفیسر تھے انہوں نے کہا کہ یہ پانچ، پانچ سو روپے فی کس دیئے جائیں گے اس کا انہیں cheque دیا جائے گا وہ اکاؤنٹ کھلوائیں گے اور اس کے بعد یہ پانچ سو روپے ان کو دیئے جائیں گے۔ بہت سارے cheques ابھی تک ڈسٹرکٹ زکوٰۃ آفس میں موجود ہیں۔ پانچ سو روپے لینے کے لئے اس کا اکاؤنٹ کھلے گا جو ایک ہزار روپے سے کھلتا ہے پھر وہ cheque جمع کروائیں گے یہ بہت lengthy procedure ہوتا ہے ایک تو اس کو آسان کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا اتنی بڑی رقم سے اس ضلع کے اندر کوئی ایسے پراجیکٹس زیر غور ہیں کہ کچھ لوگ employee ہو جائیں جو مستحق ہیں تاکہ وہ اپنا روزگار خود کمانے کے قابل ہو جائیں اور یہ طریقہ بتدریج ختم ہو جائے۔ مجھے یو چھنا ہے۔

جناب سپیکر: ان کی بات تو ٹھیک ہے اگر آپ اس پر عمل کروا دیں تو بہتری آئے گی۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جو 15 کروڑ روپے کی رقم ہے یہ ہم پانچ، پانچ سو روپے کر کے distribute نہیں کرتے۔ چونکہ ان کو اس کی تفصیل کا پوری طرح نہیں پتا۔ مجھے اس کی تفصیل بتانی پڑے گی اگر آپ اجازت دیں تو میں ان کو مطمئن کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ بتائیں!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس میں یہ ہوتا ہے کہ جسے ہم گزارہ الاؤنس کہتے ہیں ایک ہزار سے لے کر پانچ سو تک ہمیں جتنے مستحقین ملتے ہیں اس کے مطابق ہمیں تقسیم کرنا پڑتا ہے۔ پہلے میں ان کی بات clear کرنا چاہتا ہوں کہ اس کے لئے نئے اکاؤنٹس نہیں کھلوانے پڑیں گے جو ان کے اکاؤنٹس پہلے سے کھلے ہوتے ہیں اسی میں ان کو پیسے دیئے جاتے ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے اس کے علاوہ ٹیکنیکل تعلیمی وظائف ہیں جو VTIs پورے پنجاب میں کھلے ہوئے ہیں ہمارے پاس تقریباً 155 کے قریب کالج ہیں جس میں تقریباً 52 ہزار بچے بچیاں تعلیم حاصل کر رہے ہیں ہم ان کو اڑھائی ہزار روپے ماہانہ دیتے ہیں۔ اس میں یہ ہوتا ہے کہ وہ پانچ سو روپے گھر لے کر جاتے ہیں اور دو ہزار اس ادارے کو pay کرتے ہیں جو ان کی فیس سمجھی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ہم عید گرانٹ دیتے ہیں جب عید آتی ہے تب ہم وہاں پیسے release کرتے ہیں اسی طرح شادی گرانٹ ہے جن بچیوں کی شادی ہونی ہوتی ہے یا ہو جاتی ہے اس کی surety لے کر، ان کا نکاح نامہ دیکھ کر، وہاں کے محلے کے لوگوں یا مسجد کے امام سے verification کے بعد ہم ان کو 10 ہزار روپے دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہم ہیلتھ کیئر میں دیتے ہیں۔ ہیلتھ کیئر میں ہم تمام ڈی ایچ کیو ہسپتالوں میں زکوٰۃ فنڈ میں ایک رقم بھجواتے ہیں جو مستحقین وہاں پر verification کروا کر آتے ہیں ان کی ایک کمیٹی ہسپتال میں بنی ہوئی ہے جو apply کرتا ہے کہ زکوٰۃ کی رقم سے میرا علاج کروایا جائے اس کو ہم وہاں پر utilize کرتے ہیں، اس سے ہم بائی پاس اور بڑے بڑے آپریشنز بھی کرواتے ہیں۔ باقاعدہ ایم ایس اس کا ممبر ہوتا ہے، زکوٰۃ و عشر ڈیپارٹمنٹ کا ایک ممبر ہوتا ہے، سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ کا ایک نمائندہ ہوتا ہے اور ایک سینئر ڈاکٹر ہوتا ہے وہ چاروں verification کرتے ہیں اس کے بعد ہم ان کو یہ رقم دیتے ہیں۔ اس کے بعد میں یہ بتانا

چاہتا ہوں کہ ہمارے پاس پنجاب میں جو رجسٹرڈ دینی مدارس ہیں ان کی strength کے مطابق جتنے بچے وہاں پر پڑھ رہے ہوں، جو ہمارے ساتھ affiliated ہوں اور ان کو ہم نے verify کر دیا ہو، ان کے تعلیمی طریق کار کے مطابق ہم کسی کو 5 لاکھ روپے اور کسی کو 10 لاکھ روپے جتنا ان کا حصہ بنتا ہے ان کو دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہم تعلیمی وظائف بھی دیتے ہیں۔ تعلیمی وظائف پرائمری سے لے کر پوسٹ گریجویٹ تک جتنے بھی students ہوتے ہیں، جو اپنے محلہ سے verification کروا کر آتے ہیں کہ یہ poor ہے، اس کے sources نہیں ہیں تو ان کے لئے ہم نے یہ criteria رکھا ہے کہ جو پوسٹ گریجویٹ ہے اس کو ہم 9 ہزار روپے دیں گے اور اس سے نیچے 7 ہزار روپے دیں گے، جس کی میٹرک تک تعلیم ہے اس کو 5 ہزار روپے دیں گے۔ اس طرح ہر کلاس کے مطابق وظائف دیئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہیلتھ کیئر میں، میں ایک اور بات بتانا چاہتا ہوں کہ 42-40 کے قریب ہمارے جو ٹیچنگ ہسپتال ہیں، مثال کے طور پر جیسے پی آئی سی ہے، سروسز ہسپتال ہے یا بڑے ہسپتال ہیں ان سب کو ہم کروڑوں کے حساب سے پیسے دیتے ہیں اور یہاں پر فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے بھی direct پیسے آتے ہیں ان کی عرصہ دراز سے ایک لسٹ بنی ہوئی ہے اس رقم سے وہاں پر مستحقین کے بڑے بڑے آپریشنز ہوتے ہیں جن کے پاس وسائل نہیں ہوتے ان کو ہم یہ رقم provide کرتے ہیں۔ میں یہاں پر یہ بات بتانا ضروری سمجھتا ہوں، جیسا کہ میرے بھائی نے بھی اس کی نشاندہی کی ہے جو کہ بالکل جائز ہے۔ اٹھارہویں ترمیم کے بعد اس محکمہ کو اب صوبائی level پر لایا گیا ہے، اس کا بل تو ہم نے پچھلی اسمبلی میں ہی پیش کر دیا تھا لیکن چونکہ اسمبلی کی مدت ختم ہو گئی تھی اب اس کو مزید reform کیا جا رہا ہے۔ معزز ممبر فرما رہے ہیں کہ پانچ سو روپے سے تو کچھ نہیں بنتا، اسی طرح سے بچیوں کی شادی کے لئے جو دس ہزار روپے کی گرانٹ دی جاتی ہے اس سے بھی کچھ نہیں بنتا جو کہ ایک حقیقت ہے۔ پہلے ہم فیڈرل گورنمنٹ کی instructions کو follow کر رہے تھے، ان کے قانون کے تحت چل رہے تھے، اب اس میں ترمیم کے لئے بل لے کر آئے ہیں جو پچھلی اسمبلی میں بھی پیش کر دیا گیا تھا کیونکہ اسمبلی کی مدت پوری ہو گئی تھی اس لئے یہ بل واپس چلا گیا تھا۔ اب یہ بل دوبارہ vet ہو کر اسمبلی میں پیش ہونے والا ہے۔ میں ان کی بات سے بالکل اتفاق کرتا ہوں کہ یہ رقم تھوڑی ہے، اب ہم تھوڑی رقم کی جگہ زیادہ رقم دینا چاہتے ہیں لیکن اس کے لئے نیا طریق کار بنے گا۔ فیڈرل گورنمنٹ کا پرانا طریق کار ختم ہو جائے گا اور صوبائی حکومت کا نیا طریق کار نافذالعمل ہو گا تاکہ اس کمی کو دور کیا جا سکے۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی، شکریہ۔ اگلا سوال بھی ڈاکٹر صاحب آپ ہی کا ہے۔ اس کا نمبر بولیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال نمبر 78 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بہاولپور: کسانوں سے فی بوری تین کلو زائد گندم کی وصولی کی تفصیلات

*78: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولپور میں کسانوں سے فی بوری ڈیڑھ کلو سے تین کلو تک زائد گندم وصول کی گئی، جس کی کوئی قیمت کسان کو نہیں دی گئی؟

(ب) یہ زائد گندم کس مد میں لی جاتی ہے اور اس کا کیا جواز ہے؟

(ج) بہاولپور میں زائد گندم کی وصولی کے حوالہ سے کسانوں نے محکمہ انٹی کرپشن میں جو درخواستیں اس رواں سیزن میں دی تھیں محکمہ خوراک کے کن کن اہلکاروں کو محکمہ انٹی کرپشن نے بلایا تھا، اس کا ریکارڈ فراہم کیا جائے؟

وزیر خوراک (جناب بلال لیسین):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ بہاولپور میں کسانوں سے فی بوری ڈیڑھ کلو سے تین کلو زائد گندم وصول کی گئی اور اس کی قیمت کسانوں کو نہ دی گئی۔ محکمہ خوراک گندم کی خرید 10 فیصد کاٹلہ (Test Weighment) کی بنیاد پر کرتا ہے اور آمدہ وزن کا اندراج GP-3 (کاٹلہ بک) میں کرتا ہے جس پر کسان وزن تسلیم کرنے کے بعد دستخط کرتا ہے اور اسی وزن کے مطابق کسان کو بذریعہ بل ادائیگی کر دی جاتی ہے۔ مزید برآں رواں سال میں کسی کسان نے زائد وزن کی شکایت نہ کی ہے اور ہر سنٹر پر ڈی سی او کا مقرر کردہ نمائندہ سنٹر کوآرڈینیٹر اور مصالحتی کمیٹی ہمہ وقت موجود رہی اور وہاں سے بھی اس قسم کی کوئی شکایت وصول نہ ہوئی ہے۔

(ب) زائد گندم کسی سنٹر پر لی جاتی ہے اور نہ ہی اس کی کوئی مد ہے۔

(ج) زائد گندم کی وصولی کے حوالہ سے محکمہ انٹی کرپشن نے بہاولپور کے کسی بھی اہلکار کو بلایا ہے اور نہ ہی کوئی ریکارڈ طلب کیا۔ اگر اس حوالے سے محکمہ انٹی کرپشن کو کوئی درخواست ملی ہے تو محکمہ انٹی کرپشن نے اس کی اطلاع محکمہ خوراک کو نہ کی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میں نے سوال کیا تھا کہ فی بوری ڈیڑھ کلو سے تین کلو تک محکمہ زائد گندم وصول کرتا ہے۔اس کا جواب تو انہوں نے اس حوالے سے بڑا لمبا چوڑا دے دیا ہے لیکن میری گزارش یہ ہے کہ یہ تو open secret ہے کہ گندم کی ٹرالیاں فوڈ سنٹر پر کھڑی رہتی ہیں جب محکمہ اس کو وصول کرتا ہے تو وہ ان سے bargaining کرتا ہے اور اس کے بعد جب اس حوالے سے مک مکا ہو جاتا ہے تو اس کے بعد پھر ان سے بوریاں وصول کی جاتی ہیں۔اب محکمہ straightaway اس کو refute کر رہا ہے کہ ایسی کوئی شکایت نہیں جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔ میں یہاں پر contest تو نہیں کرنا چاہتا، اس وقت ماشاءاللہ وزیر خوراک بھی تشریف فرما ہیں لہذا میں آپ کے توسط سے انہیں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ تحصیل بہاولپور کے حوالے سے یہ کوئی انکوائری کمیٹی بنالیں میں اس کو assist کرنے کے لئے تیار ہوں، اس میں اس کی ساری تفصیل بھی آجائے گی۔ کسان جو گندم کاشت کرتا ہے وہ محکمہ مال، خوراک سے کوئی دشمنی مول نہیں لینا چاہتا کیونکہ اگر وہ ایک دفعہ ان کے خلاف application دے گا تو وہ اس کو red mark لگا دیں گے اور اگلے سال اس کو کوئی بوری نہیں ملے گی جس سے وہ رُل جائے گا اس لئے یہ چیزیں وہ خود پیش نہیں کر سکتے یہ تو ہمارا کام ہے کہ لوگوں کے جو اس قسم کے مسائل ہیں ان کو یہاں پر اٹھائیں۔

جناب سپیکر: ان کے نوٹس میں یہ بات آ گئی ہے، میرے خیال میں وہ اس کا جواب بھی دیں گے، کمیٹی بنانے کی بجائے وزیر موصوف چونکہ محکمہ کے انچارج ہیں، responsibility محکمہ کی ہے اور جہاں کہیں غلط کام ہو رہا ہے اس کو ٹھیک کرنا بھی ان ہی کا کام ہے لہذا وہ خود اس کا نوٹس لیں۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آپ کا شکریہ ادا کروں گا کہ آج آپ نے ٹائم پر اجلاس شروع کر دیا، روایت یہ تھی کہ ---

جناب سپیکر: نہیں، ٹائم پر شروع نہیں کیا بلکہ آدھ گھنٹہ late کیا ہے۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب والا! روایت یہ تھی کہ ایک گھنٹہ روزانہ اجلاس late شروع ہوتا تھا اس لئے میں کھلے دل سے ---

جناب سپیکر: آپ کی مجبوریوں کو سامنے رکھتے ہوئے۔۔۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب والا! میں late ہو گیا مجھے اس بات کا افسوس ہے، مجھے ٹائم پر پہنچنا چاہئے تھا۔ میں صرف اس لئے late ہوا کیونکہ میرا خیال تھا کہ اجلاس گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ late شروع ہو گا۔ بہر حال میں دیر سے آنے کی معافی چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آئندہ ذرا احتیاط کریں۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): میں تو ٹائم سے پہلے آ جاؤں گا۔

جناب سپیکر: جو ٹائم دیا ہو اس کا خیال رکھیں یہ کسی دن sharp time پر بھی شروع ہو سکتا ہے کہیں آپ embarrassing position میں نہ آ جائیں۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میرے بھائی نے یہ بھی کہا ہے کہ آپ جواب دے دیتے ہیں، جواب وزیر کو دینے دیا کریں۔ ہم آپ کو جواب دینا ہی نہیں چاہتے، اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کو سیدھا جواب دے دیں تو وہ مناسب نہیں ہے اور ہم چاہتے بھی نہیں ہیں کیونکہ یہ democracy کا حصہ ہے کہ ہم آپ کو سیدھا جواب نہ دیں اس لئے ہم سپیکر صاحب کی خدمات لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: میں آپ میں سے کسی کی طرفداری نہیں کرتا، جو بات میرے سامنے آ جاتی ہے اس کو میں آپ کے سامنے پیش کر دیتا ہوں۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب والا! ہم انہیں straightaway جواب دینا نہیں چاہتے اور خاص طور پر میاں محمد اسلم صاحب کو ہم straightaway جواب دینا نہیں چاہتے اسی لئے سپیکر صاحب کی خدمات لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب نے جو بات کی ہے اب آپ اس کا جواب دیں۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): اب جو ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب نے گزارش کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، انہوں نے یہاں پر اپنی بات کی ہے گزارش نہیں کی۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب والا! ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا حکم ہے، ڈاکٹر صاحب نے جو یہ فرمایا ہے کہ excess wheat ہوتی ہے اور اس کی payment نہیں کی جاتی، میں اس سلسلے میں

یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ جس سنٹر کو بھی ہم procure کرتے ہیں وہاں پر ایک کمیٹی بنی ہوتی ہے اور اس کمیٹی میں ایک گریڈ سترہ کا آفیسر، اسی ڈسٹرکٹ کا جو ایم پی اے ہوتا ہے اس کا ایک نمائندہ وہاں پر موجود ہوتا ہے اور اس کے علاوہ جو grower ہوتا ہے، farmer ہوتا ہے ان کی ایسوسی ایشن کا ایک نمائندہ بھی شامل ہوتا ہے۔ ان تینوں کا جب اس سنٹر کے آفیسر کے ساتھ consensus ہوتا ہے تو اس کے بعد ایک جی پی تھری فارم ہوتا ہے جس کو ڈاکٹر صاحب ضرور جانتے ہوں گے کیونکہ ان کا تعلق بہاولپور سے ہے اس فارم پر اس وقت دستخط ہوتے ہیں جب دونوں فریق متفق ہو جاتے ہیں، جب تک دونوں پارٹیاں وزن پر متفق نہیں ہو جاتیں اس وقت تک farmer sign نہیں کرتا۔ اسی فارم کی base پر اس کو payment ملتی ہے۔ اسی قسم کی کوئی complaint ہمارے پاس موجود نہیں ہے اور اگر کوئی complaint ہے تو وہاں پر جو لوکل کمیٹی بنی ہوئی ہے اس کے پاس جاتی ہے۔

قاضی احمد سعید: پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر خوراک (جناب بلال لیسین): جناب والا! یہ ضمنی سوال کر سکتے ہیں سوال کے دوران پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر: وہ مجھ سے بات کر رہے ہیں۔

وزیر خوراک (جناب بلال لیسین): جناب سپیکر! جب سوال چل رہے ہوں اس وقت پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر: آپ کو بھی پتا ہے، مجھے بھی پتا ہے اور ان کو بھی پتا ہے۔

وزیر خوراک (جناب بلال لیسین): جناب والا! ہمارا ابھی عمر کا ایک حصہ ان ایوانوں میں گزرا ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ مجھ سے بات کریں۔ معزز ممبر کے پاس اگر کوئی particular complaint ہے تو اس کا ازالہ آپ کو کرنا ہو گا۔

قاضی احمد سعید: ٹھیک ہے۔

وزیر خوراک (جناب بلال لیسین): جناب والا! ہم تو اس کے لئے حاضر ہیں، چونکہ Rules میں پہلے سے موجود ہے کہ ہر ڈسٹرکٹ سے ایک ایم پی اے لیا جاتا ہے۔ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں معزز ممبر ہمارے colleague ہیں، ہمارے لئے محترم ہیں ہم ان کو بھی اس ڈسٹرکٹ کمیٹی میں شامل کرنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! محکمہ نے جز(ب) میں جواب دیا ہے کہ حکومت کی منظور شدہ پالیسی "پہلے آئیے، پہلے پائیے" کی بنیاد پر کسان کو باردانہ بحساب آٹھ بوری دیا جاتا ہے، میں یہ عرض کروں گا کہ جب بھی کسی محکمے کے پاس discretion آتی ہے وہیں سے خرابی کا آغاز ہو جاتا ہے۔ میں یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے جو40لاکھ میٹرک ٹن ہدف مقرر کیا ہے اور اس کی discretion محکمہ مال کو دی ہے، محکمہ مال کا جو پٹواری ہے ظاہر ہے کہ وہ corrupt بھی ہے اور اوپر سے نیچے تک سرکٹ ہاؤس چلنے ہیں، افسران کے دورے بھی بھگتانے ہوتے ہیں، اس طرح وہ کرپشن کرتا ہے جس کا نقصان تو ظاہر ہے اس حوالے سے عوام اور کسان کو ہی ہوتا ہے۔ میں اس میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کیا محکمہ ایسا نہیں کر سکتا کہ جتنی بھی گندم کسان بوتا ہے وہ ساری کی ساری خرید لی جائے اور جو زائد گندم ہے اس کو export کر دیا جائے ۔ ترقی یافتہ ممالک بھی اپنے کسانوں کو اسی طرح facilitate کرتے ہیں۔ حکومت ان کی گندم خرید لیتی ہے اور اگر زائد ہو تو بعد میں اس کو ایکسپورٹ کر دیا جاتا ہے جو خراب ہو جاتی ہے اس کا بھی ان کو معاوضہ دے دیتے ہیں۔ کیا محکمہ اس پر review کرنے کے لئے تیار ہے کہ یہ جو پہلے آئیے اور پہلے پائیے کی بنیاد پر جو discretionary اختیارات ان کو دیتے ہیں وہ ختم کر دیں۔ محکمہ انہار کے پٹواری جو آبیانہ calculate کرتے ہیں، ان کے پاس پورا ریکارڈ ہوتا ہے کہ کس کسان نے کتنی گندم کاشت کی ہے۔ اس حساب سے یہ از خود الاٹ کر دیں کہ اتنی بوریاں ہم نے اس کو دینی ہیں وہ اگر خود نہ لے تو علیحدہ بات ہے لیکن "پہلے آئیے پہلے پائیے" کی بنیاد پر یہ ہوتا ہے کہ محکمہ پہلے discretion استعمال کرتا ہے اور پھر وہیں سے کرپشن کا آغاز ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کے سوال کا جواب مکمل طور پر ڈھونڈا ہے کہ "پہلے آئیے پہلے پائیے" کہیں سے مل جائے لیکن مجھے آپ کے سوالات کے اندر نہیں ملا البتہ کہیں آگے آپ کا سوال ہو اور اس میں

اس کا ذکر ہو تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ وزیر صاحب! معزز ممبر جو propose کر رہے ہیں اس کے بارے میں ان کو satisfied کریں۔

وزیر خوراک (جناب بلال لیسین): جناب والا! حکومت اپنی پالیسی announce کرتی ہے جس کا نام Wheat Procurement Policy ہے اس پالیسی کے تحت گورنمنٹ نے اپنا target fix کیا ہوتا ہے اور اس target کے مطابق گورنمنٹ نے گندم خریدنی ہوتی ہے۔ گورنمنٹ نے اپنے دوسرے معاملات بھی دیکھنے ہوتے ہیں کہ اس کے پاس carry forward stock کتنا پڑا ہوا ہے گورنمنٹ کے پاس storage capacity کتنی ہے، گورنمنٹ کے پاس sources کتنے ہیں، اس کے مطابق چلنا ہوتا ہے۔ بہرحال اللہ کرے کہ اس طرح کی situation آ جائے کہ گورنمنٹ سارے صوبے کے farmers کو یہ آفر کرے کہ جتنی بھی آپ کے پاس crops ہوتی ہے ساری کی ساری ہمیں دے دیں۔ خواہش اچھی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم بھی اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ کا ہے۔ سوال نمبر بولیں۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 117 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع اوکاڑہ: چک فیض آباد کے غریب لوگوں کو زکوٰۃ کی فراہمی کی تفصیلات

*117: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 09-2008 تا سال 13-2012 میں چک فیض آباد تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں کسی بھی یتیم، مسکین، بیوہ اور غریب آدمی کو کوئی زکوٰۃ نہ دی گئی ہے؟

(ب) مذکورہ گاؤں کے لئے گزشتہ پانچ سال میں کتنے فنڈز جاری کئے گئے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ گاؤں کے غریب، یتیم، بیوگان کو زکوٰۃ دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران):

(الف) پیش خدمت ہے کہ سال 09-2008 تا 13-2012 چک فیض آباد تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ کی مقامی زکوٰۃ کمیٹی کوڈ نمبر 1222523 نے مستحقین زکوٰۃ جن میں یتیم، مسکین، بیوہ اور غریب آدمی شامل ہیں کو مبلغ ایک لاکھ 32 ہزار 500 روپے تقسیم کئے۔

(ب) گزشتہ پانچ سال میں دفتر ضلع زکوٰۃ کمیٹی اوکاڑہ کی جانب سے مذکورہ گاؤں کی مقامی زکوٰۃ کمیٹی کو مبلغ ایک لاکھ 32ہزار 500 روپے جاری کئے گئے۔ جس کی سال وار تفصیل حسب ذیل ہے:

سال	جاری کردہ رقم
2008-09	0
2009-10	18ہزار روپے
2010-11	39ہزار روپے
2011-12	24ہزار روپے
2012-13	51ہزار500روپے
میزان	ایک لاکھ 32ہزار 500روپے

(ج) جواب جز(الف وب) میں دیا جا چکا ہے نیز یہ کہ مذکورہ گاؤں کے مستحقین زکوٰۃ (غریب، مسکین، یتیم، بیوگان) کو آئندہ سالوں میں بھی قواعد کے تحت زکوٰۃ کی تقسیم جاری رہے گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ عائشہ جاوید: جناب والا! میں اپنے ضمنی سوال میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ محکمہ نے جواب کے جز(ب) میں 2008-09 کے بارے میں یہ نہیں بتایا گیا کہ کتنی رقم جاری کی گئی، کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ ہمیں جو یہ table دیا گیا ہے اس میں جو رقم بڑھتی اور کم ہوتی ہوئی نظر آ رہی ہے اس کی وجوہات کیا ہیں اور کیا وجہ ہے کہ 2008-09 میں یہ رقم بالکل تقسیم نہیں کی گئی؟

جناب سپیکر: وزیر موصوف صاحب! بتائیں، ادھر تو zero لکھا ہوا ہے۔ میرے خیال میں اس وقت یہ محکمہ آپ کے پاس نہیں ہوگا؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں بتانا چاہتا ہوں کہ 2008–09 میں ہماری کمیٹیاں موجود نہیں تھیں اور بغیر کمیٹیوں کے یہ تقسیم نہیں ہو سکتی۔ چونکہ اس وقت نئے الیکشن ہوئے تھے اور نئی کمیٹیاں form نہیں ہوئی تھیں اور یہ کمیٹیاں نہ ہونے کی وجہ سے فیڈرل گورنمنٹ سے ہمیں جو حصہ ملنا تھا وہ نہیں ملا جس وجہ سے وہ تقسیم نہیں ہوئی تھی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

MRS AYESHA JAVED: Sir! No more question. Thank you, I am satisfied.

جناب سپیکر: آپ کا بھی شکریہ۔

ڈاکٹر نجمہ افضل خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر نجمہ افضل خان: جناب سپیکر! میں وزیر زکوٰۃ و عشر سے گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ زکوٰۃ کا نظام بہتر کیا جائے اور اسے کمپیوٹرائزڈ کیا جائے اور کارڈ سسٹم کے تحت زکوٰۃ تقسیم کی جائے تاکہ سائلان کو آسانی ہو۔ گزارہ الاؤنس کی مد میں بیوہ یا غریب عورتوں کو صرف پانچ سو روپیہ دیا جاتا ہے جو کہ آج کل کے مہنگائی کے دور میں بہت کم amount ہے اسے بڑھا کر کم از کم دو ہزار روپے کیا جائے۔ اسی طرح شادی الاؤنس صرف دس ہزار روپے مقرر ہے جو بہت قلیل amount ہے اسے بھی بڑھا کر کم از کم بیس سے پچاس ہزار روپے تک کیا جائے تاکہ کسی کو صحیح فائدہ ہو سکے۔ میں ممبر زکوٰۃ عشر کمیٹی ضلع فیصل آباد بھی ہوں لیکن میں اس میں لوگوں کی خاطر خواہ امداد نہیں کر سکی کیونکہ اس پر ہمارا کوئی اتنا اختیار نہیں ہے۔ لوکل زکوٰۃ کمیٹی کے چیئرمین اپنی مرضی سے اپنے پسندیدہ لوگوں کو دیتے ہیں اور اس میں بھی بعض شکایات مجھے موصول ہوئی ہیں کہ وہ کچھ amount اپنے پاس رکھ لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ تو آپ کی suggestions آ رہی ہیں۔ آپ اس سوال کے بارے میں ضمنی سوال کریں۔ جب منسٹر صاحب نے ایوان میں یہ مکمل بات کی اس وقت آپ ادھر تشریف فرما تھیں؟ انہوں نے مکمل طور پر وضاحت کر دی ہے۔

ڈاکٹر نجمہ افضل خان: میری یہی استدعا ہے کہ کم از کم کارڈ سسٹم بنالیں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں نے پہلے تفصیلی رپورٹ پیش کی تھی اور بتایا تھا کہ کیا وجہ ہے کہ پیسے کم دیئے جا رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحبہ نے جو بات کی ہے اور سارے ایوان نے سنا، یقیناً اٹھارہویں ترمیم کے بعد یہ محکمہ ہمارے پاس آیا تو ہم نے باقاعدہ اس کا ایک بل تیار کر کے پچھلی اسمبلی میں پیش کر دیا تھا کہ اس میں required amendments ہیں لیکن پچھلی اسمبلی کی میعاد ختم ہونے کی وجہ سے اس پر قانون سازی نہ ہو سکی۔ اب امید ہے کہ ہم اگلے اجلاس میں بل اسمبلی میں پیش کر کے اسے بالکل ایسی broad base چیزوں پر لے کر آئیں گے۔ جیسے ڈاکٹر صاحبہ پانچ سو روپے کی بات کر رہی ہیں میں یہ پہلے ہی ایوان کو بتا چکا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال نمبر 88 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گندم خریدنے کی تفصیلات

*88: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) رواں گندم کی فصل میں سے حکومت پنجاب کل کتنی گندم خرید کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) گندم کی خرید کے لئے باردانہ کی کسانوں تک پہنچ کے لئے کیا نظام وضع کیا گیا ہے؟

(ج) سابقہ سال کی کتنی گندم سٹاک میں موجود ہے؟

(د) محکمہ نے اس سیزن میں کتنی فصل کے بونے کا اندازہ لگایا تھا اور کل کتنی فصل عملاً ہوئی ہے؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین)

(الف) حکومت پنجاب نے سکیم 14-2013 میں گندم خریداری کا ہدف 40 لاکھ میٹرک ٹن مقرر کیا۔

(ب) حکومت پنجاب کی منظور شدہ پالیسی "پہلے آیئے پہلے پایئے" کی بنیاد پر کسان کو باردانہ بحساب 8 بوری جیوٹ (100 کلو گرام) یا 16 پولی پراپلین بیگ (50 کلو گرام) فی ایکڑ رقبہ کاشتہ گندم بعد از تصدیق بمطابق ریکارڈ محکمہ مال زمیندار کو زیر نگرانی ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر کے مقرر کردہ نمائندہ گزٹیڈ آفیسر "سنٹر کوآرڈینیٹر" اجراء کیا گیا جس کی زیادہ سے زیادہ حد 200 بوری جیوٹ اور 400 پولی پراپلین تھیلا تھی، اس کے علاوہ کاشتکار کو اس کے استحقاق کے مطابق 5 دنوں کے بعد دوبارہ باردانہ جاری کرنے پر بھی کوئی پابندی نہ تھی۔

(ج) محکمہ خوراک پنجاب کے پاس سابق سال کا 480,460 میٹرک ٹن گندم کا سٹاک موجود ہے۔

(د) محکمہ زراعت سے متعلقہ ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! وزیر موصوف یہ بتائیں کہ فوڈ سکیورٹی کو سامنے رکھتے ہوئے پنجاب کے اندر گندم کا کتنا سٹاک رکھنا ضروری ہے؟

وزیر خوراک (جناب بلال لیسین): جناب سپیکر! UN کی فوڈ سکیورٹی کے حوالے سے about 124kg per person requirement سالانہ ہے۔ چونکہ ہم اربن ایریا کو cater کرتے ہیں تو 30 لاکھ میٹرک ٹن گندم reserve میں ہونا ضروری ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ 30 لاکھ میٹرک ٹن گندم رکھنا ضروری ہے۔ انہوں نے جز (ج) میں بتایا ہے کہ 480460 میٹرک ٹن گندم موجود ہے اور انہوں نے فرمایا ہے کہ 30 لاکھ میٹرک ٹن رکھنا ضروری ہے۔ اب اس دفعہ 14-2013 میں خرید کا ٹارگٹ 40 لاکھ میٹرک ٹن ہے۔ وزیر موصوف نے جو utility بتائی ہے کہ per person اتنا رکھنا ہے اور خرچ بھی ہونا ہے اس حوالے سے تو یہ ہدف match نہیں کرتا۔ ہمیں سٹاک میں بھی 30 لاکھ میٹرک ٹن رکھنا ہے اور اس نے سارا سال استعمال بھی ہونا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ disparity ہے اگر حکومت اس ہدف کو بڑھائے گی تو اس سے کسانوں کو فائدہ ہو گا اور فوڈ سکیورٹی بھی ensure ہو جائے گی۔ یہاں پر محکمے نے اور وزیر موصوف نے جو جوابات دیئے ہیں اس کے مطابق کیا اس مالی سال 14-2013 میں اس ہدف کو بڑھانے کا حکومت کوئی ارادہ رکھتی ہے یا اس معاملے کو زیر غور لائے گی؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک (جناب بلال لیسین): جناب سپیکر! میں پہلے یہ گزارش کر چکا ہوں کہ ہمارے پچھلے سال کے carry forward بھی 4 لاکھ 80 ہزار میٹرک ٹن کے قریب reserve تھے۔ ضروری نہیں کہ ہمارے پاس ہر وقت 30 لاکھ ٹن کا سٹاک موجود ہو۔ میں نے بتایا کہ پنجاب کے اربن ایریا کی consumption تقریباً اتنی ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر وقت ہمارے پاس 30 لاکھ میٹرک ٹن سٹاک موجود ہو اور اس سے شروع کریں۔ ہمارے پاس پچھلے بھی تقریباً 5 لاکھ میٹرک ٹن reserve موجود تھے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اگلا سوال فیضان خالد ورک صاحب کا ہے۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 476 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع شیخوپورہ: گندم کے گوداموں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*476: جناب فیضان خالد ورک: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع شیخوپورہ میں گندم کے گودام کہاں کہاں موجود ہیں، اس وقت ان میں کتنی گندم سٹور ہے، گودام وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) کتنی گندم کھلے آسمان کے نیچے پڑی ہے؟

(ج) ان گوداموں کے سال 12-2011 اور 13-2012 کے اخراجات بتائیں؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) ضلع شیخوپورہ میں گندم کے گودام حسب ذیل جگہوں پر واقع ہیں اور ان میں ذخیرہ شدہ گندم کی تفصیل سامنے درج ہے مزید برآں پرائیویٹ گوداموں میں بھی گندم سٹور کی گئی ہے۔ ان کی تفصیل بھی پیش خدمت ہے۔

نمبر شمار	نام گودام گورنمنٹ / پرائیویٹ گودام	تعداد سرکاری گودام	تعداد گودام پرائیویٹ	سٹور کردہ گندم میٹرک ٹن
1	شیخوپورہ سرکاری	18	-	14686.148
2	خانقاہ ڈوگراں	3	-	23548.884
	میاں امجد پرائیویٹ گودام خانقاہ	-	1	1441.200
3	فاروق آبادی سرکاری	13	-	13715.750
4	صفدر آبادی سرکاری	5	-	5759.400
5	مانانوالہ	8	-	9757.600
6	مریدکے	8	-	5702.00
I	پرائیویٹ الطاف گودام مریدکے	-	1	1092.000
Ii	الدین رائس ملز مریدکے	-	1	717.100
7	نارنگ سرکاری	5	1	5127.300
I	پرائیویٹ لائنگ گرین رائس ملز	-	1	3720.600
Ii	پرائیویٹ الشیخ رائس ملز	-	1	3128.400
Iii	پرائیویٹ باجوہ رائس ملز	-	1	1477.400

8	آہدیاں فلیگ پرائیویٹ گودام لائنگ گرین راکس ملز	-	1	7631.800
9	مقبول پور میانی فلیگ سنٹر	-		
I	پرائیویٹ العزیز راکس ملز	-	1	10.700
	کل ذخیرہ شدہ گندم	-	1	97517.630

(ب) ضلع شیخوپورہ میں کھلے آسمان تلے کوئی گندم ذخیرہ نہ ہے۔

(ج) سرکاری / پرائیویٹ گوداموں کے اخراجات سکیم۔

سکیم	نوعیت	رقم
2011-12	سرکاری گوداموں کی مرمت	2084659.00روپے
2011-12	پرائیویٹ گوداموں کا کرایہ	2776075.00روپے
2012-13	سرکاری گوداموں کی مرمت	1491829.00روپے
2012-13	پرائیویٹ گوداموں کا کرایہ	2533124.00روپے

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میں نے جز (الف) میں پوچھا تھا کہ ان کے گودام کہاں کہاں پر ہیں ان کی تفصیل بتائی جائے۔ انہوں نے تفصیل میں کچھ پرائیویٹ گوداموں کا بھی ذکر کیا ہے لیکن ان میں کچھ پرائیویٹ فلور ملز کے بھی گودام ہیں جن کا کوئی ذکر نہیں ہے شاید وہ شامل نہیں ہیں۔ اس بارے میں وزیر موصوف فرمادیں۔

جناب سپیکر: فلور ملز کے پرائیویٹ گودام کا ذکر نہیں کیا گیا ۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! معزز ممبر اسے detail سے پڑھ لیں میں نے table کیا ہوا ہے اور لکھا ہوا ہے۔ اگر فیضان صاحب تفصیل پڑھ لیں گے تو مل جائیں گے کہ اس میں پرائیویٹ گودام بھی شامل ہیں اور گورنمنٹ کے گودام بھی شامل ہیں۔

جناب سپیکر: کہیں miss ہو گیا ہو گا۔ آپ بتا دیں اگر miss ہوا ہے تو مان جائیں گے۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میں وزیر صاحب سے معذرت سے کہوں گا کہ شیخوپورہ میرا ہوم ڈسٹرکٹ ہے اس میں نیشنل فلور ملز، نیشنل فیڈز کے گودام کہیں نہیں ہیں۔ میاں فلور ملز کے مالک میاں امجد صاحب کا نام آیا ہوا ہے باقی کے نام نہیں آئے۔ چلیں خیر ہے۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! خیر ہے، بالکل خیر ہے لیکن یہ چیز دیکھیں کہ ہم نے جو ملز mention کی ہیں ملوں کے گودام سرکاری نہیں ہوتے بلکہ پرائیویٹ ہی ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 477 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع شیخوپورہ: گندم کی خرید کے مراکز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*477: جناب فیضان خالد ورک: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع شیخوپورہ میں گندم کی خرید کے مراکز کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) سال 12۔2011 اور 13۔2012 کے دوران ان مراکز پر کتنی گندم خرید کی گئی؟

(ج) ان مراکز پر کسانوں سے کس ریٹ پر گندم خرید کی گئی اور رقم کی ادائیگی کس طرح اور کتنے عرصہ میں کی گئی؟

وزیر خوراک (جناب بلال یسین)

(الف) ضلع شیخوپورہ میں گندم کے مراکز شیخوپورہ، خانقاہ ڈوگراں، فاروق آباد، صفدر آباد، مانانوالہ، مریدکے، نارنگ (پی آر) اور جھبراں، بھکھی، شرقپور، چک 4، رسالہ، برج اٹاری، مقبول پور میانی، آہدیاں فلیگ سنٹر شامل ہیں۔

(ب) سال 12-2011 اور سال 13-2012 میں ضلع شیخوپورہ میں خرید کی گئی گندم اور مراکز کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام مرکز خرید کردہ گندم	سال 12-2011	سال 13-2012
1	شیخوپورہ	12092.500	11033.860
2	خانقاہ ڈوگراں	13773.500	14846.500
3	فاروق آباد	10422.050	10260.200
4	صفدر آباد	4134.500	4462.300
5	مانانوالہ	6346.300	6240.400
6	مریدکے	8310.900	7905.350
7	نارنگ	11086.000	11527.100
8	جھبراں	4601.550	4334.350
9	بھکھی	1745.650	1763.000
10	چک 4 رسالہ	2389.300	2198.700
11	شرقپور	4660.400	4438.450
12	برج اٹاری	2289.400	2207.500
13	آہدیاں	4158.500	4264.500

14	مقبول پور میانی	5019.400	4491.400
	میزان	91029.950	89973.610

(ج) دوران سال 12-2011 میں -/23750 روپے فی ٹن - /950 روپے فی 40 کلو گرام اور سال 13-2012 میں -/26250 روپے فی ٹن -/1050 روپے فی 40 کلو گرام کے حساب سے کسانوں سے گندم خرید کی گئی، خرید کردہ گندم کی ادائیگی زمینداروں کو فوری طور پر بذریعہ بنک کر دی گئی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میں نے جز (ج) میں سوال کیا تھا کہ زمیندار کو payment کیسے کرتے ہیں اور کس ریٹ پر کرتے ہیں۔ چلیں ریٹ تو سمجھ آ گیا لیکن ان کی payment کا طریقہ سمجھ نہیں آیا، پچھلے سال کافی زمینداروں کو مسئلہ رہا ہے۔ چونکہ میں خود بھی زمیندار ہوں اور میں نے دیکھا ہے کہ بہت سارے لوگوں کو کافی پریشانی کا سامنا رہا ہے۔

جناب سپیکر: وہ تو کہتے ہیں کہ بذریعہ چیک فوری ادائیگی کر دی گئی ہے۔ اگر آپ کے پاس کوئی ایسی مثال ہے یا کوئی particular case ہے تو وہ بتائیں پھر ہم اس کا جواب ان سے لیں۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! وہ تو ان کی term میں آئے گا تو انہیں بتائیں گے لیکن ابھی تو ان سے طریقہ پوچھ لیتے ہیں۔

وزیر خوراک (جناب بلال لیسین): جناب سپیکر! طریق کار تو ان کو لکھ کر دیا تھا وہ میں زبانی بھی بتا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: فیضان صاحب! اب آپ تشریف رکھیں۔

وزیر خوراک (جناب بلال لیسین): جناب سپیکر! فیضان اپنے بھائی ہیں اس کا طریق کار یہ ہے کہ ہمارے جو سنٹر ہیں وہاں پر جب G BIII فارم پر consensus ہو جاتا ہے کہ یہ weight ہے تو ہم نے اس کے against فوری طور پر اسی سنٹر پر flash کیا ہوتا ہے کہ یہ سنٹر فلاں بنک کے ساتھ deal کرے گا، grower موقع پر جاتا ہے اور جس grower کے پچاس کے قریب bags ہوتے ہیں اسے cash کی صورت میں وہاں پر فوری payment دے دیتے ہیں اور جس کی پچاس سے زیادہ تعداد ہوتی ہے اسے بذریعہ چیک سنٹر کے announce کردہ بنک کے ذریعے فوری payment کر دیتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ محکمہ جو گندم خرید کرتا ہے پھر اسے فلور ملز کو supply کرتا ہے۔ فلور ملز والے جب اسے دھوتے ہیں تو اسے properly سوکھاتے نہیں اور اس میں جو moisture required ہوتا ہے وہ دو تین فیصد زیادہ رکھتے ہیں اس سے straightaway ایک بوری کے اندر دو سے تین کلو کے حساب سے انہیں فائدہ ہو جاتا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ محکمے کے پاس اس moisture اور جو آٹا بنا کر فروخت کرتے ہیں اسے چیک کرنے کا کیا سسٹم ہے؟

جناب سپیکر: آلہ؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: آلہ تو موجود ہے۔ انہوں نے اس حوالے سے اس کی چیکنگ کا کیا نظام بنایا ہوا ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! معزز ممبر کو بتا دیں کہ آپ کے پاس moisture check کرنے کے لئے کیا نظام ہے؟ آپ سارے معزز ممبران منسٹر صاحب کی بات غور سے سُنیں کیونکہ یہ بات سُننے والی ہے۔ معزز ممبر نے بڑا valid ضمنی سوال کیا ہے اور اس کا اچھے طریقے سے جواب دینے کے لئے منسٹر صاحب اپنی جگہ پر کھڑے ہوئے ہیں۔ آپ سب کو انہیں غور سے سُننا چاہئے اگر کسی نے آپس میں باتیں کرنی ہیں تو لابی میں چلے جائیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! سنٹر پر ایک نظام موجود ہے جو کہ عرصہ دراز سے چل رہا ہے اور اسے "کاٹلہ" کہتے ہیں۔ محکمہ میں آنے سے پہلے میں بھی "کاٹلہ" سے واقف نہیں تھا۔

جناب سپیکر: آپ مجھ سے پوچھ لیتے۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں آپ سے پوچھنے کے لئے حاضر ہو جاؤں گا۔ جب میں نے Test Weighment کے بارے میں پڑھا تو مجھے تھوڑا سا سمجھ آیا کہ Test Weighment کے نام سے ایک سسٹم موجود ہے جو بڑی کامیابی سے چل رہا ہے۔ جب کوئی grower آتا ہے تو اس Test Weighment کے ذریعے سنٹر کا انچارج سو bags میں سے دس bags side پر کر لیتا ہے۔ اس کے پاس اختیار ہے کہ ان کا weight, quality and moisture دیکھے۔ اگر grower کی تسلی نہیں ہوتی اور وہ سمجھتا ہے کہ سنٹر کا انچارج اس کے ساتھ زیادتی کر رہا ہے تو یہی حق اس grower کے پاس ہے کہ وہ بھی اپنی مرضی سے کوئی دس bags چُن کر

ان کا وزن کر لے۔اب دونوں کی weight and quality کی جو average نکلتی ہے اسے سنٹر کا انچارج consider کرنے کا پابند ہے۔یہ نظام بڑی کامیابی کے ساتھ چل رہا ہے جسے Test Weighing System کہتے ہیں۔عام زبان میں اس نظام کو "کاٹلہ" کہا جاتا ہے۔اسی سسٹم کے تحت سنٹر انچارج اور grower دونوں کا consensus ہوتا ہے۔وہ اس گندم کا moisture، اس کی quality اور اس میں پایا جانے والا بھوسہ یا گند دیکھتے ہیں۔دونوں فریقین کے پاس equal rights ہیں۔چیک کرنے کے لئے دس bags سنٹر کا انچارج اور دس bags کسان لے سکتا ہے۔اس سسٹم کے تحت کوئی confusion نہیں رہتی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!منسٹر صاحب نے جو بات ابھی اچھے طریقے سے explain کی ہے اس کی وجہ سے ہماری معلومات میں کچھ اضافہ ہوا ہے لیکن میں نے ضمنی سوال یہ کیا تھا کہ جب محکمہ سے فلور ملوں والے گندم لے کر جاتے ہیں تو وہ پہلے اسے دھوتے ہیں۔گندم کو دھونے کے بعد وہ اسے properly خشک نہیں کرتے اور اس میں طے شدہ moisture کی نسبت زیادہ moisture رکھ دیتے ہیں۔اگر دو تین فیصد زیادہ moisture ہو گا تو اس کے نتیجے میں ایک بوری میں انہیں دو، تین کلو کا فائدہ ہو جائے گا یعنی بوری میں دو یا تین کلو آٹا کم ہو گا۔میں یہ پوچھ رہا تھا کہ اس کو چیک کرنے کا کیا طریق کار ہے؟فلور مل کا مالک تو 40 کلو گرام کا تھیلا فروخت کر رہا ہے لیکن آٹا اس میں 38 کلو گرام ہو گا کیونکہ moisture کی وجہ سے دو کلو تو اس میں پانی گیا ہوا تھا۔عوام کے حقوق کے اُوپر یہ جو ڈکیتی ماری جاتی ہے اس کو چیک کرنے کا محکمہ خوراک کے پاس کیا نظام ہے؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):جناب سپیکر!ابھی ہم نے رمضان بازاروں کے حوالے سے یہ ساری exercise کی تھی اگر بہت زیادہ moisture ہو تو فلور مل کا مالک اس کو store ہی نہیں کر سکتا کیونکہ آٹے میں اگر بہت زیادہ moisture ہو گا تو وہ خراب ہو جائے گا۔بہر حال اگر اس طرح کی کوئی شکایت آتی ہے تو محکمہ اس کے خلاف کارروائی کرتا ہے۔

جناب سپیکر:ڈاکٹر صاحب!کسی نے ایسا کیا ہے تو تین دن کے بعد وہ آٹا خراب ہو جائے گا۔اگر آپ کے پاس کوئی ایسا particular case ہے تو منسٹر صاحب سے discuss کر لیں۔ہم سب یہ بات ذہن میں رکھیں کہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ "ملاوٹ کرنے والا ہم میں سے نہیں ہے"

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!منسٹر صاحب نے اس حوالے سے ایک جنرل سی بات کر دی ہے اور آپ نے بھی کہا ہے کہ وہ اس کو store نہیں کر سکتا۔یہ کوئی ضروری نہیں ہوتا کہ گندم پیسنے کے بعد فلور

مل کا مالک اس کو store کرے۔ان کے پاس orders ہوتے ہیں لہذا وہ گندم پیسنے اور آٹا بنانے کے بعد فوراً اسے ٹرکوں پر load کر کے آگے دکانداروں کے حوالے کر دیتے ہیں۔اب دکاندار اس کو بیچنے کے ذمہ دار ہیں، کچھ آٹا جلدی فروخت ہو جاتا ہے اور بعض اوقات دو تین دن لگ جاتے ہیں۔میں یہ کہوں گا کہ جو آٹا شروع میں، پہلے دن ہی فروخت ہوا اس کا تو عوام کو نقصان ہو گیا۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ محکمہ کو اس کی checking کا کوئی باقاعدہ نظام بنانا چاہئے۔اس کا random check ہو اور اس کی رپورٹ ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر یا ڈائریکٹر فوڈ کے پاس آئے۔یہ ایک پورا system develop ہونا چاہئے۔ وزیر موصوف تک بھی یہ رپورٹ آئے کہ اس ضلع کے اندر اتنی فلور ملوں کی checking ہوئی ہے اور وہاں پر moisture کی یہ صورتحال ہے۔میں چاہتا ہوں کہ اس طرح کا کوئی نظام وضع کیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ کی بات درست ہے اور منسٹر صاحب اس کا ضرور notice لیں گے۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! گندم خریدنے کے سنٹروں پر کسانوں کو گندم کی قیمت کے ڈرافٹ دیئے جاتے ہیں۔بہت سارے چھوٹے کسانوں کے بنک اکاؤنٹس نہیں ہوتے جس کی وجہ سے انہیں مشکلات پیش آتی ہیں۔میں یہ تجویز کروں گا کہ انہیں ایسا چیک دیا جائے جو کہ متعلقہ بنک سے اکاؤنٹ کے بغیر ہی cash ہو جائے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں یہ بہتر طریقہ نہیں۔اس میں گھپلا ہو سکتا ہے، محکمہ کی بدنامی ہو گی اور کاشتکار بھی پریشان ہوں گے۔

وزیر خوراک (جناب بلال لیسین): جناب سپیکر! میں عرض کروں کہ ایسی exercise پہلے سے موجود ہے کہ چھوٹے کسانوں کی سہولت کے لئے فوری طور پر وہیں پر cash payment دے دی جاتی ہے۔ہمارے پاس پہلے ہی یہ provision موجود ہے۔

جناب سپیکر: ویسے میں تو اس کے حق میں نہیں ہوں بہرحال اگر یہ provision پہلے سے موجود ہے تو ٹھیک ہے۔آج کے تمام سوالات take up ہو چکے ہیں۔

نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

(جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)

لاہور: فلور ملز کے لئے گندم کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*20: میاں نصیر احمد: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہر فلور مل کے لئے گندم کی فراہمی کے لئے کوٹا مخصوص ہوتا ہے ؟

(ب) کیا فلور ملز گندم کی پسائی کرنے کی پابند ہیں یا کہ گندم بھی فروخت کر سکتی ہیں ؟

(ج) اگر فلور ملز گندم فروخت نہیں کر سکتیں تو کیا گندم فروخت کرنے والی ملوں کے خلاف کیا قانونی کارروائی کی جاتی ہے ؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) یہ درست ہے کہ ہر فلور ملز کو اس کی منظور کردہ استعداد پسائی کے مطابق گندم کا کوٹا مقرر کیا جاتا ہے۔

(ب) ہر فلور ملز اس بات کی پابند ہے کہ سرکاری گودام سے حاصل کردہ گندم کی پسائی کرے۔

(ج) سرکاری گودام سے حاصل کردہ subsidized گندم فروخت کرنے والی فلور ملز کے خلاف فوڈ گرین (لائسنسنگ کنٹرول) آرڈر 1957 کے تحت اس کا فوڈ گرین لائسنس معطل / کینسل کرنے کے ساتھ متعلقہ تھانہ میں ایف آئی آر بھی درج کروائی جاتی ہے اور سرکاری گندم فروخت کردہ ثابت ہونے پر متعلقہ فلور ملز سے differential price ریکور کی جاتی ہے۔

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

جناب سپیکر: اب رانا محمد ارشد صاحب مجلس خصوصی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) پولیس آرڈر پنجاب مصدرہ 2013 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 1 کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

رانا محمد ارشد: میں یہ رپورٹ پیش کرتا ہوں کہ:

The Punjab Police Order (Amendment) Bill 2013
(Bill No.9 of 2013)

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر: رپورٹ پیش کر دی گئی۔

تحاریک التوائے کار

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق کو take up کرتے ہیں، چونکہ کوئی تحریک استحقاق نہیں ہے اس لئے تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ محترمہ کنول نعمان صاحبہ کی تحریک التوائے کار ہے۔ کیا وہ تشریف فرما ہیں؟۔۔۔ وہ تشریف فرما نہیں ہیں۔ اس کو تھوڑی دیر کے لئے pending کرتے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار جناب رمیش سنگھ اروڑا کی طرف سے ہے۔ میرے خیال میں وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں یہ درخواست کروں گا کہ ان کی تحریک کو pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: چونکہ یہ دونوں معزز ممبران نئے ہیں اس لئے محترمہ کنول نعمان اور جناب رمیش سنگھ اروڑا کی تحاریک کو کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ تحاریک التوائے کار مکمل ہو گئیں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! آج صبح میں "جیو" نیوز چینل دیکھ رہی تھی جس پر ایک خبر چل رہی تھی کہ عطیہ نامی بچی جو کہ ملتان کی رہنے والی ہے اور اس نے میٹرک کے امتحان میں 940 نمبر حاصل کئے ہیں۔ وہ بڑے اچھے امتیازی نمبروں سے پاس ہوئی ہے لیکن اس کا باپ بہت غریب ہے۔ اس بات

پر ان کی تکرار ہوئی جس کے بعد باپ نے ماں بیٹی دونوں کو گھر سے نکال دیا۔ آج کل وہ اسلام آباد میں ہیں۔ اس بچی نے حکومت سے appeal کی ہے کہ میں پڑھنا چاہتی ہوں۔ وہ غالباً پائلٹ بننا چاہتی ہے تو میری درخواست ہو گی کہ حکومت اس بچی کے تعلیمی اخراجات کا بندوبست کرے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ ان کی طرف سے تحریری طور پر کوئی چیز لائیں تو ہم اس پر action کروائیں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ کل میں نے ڈرون حملوں کے حوالے سے Private Member's Day کے موقع پر اس ایوان کے اندر جو قرارداد پیش کی تھی۔ میں چونکہ اُس قرارداد کا محرک ہوں تو آپ سے میری استدعا ہے کہ میں اپنی اُس قرارداد میں سے کوئی لفظ بھی withdraw نہیں کرنا چاہتا۔ یہ ایوان کی discretion ہے اُس قرارداد کو پاس کرے یا reject کر دے اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ اس قرارداد کو take up کر لیا جائے اور اُس کے اوپر ایوان فیصلہ دے دے کہ ایوان اس قرارداد کو پاس کرتا ہے یا نہیں؟ بہت شکریہ

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میاں محمد اسلم اقبال نے کہا ہے کہ میں اپنی قرارداد سے کوئی لفظ withdraw کرنے کو تیار ہوں، نہ کوئی addition کرنے کو تیار ہوں تو اگر اُنہیں قائد حزب اختلاف کی کی ہوئی بات سے انحراف ہے یا عدم اعتماد ہے تو یہ معاملہ وہ آپس میں بیٹھ کر حل کریں۔ کل on the floor of the House یہ commitment ہوئی ہے تو قائد حزب اختلاف نے جو وعدہ کیا ہے جب تک وہ بیٹھ کر اس قرارداد میں اُس addition کو نہیں کریں گے اُس وقت تک وہ قرارداد دوبارہ ایوان میں نہیں آ سکتی۔

قائدِ حزبِ اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! کل جناب وزیر قانون نے کہا تھا کہ ہم اس قرارداد میں تھوڑا سا ردوبدل کرنا چاہتے ہیں، کیا ردوبدل کرنا چاہتے ہیں؟ اس کے لئے انہوں نے کہا تھا کہ ہمیں آج تک کے لئے وقت دے دیں۔ آج گیارہ بجے تک ان کی طرف سے ہمارے ساتھ کوئی رابطہ یا بات نہیں ہوئی۔ ہم سب نے محرک سمیت آپس میں بیٹھ کر اس قرارداد کو دوبارہ پڑھا ہے اور ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس قرارداد میں کوئی ایسا لفظ یا اس طرح کا کوئی جملہ یا فقرہ نہیں ہے جس سے

مسلم لیگ (ن) کی حکومت کو کسی تضحیک کے پہلو کا سامنا کرنا پڑے یا کوئی اور بات ہو لہذا ہم نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم اپنی اُسی قرارداد اور اُس قرارداد کے الفاظ کے اوپر strict کرتے ہیں اس لئے آپ سے گزارش یہ ہے کہ آپ نے اُسی قرارداد کے اوپر فیصلہ کرنا ہے اُس پر رائے شماری کروانا چاہیں یا میں ایک دفعہ پھر Treasury Benches سے گزارش کروں گا کہ یہ ایک national issue ہے اس کو چھوٹے موٹے مسئلوں کے اوپر ہم اپنی انا کا مسئلہ نہ بنائیں۔ ڈرون حملوں کے خلاف پوری قوم کی متفقہ آواز ہے کہ امریکہ کو اس کا لائسنس نہیں دیا جا سکتا کہ وہ ہمارے بے گناہ بچوں، خواتین اور لوگوں کو ڈرون حملوں کا نشانہ بناتا رہے اور دہشت گردی کا نام لے کر یہاں پر وہ فساد پھیلائے جس کے reaction کے طور پر آج پورا ملک دہشت گردی کی دلدل میں پھنس چکا ہے تو رانا ثناء اللہ خان اور Treasury Benches سے بھی میری پھر گزارش ہے کہ پوری دُنیا کے اندر یہ ایک اچھا message جائے گا۔ ہم سب نے بیٹھ کر اُس قرارداد کو دوبارہ پڑھا ہے تو اُس کے اندر کوئی قابل اعتراض لفظ نہیں ہے۔ ہم سب کو متفقہ طور پر یہ قرارداد پاس کر کے بھیجنی چاہئے۔ شکریہ

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے اپنی طرف سے اُس قرارداد میں کسی اضافے کی بات نہیں کی۔ جب وہ قرارداد میاں محمد اسلم اقبال نے پیش کی تو اُس کی وضاحت میں قائد حزب اختلاف نے کہا کہ ہم تو اُن کوششوں کی تائید کرتے ہیں جو وفاقی حکومت already ڈرون حملوں کو رکوانے کے لئے کر رہی ہے تو میں نے یہی کہا تھا کہ قائد حزب اختلاف نے جو فرمایا ہے اُس ایک لفظ یا اُس ایک لائن کو آپ اس قرارداد کا حصہ بنالیں۔ انہوں نے اس بات کے اوپر اتفاق کیا اب یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے آپس میں بیٹھ کر کوئی متفقہ فیصلہ کر لیا ہے۔ ان کا آپس میں بیٹھ کر کوئی متفقہ فیصلہ نہیں ہو سکتا جب تک میں ان کے ساتھ متفق نہ ہوں اس لئے یہ نئے سرے سے قرارداد جمع کروائیں اور اگر اُسی قرارداد کو لانا ہے تو پھر ان کا میرے ساتھ متفق ہونا بڑا ضروری ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ایوان کے procedure کے اندر یہ کہاں لکھا ہوا ہے کہ معزز ممبر حزبِ اختلاف کا معزز ممبران حزبِ اقتدار کے ساتھ متفق ہونا ضروری ہے؟ میں محرک ہوں تو یہ میرا استحقاق ہے میں اس پر stand کرتا ہوں میں نے ان کی مرضی کے مطابق قرارداد جمع نہیں کروانی۔ یہ ایوان ہے تو یہ اس ایوان کا استحقاق ہے کہ وہ میری قرارداد کو reject کر لے یا accept کر لے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ اس قرارداد کو کل تک کے لئے pending کر لیتے ہیں۔ اگر

رانا ثناء اللہ خان کو میری قرارداد پر کوئی اعتراض ہے تو وہ عددی اکثریت کی بنیاد پر اس قرارداد کو reject کر دیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان کو پہلے اس بات کا خیال نہیں آیا در اصل ان کو یہ خیال بعد میں آیا ہے جب یہ اپنے اپوزیشن چیمبر میں گئے ہیں۔ اب بات یہ ہے کہ قائد حزب اختلاف نے باقاعدہ on the floor of the House میرے ساتھ یہ commitment کی ہے کہ ہم اس قرارداد میں ڈرون حملوں کو روکنے کے حوالے سے وفاقی حکومت کی کوششوں کی تائید سے متعلقہ لائن شامل کر دیتے ہیں۔ اب جب بھی یہ قرارداد لائیں گے انہیں یہ الفاظ بیچ میں شامل کرنا پڑیں گے۔ جب قائد حزب اختلاف نے اس بات کا وعدہ فرمایا تو اُس وقت میاں محمد اسلم اقبال یہاں پر باقاعدہ موجود تھے۔

قائدِ حزبِ اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اگر رانا ثناء اللہ خان اس کو اپنی انا کا مسئلہ بنائیں گے تو میرا خیال ہے کہ یہ مناسب نہیں ہے۔ محترم وزیر قانون نے کہا کہ ہم اس میں کچھ ردوبدل کرنا چاہتے ہیں لیکن ان کی طرف سے آج صبح گیارہ بجے تک کوئی رابطہ نہیں ہوا اس لئے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آپ اس قرارداد کو یہاں پر رائے شماری کے لئے پیش کریں۔ ہم نے مرکزی حکومت سے ایک مطالبہ کیا ہے تو اس میں جھجک کس بات کی ہے اور اُس میں خوف کس بات کا ہے؟ رانا ثناء اللہ خان صاحب کی منسٹری اسی طرح قائم رہے گی، وہ اسی طرح اپنے فرائض سرانجام دیتے رہیں گے بلکہ اُن کو شاباش ملے گی کہ ہم اوپر دُنیا کو جو دکھانا چاہتے ہیں کہ پنجاب اسمبلی سے اس طرح کی قرارداد پاس ہوئی ہے تو یہ ان کے اپنے لئے بہتر ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! قومی اسمبلی میں بھی اس طرح کی باتیں آتی رہی ہیں۔ یہاں پر نئے معزز ممبران آئے ہیں، نئی اسمبلی بنی ہے، نیا مینڈیٹ آیا ہے لہذا ہمیں اس عوام اور اس ایوان نے یہ اختیار دیا ہے کہ ہم اُن کے behalf پر اُن کی بات اس اسمبلی کے اندر کر سکیں۔ یہ کہیں نہیں لکھا ہوا کہ جب تک قائد حزب اختلاف ان کے ساتھ نہیں بیٹھیں گے تو یہ بات آگے نہیں کریں گے۔ اگر اسمبلی کے کسی Rules of Procedure کے اندر یہ بات لکھی گئی ہے تو یہ مجھے پڑھ کر سُنا دیں اور اگر آئین کی کسی کتاب کے اندر یہ لکھا گیا ہے تو مجھے پڑھ کر سُنا دیں میں withdraw کر لوں گا۔ گزارش یہ ہے کہ میں محرک ہوں اگر ان کو میری بات اچھی نہیں لگ رہی تو اس کو reject کر دیں۔ ان کو کس نے کہا ہے

کہ میری قرارداد کو acceptکریں، اس کو rejectکریں اور فوری کریں۔ یہاں پر ان کی عددی اکثریت ہے ان کو اختیار حاصل ہے۔ انہوں نے ہر چیز کو بلڈوز کرنا ہوتا ہے وہ کریں۔

جناب سپیکر: بات یہ ہے کہ کل یہ قرارداد آئی تو میں نے آپ دونوں صاحبان سے کہا کہ آپ دو منٹ کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھ کر اس قرارداد کو اچھے طریقے سے لائیں تو آپ کے قائد حزب اختلاف نے بھی مجھے کہا اور وزیر قانون نے بھی کہا کہ اس قرارداد کو کل تک کے لئے adjourn کروالیں اور کل ہم بیٹھ کر اس معاملے کو طے کر لیں گے اور ہم ان کی کوئی مخالفت بھی نہیں کر رہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں کہ میاں محمد اسلم اقبال صاحب فرما رہے ہیں کہ آئین میں کہاں لکھا ہے؟ رولز میں کہاں لکھا ہے؟ moral values بھی کچھ ہوتی ہیں اگر قائد حزب اختلاف on the floor of the House کوئی بات کریں تو ہم اُس کی honour کرتے ہیں۔ ہم اُس بات کے اوپر بچوں کی طرح ضد نہیں کرتے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں اپنی قرارداد withdraw نہیں کروں گا۔ یہ میری قرارداد کو پاس کریں یا reject کریں ہم اس کو بلڈوز نہیں کرنے دیں گے۔

جناب سپیکر: وہ آپ کی مرضی ہے۔ میں آپ کو compel نہیں کر سکتا لہذا مجھے پھر اس کو پیش کرنا پڑے گا۔ جی، چودھری محمد اقبال صاحب!

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ کون سی moral values کی بات کر رہے ہیں کہ امریکہ پاکستانیوں کو شہید کر رہا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: !Order in the House. Order Please جی، چودھری محمد اقبال صاحب!

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! میں بڑے ادب سے گزارش کروں گا کہ یہ rules کی باتیں کر رہے ہیں، جذباتی باتیں کر رہے ہیں اور اس issue کو جذباتی touch دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ رانا صاحب نے نہایت سمجھداری سے اس قرارداد کو oppose نہیں کیا بلکہ یہ وضاحت کی تھی کہ اس پر وفاقی حکومت effort کر رہی ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر!ان سے کہیں کہ یہ بات سننے کی بھی عادت ڈالیں۔یہ جب بات کرتے ہیں تو ہم بڑے حوصلے سے سنتے ہیں۔اس پر وفاقی حکومت نے قراردادیں بھی پاس کی ہیں۔آپ ہمارے ساتھ بیٹھ کر ایک متفقہ قرارداد لائیں۔اگر متفقہ قرارداد ہو گی تو اس کا weightage بھی زیادہ ہو گا۔یہ ایسی بات نہ کریں قائد حزب اختلاف نے ایک commitment کی تھی، متفقہ قرارداد لانے سے وہ بھی پوری ہو گی، قرارداد بھی متفقہ طور پر منظور ہو گی اور اس کا weightage بھی زیادہ ہو گا اس لئے براہ کرم اسے numbers scoring کا مسئلہ نہ بنائیں کہ ہم نے numbers score کرنے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!اگر یہ ایوان کی اقدار کی بات کرتے ہیں تو حکومت بلدیاتی الیکشن جو غیر جماعتی بنیادوں پر کرانے جارہی ہے تو ان کے پارٹی لیڈروں نے بیٹھ کر COD پر دستخط کئے تھے۔ اگر ایوان کی commitment کی بات ہے تو یہ یہاں ایسے نہ کرتے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!ہم اس قرارداد کو اگلے منگل پر لے جاتے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!نہیں۔

جناب سپیکر: مجھے اپنی effort کرنے دیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میری آپ کی وساطت سے میاں محمد اسلم اقبال اور قائد حزب اختلاف سے گزارش ہے کہ اگر یہ اپنی کل کی کی ہوئی بات سے پیچھے ہٹ رہے ہیں تو پھر ہمیں رولز کے مطابق چلنا چاہئے۔رولز کے مطابق یہ ہے کہ انہوں نے جو قرارداد پیش کی ہے اگر یہ ہمارے ساتھ بیٹھ کر اس میں amendment نہیں لانا چاہتے تو اس میں amendment move کرنے کا تو میرا اختیار ہے۔یہ مجھے موقع دیں میں اس میں amendment move کر دیتا ہوں۔اس کے بعد اسے ایوان میں لے آئیں۔انہوں نے میرے ساتھ بیٹھ کر جو معاملہ طے کرنا تھا اس سے یہ پیچھے ہٹ گئے ہیں۔میں رولز کے مطابق اپنی amendment move کر دیتا ہوں۔اس کے بعد آپ resolution کو take up کر لیں۔

جناب سپیکر: راناصاحب!آپ کو amendment لانے میں کتنی دیر لگے گی؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! آپ اسے کل کے لئے رکھ لیں۔

قائد حزب اختلاف(میاں محمودالرشید): جناب سپیکر!راناصاحب نئی قرارداد لے آئیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں by rules amendment پیش کرنے کا حق رکھتا ہوں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ہم نے ایک قرارداد پیش کی ہے جس پر آپ چاہتے ہیں کہ مرکزی حکومت کی ستائش اور قصیدہ گوئی کریں۔ ہم یہاں سارا دن یہی سنتے رہتے ہیں۔ آپ ہماری original resolution کو پیش کریں۔ اگر انہیں احساس ہوتا تو یہ ہمارے ساتھ رابطہ کرتے۔ ہم نے آج صبح تک انتظار کیا کہ آپ کیا بات کرنا چاہتے ہیں؟ آپ نے ایوان میں جو بات کی تھی میں آپ کا وہ انداز بیان کرنا چاہتا ہوں کہ مرکزی حکومت نے جو کیا ہے وہ اس میں ڈال دیں۔ آپ الگ سے مرکزی حکومت کی ستائش کے لئے ایک قرارداد لے آئیں لیکن یہاں پر ہم نے جو قرارداد پیش کی ہے اس پر ہم سب کا متفقہ فیصلہ ہے کہ ہم اس میں کسی زیر، زبر اور پیش کی تبدیلی نہیں چاہتے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس قرارداد کو آئندہ منگل تک pending نہ کریں بلکہ اس پر رائے شماری کرالیں۔ اگر یہ reject کرتے ہیں تو اس سے یہ واضح ہو جائے گا کہ امریکہ سے خوفزدہ کون ہے۔ مرکز میں بیٹھ کر باتیں کرنا ٹھیک ہے لیکن یہاں پر یہ بات کھل کر کرنی ہوگی۔ ہمارا المیہ یہ ہے کہ قومی لیڈرشپ عوام کے سامنے کچھ کہتی ہے لیکن اصل بات ہم پر واضح ہونی چاہئے۔ آج حکومتی بنچوں کو کھل کر اس قرارداد کو support کرنا چاہئے، اس کی مخالفت کرنی چاہئے اور نہ اس میں کوئی ترمیم دینی چاہئے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کی اور قائد حزب اختلاف کی توجہ Rule-120 کی طرف دلاؤں گا۔ اس میں لکھا ہے کہ:

> **120. Amendment of Resolution**. After a resolution has been moved, a member may, subject to these rules, move an amendment to the resolution.

میں amendment move کر سکتا ہوں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ oppose نہ کرتے۔ انہوں نے oppose کیا ہے تو اس کے بعد اس پر کوئی amendment نہیں آسکتی۔

جناب سپیکر: انہوں نے amendment کے لئے oppose کیا تھا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں نے قرارداد پیش کی، وزیر قانون صاحب نے oppose کیا، میں نے اس پر اپنا موقف بیان کر دیا اور اس کے بعد انہوں نے اپنا موقف بیان کر دیا۔ اس کے بعد ایوان کے پاس اختیار تھا کہ اس نے اس قرارداد کو پاس کرنا ہے یا reject کرنا ہے۔

جناب سپیکر! آپ ہمارے بھی سپیکر ہیں۔ اگر ہم نے اس ایوان کو smoothly چلانا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: but under rules چلانا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! پھر آپ کو اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلنا ہو گا۔

MR SPEAKER: Can we violate Rule 120, is this possible?

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ انہوں نے کل oppose کیا اور اپنی بات کی۔ میں نے اس کے against اپنے دلائل دیئے۔ میں نے اپنی بات کر لی اور اس کے بعد بات ختم ہو گئی۔ کیا کل یہاں اس ایوان میں یہ بات کہی گئی تھی کہ ہم ترمیم لے کر آئیں گے؟ نہیں، answer is no. تو پھر کوئی اختیار نہیں ہے۔ آپ اس پر ووٹنگ کرائیں اور بات ختم کریں۔

جناب سپیکر! آپ Custodian of the House ہیں۔ ہم بطور اپوزیشن ہمیشہ آپ کا ساتھ دیتے ہیں۔ یہاں پر دس ممبران بھی بیٹھے ہوں تو ہم کبھی پروا نہیں کرتے اور چُپ کر کے بیٹھ کر ایوان کی کارروائی کا حصہ بنتے ہیں اور اس کارروائی میں قطعاً مداخلت نہیں کرتے کہ اس طرح عوام تک اچھا message نہیں جائے گا۔ اگر ہم کورم کی نشاندہی کریں تو کوئی اچھا message نہیں جائے گا۔ ہم پورا تعاون کرتے ہیں لیکن یہ عوام کا issue ہے۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں، میری بات سنیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہم نے حق کی بات کی ہے اس لئے ایوان کی گنتی اور رائے شماری کرائی جائے۔

محترمہ فرزانہ بٹ: جناب سپیکر! یہ جنرل مشرف کے دَور میں یہاں تھے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ بیٹھیں۔ کیا کر رہی ہیں آپ؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں نے جب اس resolution کو oppose کیا اور oppose کرنے کے ساتھ اپنا point of view ایوان کے سامنے رکھا تو اس پر اپوزیشن لیڈر کھڑے ہوئے جنہوں نے یہ فرمایا کہ جو یہ کہہ

رہے ہیں ہم اس کے مطابق اس resolution کو amend کر کے کل پیش کر دیں گے یعنی کل amendment کی بات ہوئی تھی۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): یعنی amendment کی بات ہوئی تھی تو یہ قرارداد آج کے لئے adjourn ہوئی تھی ورنہ کل ہی اس پر voting ہو جاتی۔ اب اگر وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم amendment کو اپنی resolution کا حصہ نہیں بنانا چاہتے تو Rule 120 کے تحت مجھے آپ اجازت دیں، میں amendment move کر دیتا ہوں اس کے بعد آپ اس پر voting کروالیں۔ یہ تو سیدھی سی بات ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اگر کل کی بات پر قائم رہنا ہے اور آپ نے ایوان چلانا ہے تو ہم لفظوں میں ہیر پھیر کر دیتے ہیں۔ جہاں لفظ "مطالبہ" لکھا ہوا ہے وہاں ہم "پُرزور مطالبہ" لکھ دیتے ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اگر لفظوں میں ہی ہیر پھیر کرنا ہے تو وہ ہم کر دیتے ہیں کیونکہ mover تو میں ہی ہوں۔

جناب سپیکر: پھر وہ متفقہ فیصلہ نہیں ہوگا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں اس قرارداد کا mover ہوں۔

جناب سپیکر: ایسے پھر متفقہ نہیں ہوگا۔ آپ میری بات سنیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اگر آپ نے حکومتی بنچوں کا ساتھ دینا ہے تو میں پھر باہر چلا جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ میں کیوں آپ کو باہر جانے کی بات کروں؟ بات یہ ہے کہ آج کے لئے اس کو جو pending کیا تھا وہ اسی لئے کیا تھا کہ آپ کی آپس میں negotiation بقول اپوزیشن لیڈر صاحب کے ہو جائے۔ میں نے پہلے دو منٹ کی بات کی تھی کہ آپ دو منٹ میں ایک دوسرے کے ساتھ بات کر لیں اس کے بعد ہم اس کو پاس کریں گے۔ پھر اپوزیشن لیڈر صاحب نے جب بات کی تو میں نے ان کی بات کو تسلیم کیا اور آج کے لئے اس قرارداد کو adjourn کر دیا۔ اب میری گزارش سنیں کہ دونوں طرف سے یہ gesture اچھا نہیں ہے اور میں اس حوالے سے دونوں اطراف سے گزارش کروں گا۔ ان

کا بھی قانونی نکتہ ٹھیک ہے کیونکہ Rule 120 اس میں applicable ہے کہ وہ اپنی amendment کر سکتے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! پھر یہ amendment کل ہی کر لیتے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ کل تو گزر چکی ہے لیکن میں آپ کو ایک موقع کل تک کے لئے مزید دیتا ہوں لہذا آپ اس کو قبول کریں اور مہربانی کریں۔ اس سے اچھا طریقہ بن جائے گا۔ اس قرارداد کو آنے دیں کیونکہ یہ آپ کے لئے فائدہ مند ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ عوام کا منتخب ایوان ہے۔ گزارش یہ ہے کہ لفظ "مطالبہ" سے کسی شاہی خاندان کی کوئی رسوائی نہیں ہو رہی۔

جناب سپیکر: ہم ان کے بارے میں بات ہی نہیں کر رہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میری عرض سنیں۔

جناب سپیکر: امریکہ کی favour میں کوئی نہیں ہے حتیٰ کہ قومی اسمبلی بھی اس کی favour میں نہیں ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! قومی اسمبلی، صوبائی اسمبلیاں اور تمام عوام اسے دیکھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یہاں کوئی favour میں نہیں ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! لفظ "مطالبہ" سے کیا مطلب ہے؟ ہم عوام ہیں کوئی رعایا نہیں ہیں اور عوام اپنے حکمرانوں سے مطالبہ کیا کرتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ میرے بھائی! آپ کو نہیں پتا اس لئے آپ ذرا آرام سے بات کریں۔

جناب محمد تجمل حسین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ کیا کر رہے ہیں؟ مجھے اُن سے بات کرنے دیں۔

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! تہذیب بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، اس کو چھوڑیں۔ آپ کہاں کی بات کہاں لے جاتے ہیں؟ میاں صاحب! میں اس کو کل تک کے لئے pending کرتا ہوں۔ وہ amendment لے آئیں، آپ دونوں بیٹھ کر طے کر لیں اور متفقہ طور پر اسے لے آئیں۔ میں اس کو کل تک کے لئے pending کرتا ہوں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اگر آپ اپنی خواہش کا اظہار کرتے ہیں کہ آپ اس کو پیش نہ کریں لہذا آپ حکم کریں۔ مجھے پتا ہے کہ آپ نے اس کو پیش نہیں ہونے دینا۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ میں ایسی بات نہیں کرتا۔ Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997 کے Rule 120 کے تحت amendment کی اجازت دی جارہی ہے۔ رانا صاحب! آپ کل اپنی amendment پیش کریں گے لیکن آپ کو قائد حزب اختلاف سے رابطہ کرنا چاہئے۔ اگر نہیں کرنا چاہتے تو میں اپنے پاس آپ دونوں حضرات کو ٹائم دیتا ہوں۔ قائد حزب اختلاف اور آپ دونوں میرے پاس آئیں گے۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آج جب اجلاس adjourn ہو تو آپ اپنے چیمبر میں ٹائم رکھ لیں۔ میں اور قائد حزب اختلاف آپ کے پاس بیٹھ جائیں گے اور اس amendment کے issue کو resolve کر لیں گے۔

جناب سپیکر: جی، میرے پاس آپ تشریف لائیں اس کے لئے میں آپ سے request کرتا ہوں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں as a mover اس میں کوئی change نہیں چاہتا۔ میری رائے پر کوئی بھی اپنا فیصلہ مسلط نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر: پھر اس پر انہیں اپنی amendment لانے دیں۔ آپ کی بھی قرارداد آئے گی اور ان کی بھی آئے گی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میرے جذبات پر کوئی اپنا فیصلہ مسلط نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر: اب میں نے یہ بات کر لی ہے۔ پلیز تشریف رکھیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ کے پاس اپوزیشن لیڈر اور محرک آ جائیں۔ اگر ان کو amendment قابل قبول نہیں ہو گی تو یہ وہاں پر اس بات کو تسلیم نہ کریں تب میں اپنی amendment اسمبلی سیکرٹریٹ میں move کر دوں گا جو کل یہاں پر table ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ تسلیم کر لیں گے۔ اس حوالے سے وہاں پر بات ہو گی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں اپنے اپوزیشن لیڈر سے بھی گزارش کرتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپوزیشن لیڈر صاحب کو dictate نہ کروائیں اور یہ بات اچھی نہیں لگی۔ آپ ان سے علیحدہ request کر لیں لیکن یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ اس اجلاس کے بعد ہم بیٹھ کر بات کریں گے تو انشاءاللہ یہ معاملہ ٹھیک ہو جائے گا۔

سرکاری کارروائی

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں اور آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔

Now, we take up the Punjab Local Government Bill 2013 (Bill No. 5 of 2013).

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہاں پر Rules کو bulldoze کرنے پر ہم ٹوکن واک آؤٹ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ Rules اپنی جگہ پر موجود ہیں and none can bulldoze them یہ آپ کی amendments ہیں ان کو تو سنیں۔ آپ کی amendments ہیں اور میں نے قائد حزب اختلاف سے بات کی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: اگر آپ نے حکومتی بنچوں پر بیٹھے ممبران کی بات سننی ہے تو پھر ہم ٹوکن واک آؤٹ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: ایسا نہ کریں۔ آپ کی مہربانی ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ٹوکن واک آؤٹ کر گئے)

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "لوٹے لوٹے" کی آوازیں)

No comments. ملک ندیم کامران صاحب! آپ انہیں لے کر آئیں۔

معزز ممبران: انہوں نے ٹوکن واک آؤٹ کیا ہے۔

جناب سپیکر: کیا ٹوکن واک آؤٹ کیا ہے؟ Let them come, then we will start اپوزیشن کے تمام حضرات سے میری درخواست ہے کہ ایوان میں تشریف لائیں تاکہ سرکاری کارروائی شروع کی جائے اور آپ کی amendments کے بارے میں بھی بات کی جائے۔ قائد حزب اختلاف سے ایک دفعہ پھر میری پُر زور التماس ہے کہ ان کا ٹوکن بائیکاٹ مکمل ہو چکا ہے اس لئے اب ایوان میں تشریف

لے آئیں تاکہ ہم سرکاری کارروائی شروع کر سکیں۔ میں گزارش کر رہا ہوں کہ آپ ایوان کے اندر تشریف لے آئیں۔

سردار محمد جمال خان لغاری: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سردار محمد جمال خان لغاری: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اپوزیشن کو منانے کے لئے اس ایوان کے معزز ممبران پر مشتمل کوئی وفد بھیجا جائے۔

جناب سپیکر: میں ملک ندیم کامران صاحب، راجہ اشفاق سرور صاحب اور کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ صاحب سے request کرتا ہوں کہ وہ اپوزیشن کے ساتھ مذاکرات کر کے انہیں ایوان میں منا کر لائیں۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کی طرف سے بنائی گئی وزارتی ٹیم
اپوزیشن کو منانے کے لئے ایوان سے باہر گئی)

(معزز ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں تشریف لے آئے)

(نعرہ ہائے تحسین)

MR SPEAKER: Welcome back, thank you.

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! میں اپوزیشن لیڈر اور اپوزیشن کے تمام ممبران کا نہایت شکر گزار ہوں کہ جب آپ نے یہ کمیٹی اُن کے پاس بھیجی تو انہوں نے کہا کہ ہم بالکل آئیں گے، اس بحث میں حصہ لیں گے اور ہم جو بھی ایوان کے interest میں کر سکتے ہیں وہ کریں گے۔ میں ایک بار پھر اپوزیشن لیڈر اور اپوزیشن کے ممبران کا نہایت شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ہماری بات مانی اور ایوان میں تشریف لائے۔

جناب سپیکر: جی، ان کا بہت شکریہ۔

مسودہ قانون کو زیر غور لانے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Local Government Bill 2013. Minister for Law may move the motion for suspension of rules. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the requirements of Rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, may be suspended under Rule 234 of the Rules ibid, for immediate consideration of the Punjab Local Government Bill 2013."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the requirements of Rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, may be suspended under Rule 234 of the Rules ibid, for immediate consideration of the Punjab Local Government Bill 2013."

The motion moved and the question is:

> "That the requirements of Rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, may be suspended under Rule 234 of the Rules ibid, for immediate consideration of the Punjab Local Government Bill 2013."

(The motion was carried.)

(Applause)

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ2013

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Local Government Bill, 2013. First reading starts. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Local Government Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.2, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Local Government Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.2, be taken into consideration at once."

There are two amendments in this motion. The first amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Siddique Khan, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamar Sultan

Cheema, Mr Ahmad Shah Khagga, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Ms Jayeda Khalid Khan, Qazi Ahmad Saeed, Khawaja Muhammad Nizam-ul-Mehmood, Mr Shahab-ud-Din Khan, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmed, Mrs Faiza Ahmed Malik and Dr Syed Waseem Akhtar. Who is to move it? Now, you may move it. One of you should move it.

LEADER OF THE OPPOSITION (Mian Mehmood-ur-Rasheed): Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Local Government Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.2, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th September 2013."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That The Punjab Local Government Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.2, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th September 2013."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب سپیکر: جی، محترم! آپ اپنی تقریر جاری رکھیں جو آپ میں سے کرنا چاہتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! اس Bill کا نام Local Government Bill نہیں ہونا چاہئے تھا کیونکہ گورنمنٹ نام کی کوئی چیز اس Bill کے اندر ہمیں نظر نہیں آئی اس لئے اس کا نام Services Delivery System ہونا چاہئے جو کہ سینٹری ورکر، خاکروب اور streetlights وغیرہ کی دیکھ بھال کرے اور لوگوں کو services فراہم کرے۔ Constitution کی شق (140-A) کے تحت یہ گورنمنٹ کا third tier ہے جس میں آئین پاکستان نے واضح طور پر یہ کہا کہ ان حکومتوں کو powers devolve کی جائیں اور ان حکومتوں کو

دی جائیں administrative, political and financial powers لیکن بد قسمتی کے ساتھ خود وزیر قانون بھی نجی طور پر اس کا اعتراف کرتے رہے ہیں کہ یہ لوکل گورنمنٹ نہیں ہے یہ تو ہم لوکل باڈیز بنانے جا رہے ہیں۔ کاش! یہ پہلی دفعہ اس انتہائی اہم tier کے بارے میں، اس گورنمنٹ کے بارے میں اور جمہوریت کے ثمرات کو عوام تک پہنچانے کے بارے میں یہ ایوان legislation کرنے جا رہا ہوتا۔ کاش کہ ہم سنجیدگی کے ساتھ آئین کی اس spirit کو سامنے رکھتے ہوئے بلدیات کا حقیقی معنوں میں ایک ایسا نظام اور ایک ایسا Bill یہاں پر پاس کرتے کہ جس سے حقیقی معنوں میں اختیارات عوام کے منتخب نمائندوں تک پہنچتے۔ ہمارے پڑوس میں، South Asian Countries کو دیکھ لیجئے، بنگلہ دیش، سری لنکا، انڈیا کی کیرالا state کو دیکھ لیجئے، ترکی کو دیکھ لیجئے اور so much so آپ یورپی ممالک کو دیکھ لیں، لندن میں county system کو دیکھ لیجئے، سویڈن کو دیکھ لیجئے جہاں پر بہترین طریقے کے ساتھ یہ سسٹم چل رہا ہے، یہ گورنمنٹ کا third tier جو empowered ہے اور جس میں روزمرہ کے مسائل سے عوام کو روزانہ واسطہ پڑتا ہے وہ بڑی خوبصورتی کے ساتھ حل ہو رہے ہیں، ان پر legislators اپنا کام کرتے رہتے ہیں اور ان کا یہ سسٹم کبھی discontinue نہیں ہوتا۔ اس میں کمیونٹی کو involve کیا جاتا ہے، ان کو empower کیا جاتا ہے اور عوام کے مسائل ان کی دہلیز پر حل کرنے کی جو spirit ہے ہمارا Constitution بھی یہ کہتا ہے لیکن بد قسمتی کے ساتھ Bill کے اندر powers کو share کرنے کی بجائے عوام کو empower کرنے کی بجائے اور ان بلدیاتی اداروں کو بااختیار بنانے کی بجائے پھر power کا ارتکاز کر دیا گیا۔ اس میں مختلف دفعات ایسی ڈال دی گئی ہیں کہ جن سے اس کا حلیہ بگڑ گیا ہے اس لئے کسی طور پر بھی اس کو لوکل گورنمنٹ Bill کہنا مناسب نہیں ہے اس کو services delivery Bill کہا جا سکتا ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر! ہم نے بڑی سنجیدگی اور متانت کے ساتھ سپیشل کمیٹی کی meetings میں شرکت کی۔ اس میں اپوزیشن کی طرف سے ہمارے چار ممبران نے اس احساس کے ساتھ بھرپور شرکت کی کہ یہ لمحات اور یہ دن تاریخ ساز بن سکتے ہیں۔ اگر ہم آئین پاکستان کی اس spirit اور آرٹیکل کو سامنے رکھتے ہوئے یہ legislation کریں۔ میں اپنے دوستوں کو جو سپیشل کمیٹی کے ممبران تھے انہیں بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنہوں نے رمضان کے اندر دور دراز علاقوں میں جانے کی بجائے اس کمیٹی کی meetings کو attend کیا۔ میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ اس کے آغاز میں ہم نے جن باتوں پر

emphasize کیا اس میں نوجوانوں کے نمائندوں کی بات تھی۔ ہمارے راولپنڈی کے معزز ممبر جناب آصف صاحب نے بھرپور طریقے سے بات کی اور ہم نے بھی کمیٹی میں بات کی۔اس میں خاتون کی ایک نشست رکھی گئی تھی ہم نے وہاں پر بات کر کے کہا کہ خواتین کی seats میں اضافہ ہونا چاہئے۔ Later on ٹریژری بنچوں کی خواتین نے بھی ہماری آواز کے ساتھ اپنی آواز ملائی۔ ہم نے پھر multiple system پر بات کی اور انہیں convince کیا کہ یہ چھوٹے وارڈ بنانے پر یہاں بہت complications آئیں گی تو یہ multiple system آ جائے۔اس طرح یونین کونسل کے direct الیکشن پر بھی ہم نے اپنا بھرپور input دیا لیکن بات اصل میں یہ ہے کہ composition کی حد تک تو ہماری بات سنی گئی، جزوی، فروعی اور چھوٹی باتوں پر بڑا دھیان دیا گیا اور کئی کئی دن لگائے گئے لیکن Bill کی جو اصل روح تھی ،قانون کا جو اصل منشا تھا،قانون کا جو اصل تقاضا تھا،ان اداروں کو empower کرنے کی بات تھی،power کو devolve کرنے کی جو بات تھی،institutions کو بنانے کی جو بات تھی ان کو دوام دینے کے لئے ایسی قانون سازی جس سے حقیقی معنوں میں گورنمنٹ کے third tier کو protection ملتی اور عوام اپنے مسائل آپ حل کرتے۔ ٹریژری بنچز نے اس کی طرف ہماری کسی بات پر دھیان نہیں دیا۔ بد قسمتی کی بات یہ ہے کہ اس میں اس Bill کے اندر Clause 18 میں انہوں نے کہا کہ غیر جماعتی بنیادوں پر انتخابات ہوں گے۔ ہم سمجھنے سے قاصر ہیں کہ مرکز میں بھی ان کی حکومت ہے اور پنجاب میں دو تہائی سے زیادہ اکثریت ان کے پاس ہے پھر ڈر اور خوف کس بات کا؟ابھی moral ethics کی بات ہو رہی تھی اور میثاق جمہوریت میں ان کے قائد نے خود لکھا دیا ہے کہ جماعتی بنیادوں پر انتخابات ہوں گے۔اب یہ فرار کیوں چاہتے ہیں، کس چیز کا خوف ہے اور جماعتی بنیادوں پر انتخابات کیوں نہیں ہو رہے ؟جب باقی تینوں صوبے انتخابات جماعتی بنیادوں پر کروانے جا رہے ہیں تو پھر تاریخ کا پہیہ پیچھے کی طرف نہیں گھومنا چاہئے۔یہ ایک تاریخی اور سنہری موقع تھا کہ مسلم لیگ (ن) اس کو endorse کرتی، جماعتی بنیادوں پر انتخابات ہوتے اور یہ ذات برادری، دھونس دھاندلی، حکومت کی ترغیبات اور دیگر باتوں سے پاک یہ ادارے وجود میں آتے لیکن غیر جماعتی بنیادوں پر انتخابات کروا کے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سب سے بڑا ظلم کیا گیا ہے۔یہ جمہوریت کے لئے زہر قاتل ہو گا اور یہ ان اداروں کے لئے زہر قاتل ہو گا کہ جو لوگ بھی جیتیں گے۔ حکومت نے صرف اپنے عارضی فائدے حاصل کرنے کے لئے اور اس ڈر سے کہ urbanized areas کے اندر انہیں مشکلات پیش آ سکتی ہیں انہوں نے یہ غیر جماعتی انتخابات کی کلاز اس میں ڈالی ہے جو کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ میثاق جمہوریت کے

بھی خلاف ہے اور آج کے ترقی یافتہ دور میں اس طرح کی بات کرنا جمہوری اداروں کی نفی کرنے کے مترادف ہے۔

جناب سپیکر!اس میں Clauses 92 to 95 ایجوکیشن اور ہیلتھ اتھارٹیز،آپ مجھے بتائیے کہ اگر کسی بلدیاتی ادارے سے،ڈسٹرکٹ کونسل سے، میئر سے میونسپل کارپوریشن سے، میٹروپولٹین کارپوریشن سے۔۔۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر:لاء منسٹر صاحب بات کرنا چاہ رہے ہیں۔جی،لاء منسٹر صاحب!فرمائیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر! میری قائد حزب اختلاف سے گزارش ہے کہ شاید اس پورے بل میں جو انہوں نے amendments دی ہیں ان سب کو اسی ایک amendment میں discuss کرنا چاہتے ہیں۔ مثال کے طور پر انہوں نے party and non party basis پر الیکشن کروانے کی بات کی ہے۔انہوں نے اس میں جو amendment دی ہے وہ amendment move کریں،اس پر بات کریں اس کو میں answer کروں گا۔ سپیشل کمیٹی میں اس کے اوپر discussions ہوئی ہیں،کیوں کر یہ معزز ایوان یا سپیشل کمیٹی اس نتیجے پر پہنچی؟انہوں نے ہیلتھ اور ایجوکیشن اتھارٹی کی بات شروع کی ہے،انہوں نے اس کے متعلق amendment دی ہوئی ہے،جب وہ amendment آئے گی اس وقت اس پر بات ہو گی۔ اس وقت انہوں نے جو amendment دی ہے صرف اس پر گفتگو فرمائیں، سپیشل کمیٹی کی discussions اور اس ایوان میں discussions کے باوجود یہ کہتے ہیں کہ اسے اخبارات میں یا دوسرے طریقوں سے مشتہر کیا جائے تاکہ عوام کی رائے حاصل کی جائے۔ وہ اس وقت صرف اس amendment پر بات کرتے ہوئے فرمائیں کہ اس ایوان کے ہوتے ہوئے یہ کیوں ضروری ہے کہ اس پر ووٹنگ ہو اور اس کے بعد جیسے جیسے ان کی amendments موجود ہیں وہ اس پر بات کریں پھر اس کا proper طریقے سے جواب دیا جا سکے گا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید):جناب سپیکر! Rules میں ایسا کسی جگہ نہیں لکھا، first reading میں ہم کھل کر اس سارے بل پر بات کر سکتے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ وزیر قانون کو اس طرح سے interrupt کرنا چاہئے تھا۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ amendment پر گفتگو کر رہے ہیں، first reading پر نہیں کر رہے انہوں نے یہ amendment move کی ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہم amendment پر بات کریں گے اور ہمارا Clause wise discussion کا حق بھی محفوظ ہے، رانا صاحب آپ مجھے اس amendment پر overall بات کرنے دیں۔ میں نے پہلے اس پر بات نہیں کی ہمارے مختلف ممبران نے اس پر بات کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس میں کوئی قانونی رکاوٹ نہیں ہے کہ میں اس بل پر اس amendment کے حوالے سے بات نہیں کر سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! شکریہ۔ انہوں نے ہیلتھ اور ایجوکیشن اتھارٹی کے نام سے اس بل کی 92 سے 95 تک جو Clauses ہیں ان کے تحت بلدیاتی اداروں کے دائرہ اختیار سے تعلیم اور صحت سے متعلق انتہائی ضروری چیزوں کو exclude کر دیا ہے جو کسی بھی پاکستانی شہری کا بنیادی حق ہوتا ہے۔ یہ لمحہ فکریہ ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک منتخب نمائندہ جو یونین کونسل میں بیٹھا ہو، میونسپل کمیٹی میں بیٹھا ہو، ڈسٹرکٹ کونسل میں بیٹھا ہو یا میٹروپولیٹن سٹی میں بیٹھا ہو جو درد منتخب نمائندے کو ہو سکتا ہے، جس طرح سے وہ صحت اور تعلیم کے مسائل سے باخبر ہو سکتا ہے، ان مسائل کو حل کرنے کے لئے جتنی زیادہ وہ شعوری کوشش کر سکتا ہے کوئی اور نہیں کر سکتا لہذا میری سمجھ سے باہر ہے کہ صحت اور تعلیم جیسی بنیادی چیزیں جن کے اوپر ان اداروں کو empower کرنا چاہئے تھا، ان اداروں کو ذمہ دار ٹھہرانا چاہئے تھا ان اداروں کو مکمل طور پر ان دونوں محکموں کے حوالے کرنا چاہئے تھا مگر بد قسمتی سے حکومت نے یہاں پر بھی اتھارٹیز کا سہارا لے کر اسے مکمل طور پر بے اثر، بے اختیار اور نمائشی کر دیا ہے۔ یہ آپ کی ڈسٹرکٹ کونسلیں اور بلدیاتی ادارے ہوں گے جن کے پاس دو بنیادی شعبے صحت اور تعلیم سے متعلق اختیارات نہیں ہوں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی طور پر بھی عوام کی favour کی بات نہیں ہو گی۔ اس سے آگے Clause 23 پنجاب لوکل گورنمنٹ کمیشن بنا کر آئین کے آرٹیکل 58(2)(B) کی تلوار اس کمیشن کے ہاتھ میں تھما دی گئی ہے کہ یہ کمیشن جب چاہے کسی میئر یا ڈسٹرکٹ کونسل کے چیئرمین کی suspension کر سکتا ہے، اسے گھر بھیج سکتا ہے اور اسے فارغ کر سکتا ہے پھر اس کمیشن کو یہ بھی authorize کر دیا گیا ہے کہ وہ Legislators, MNAs,

MPAs and Senators کو پابند کرتا ہے کہ جو ترقیاتی سکیمیں ہیں اور باقی سارے کام ہیں ان لوگوں کو on board لیں اور اُن کی مشاورت اور consultation کے ساتھ ان کی monitoring کے ساتھ ان کو ساتھ لے کر چلیں گے، اگر یہ سارا کچھ ہونا ہے ہم تو پہلے ہی یہ رونا رو رہے ہیں کہ یہ جو ایک ایک، دو دو کروڑ روپے کی سکیمیں آپ ایم پی اے اور ایم این اے حضرات کو دیتے ہیں خدارا یہ ایم پی اے اور ایم این اے حضرات کا کام نہیں ہے یہ بلدیاتی اداروں کے کام ہیں۔اب بد قسمتی کے ساتھ، یہ انتہائی افسوسناک بات ہے، یہ سیاہ دن ہے کہ اس بل کے اوپر ہم پھر legislators کو باقاعدہ empower کر رہے ہیں اور ان کو ذمہ داریاں دے رہے ہیں کہ وہ نالیاں بنائیں، گلیاں بنائیں، سکول بنائیں، پُلیاں بنائیں، دیواریں بنائیں، قبرستان بنائیں، ان کی چار دیواریاں بنائیں، اگر ہم اپنے legislators کو دوبارہ انہی باتوں کی طرف موڑنا چاہتے ہیں تو پھر اس صوبے کا اور اس ملک کا اللہ حافظ ہے، جو ہمارے کرنے کا اصل کام ہے وہ قانون سازی ہے، بیوروکریٹس کو کھلی آزادی ہے، بجٹ بناتے وقت ہمارے مسائل پر، شہروں کے مسائل پر، صوبے کے مسائل پر اور نہ ہی ملک کے مسائل پر ہمیں کچھ پتا ہوتا ہے، ہمیں اس بل کے ذریعے اپنے legislators کو نالیوں، گلیوں اور سڑکوں سے باہر نکالنا چاہئے تھا مگر آج ہمیں دوبارہ ان نالیوں اور گلیوں میں دھکیلا جا رہا ہے۔اس پر ہم احتجاج کرتے ہیں، کسی صورت بھی لوکل گورنمنٹ کمیشن کو یہ اختیار نہیں دینا چاہئے تھا جس طرح وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم کے اوپر آپ نے یہ کہا کہ آرٹیکل 58(2)(b) ایک تلوار ہے، وہ غلط ہے۔ایک elected Prime Minister کو کس طرح سے صدر پاکستان فارغ کر سکتے ہیں، گھر بھیج سکتے ہیں تو اس کمیشن جس میں زیادہ تعداد بیوروکریٹس کی ہے تو یہ کیا مذاق ہے اور کیا آپ قوم کے منتخب نمائندوں کو میٹروپولیٹن کارپوریشن کے میئرز اور ڈسٹرکٹ میونسپل کارپوریشن اور ڈسٹرکٹ کونسل کے چیئرمین کو لوکل گورنمنٹ کمیشن کے چند کارپرداز جس میں بیوروکریٹس ہوں گے معطل کر کے گھر بھیج سکیں گے؟ یہ جمہوریت کی نفی ہے، یہ ان اداروں کی توہین ہے ان کو یہ اختیار دینا کسی طور پر بھی ٹھیک نہیں ہے۔اس میں ایک اور مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ آپ نے ادارے بنادیئے مگر ان کے پاس اختیار کوئی نہیں ہے۔اس کے بعد ان اداروں کو جب آپ ختم کریں گے تو اس حوالے سے یہ بل خاموش ہے کہ کیا ہوگا اگر اسمبلی ٹوٹے تو یہ ضروری ہے کہ نوے دن کے اندر انتخابات کروائے جائیں لیکن یہ بل خاموش ہے، اگر یہ ادارے اپنی مدت پوری کرتے ہیں تو کیا ہوگا؟ ایڈمنسٹریٹر لگانے کی بھی تو آپ کو بہت عادت ہے، آپ جلدی جلدی ایڈمنسٹریٹر لگادیں گے لیکن کاش کہ اس بل کے اندر اس بات کی بھی تشریح ہوتی کہ اگر یہ ادارے اپنی مدتِ اختتام کو پہنچیں گے تو

کتنے عرصہ کے اندر انتخابات ہوں گے؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں نے موٹی موٹی باتیں جو اس بل کی زباں زد عام ہیں، جو تمام stakeholders ہیں، جو لوکل باڈی کے experts ہیں، جو تجزیہ نگار ہیں، جو سابقا منتخب نمائندے ہیں وہ سب پریشان ہیں کہ یہ مسلم لیگ کی حکومت جنہیں بھاری اکثریت حاصل ہے اس ایوان کے اندر یہ کیوں ایک جامع ،آئین سے مطابقت رکھنے والا ،آئین کی شق (A)140 کی spirit کو سامنے رکھتے ہوئے ایک بااختیار بلدیاتی بل کیوں نہیں لے کر آئے؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بل مجموعی طور پر آئین کی ان دفعات سے مطابقت نہیں رکھتا اور devolution of powers جس میں administrative, financial and political powers کو devolve کرنے کی بات کی گئی ہے یہ اس کی spirit کے برعکس ہے۔ گورنمنٹ ایک نمائشی اور دکھاوے کا service delivery system پیش کر رہی ہے اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے اندر بے شمار ترامیم ہونی چاہئیں پھر ہی جاکر یہ آئین سے مطابقت رکھنے والا بل کہلایا جا سکتا ہے اس کو لوکل گورنمنٹ بل کہنا بھی لوکل گورنمنٹ کی توہین ہے۔ بہت بہت شکریہ

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، کوئی اور صاحب آپ کی طرف سے بولنا چاہیں گے؟

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! جب عرصہ چھ سال کے بعد پنجاب لوکل گورنمنٹ بل2013 اسمبلی میں پیش کیا گیا تو پورے پنجاب کے گاؤں، گلیوں، شہروں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ سابقا ادوار میں جو اختیارات لوکل باڈیز کے ممبران کو دیئے گئے اس حوالے سے ہم نے ترمیم move کی ہے کہ یہ بل عوام کی سہولت کے لئے، ان کی آراء کے لئے مشتہر کیا جائے۔ عوام کو یہ پتا چل سکے کہ ان کے لئے جو بلدیاتی الیکشن ہونے جا رہے ہیں اور ان کے بلدیاتی نمائندوں کو جو اختیارات دیئے جائیں گے وہ کیا ہوں گے؟ عوام کو یہ بھی پتا چلے کہ حکومت نے یہ الیکشن غیر جماعتی بنیادوں پر کروانے کے لئے اپنے پَر تولے ہوئے ہیں۔ ان کو یہ بھی پتا چلے کہ حکومت نے جماعتی بنیادوں پر الیکشن نہیں کروانے اور ان کے نمائندوں کی مالی، سیاسی اور انتظامی اختیارات کی جو تمام تر powers ہیں ان کے لئے ایک بورڈ بنایا گیا ہے، تمام تر اختیارات اس بورڈ کے پاس ہوں گے اور اس کے منتخب نمائندوں کے پاس کچھ بھی نہیں ہوگا اسی لئے ہم نے اپنی ترمیم کے ذریعے سے یہ request کی ہے کہ اس بل کو عوام کی رائے کے لئے

مشتہر کیا جائے تاکہ ان کو یہ بھی پتا چل سکے کہ ٹرانسفر اور پوسٹنگ کے تمام تر اختیارات پنجاب الیکشن کمیشن بورڈ کے پاس ہوں گے۔اس کے علاوہ حکومت جو بل پاس کروا رہی ہے میونسپل کمیٹیوں، ڈسٹرکٹ کونسلوں میں عوام کے منتخب نمائندوں کو ہٹانے کے اختیارات ان کے پاس نہیں ہوں گے بلکہ پنجاب لوکل کمیشن کو حاصل ہوں گے۔وہ جس وقت اپنی recommendation وزیر اعلیٰ کے پاس بھیجیں گے تو وہ ان کو suspend کر دیں گے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت اور پاکستان مسلم لیگ کی قیادت نے C.O.D کے تحت ایک معاہدہ کیا تھا جس میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ بلدیاتی الیکشن جماعتی بنیادوں پر ہوں گے ۔ برسر اقتدار جماعت ایک طرف تو جمہوریت کی دعویدار ہے دوسری طرف یہ کہتے ہیں کہ ہم بلدیاتی الیکشن غیر جماعتی بنیادوں پر کروائیں گے ۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس کے کیا نقصانات ہوں گے۔جب بلدیاتی الیکشن ہوں گے اور لوگ کامیاب ہو جائیں گے تو یہ حکومتی پریشر اور لوٹ سیل کے تحت ان نمائندوں کو اپنے ساتھ ملا کر اپنی پارٹی میں شامل کر لیں گے اسی لئے حکومت غیر جماعتی الیکشن کروانا چاہتی ہے ۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس بل کو عوام کی سہولت کے لئے 20۔ ستمبر تک مشتہر کیا جائے تاکہ اس بل میں جو خامیاں ہیں ان کے بارے میں ان کو پتا چل سکے۔اس بل میں مالی، سیاسی اور انتظامی اختیارات منتخب نمائندوں کو حاصل نہیں ہوں گے بلکہ ان کے پاس پوسٹنگ ٹرانسفر تک کے اختیارات بھی حاصل نہیں ہوں گے ۔اس کے علاوہ ان کو بجٹ بنانے کا بھی کوئی اختیار حاصل نہیں ہوگا، کسی قسم کا پیسا خرچ کرنے کا بھی کوئی اختیار حاصل نہیں ہوگا۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ کیا ان اداروں سے نچلی سطح پر کوئی فائدہ ہو سکتا ہے یا نہیں ؟اسی نکتہ کو مدنظر رکھتے ہوئے میں یہ کہوں گا کہ یہ ایک اہم بل ہے پنجاب کی عوام کے مفادات اس سے related ہیں اور ہماری joint opposition نے بھی حکومت سے یہی مطالبہ کیا ہے اور اسی لئے ترامیم لائی گئی ہیں کہ اس بل کو عوام کے لئے مشتہر کیا جائے۔ ہماری حکومت سے یہ گزارش ہے کہ وزیر قانون اب بھی مہربانی کریں اور پاکستان پیپلز پارٹی کے ساتھ COD کے تحت جو معاہدہ کیا تھا کہ انتخابات جماعتی بنیادوں پر ہوں گے ،اس پر عمل کیا جائے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس بل کو عوام کے لئے مشتہر کر دیا جائے تاکہ عوام کو پتا چل سکے کہ پانچ سال کے بعد پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت جس نے پچھلے پانچ سال میں بھی الیکشن نہیں کروائے اور اب بھی سپریم کورٹ کے پریشر پر الیکشن کروانے کا سوچ رہی ہے اور وہ اس سلسلے میں جو بل لائے ہیں وہ میں سمجھتا ہوں کہ ایک ظالمانہ اور فسا قانہ بل ہے۔اس سے لوکل سطح پر کسی شخص کو، کسی منتخب نمائندے کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا بلکہ اس کی یونین کونسل سے ڈسٹرکٹ کونسل تک

جتنی بھی powers ہیں وہ لاہور میں ہوں گی۔ جس طرح ہم پہلے بھی کہتے ہیں کہ تمام انتظامی، سیاسی اور مالی powers لاہور میں ہیں لہذا اس بل کو عوام کے لئے مشتہر کیا جائے، عوام کی رائے لی جائے کہ عوام کیا چاہتے ہیں اور اس کے بعد ہی اس پر کوئی فیصلہ کیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o جناب سپیکر! میں اسی amendment کے حوالے سے بات کروں گا جو ہم نے move کی ہے اور میں نے صرف دو چار باتیں ہی کرنی ہیں۔ پہلی بات تو میں نے اس پر افسوس کا اظہار کرنا ہے کہ آئین پاکستان ایک مقدس document ہے اس کی جتنی بھی شقیں، جتنے بھی sections، جتنی بھی Clauses ہیں ان پر اس کی spirit اور sense کے مطابق عمل نہیں کیا جاتا۔ لوگ جب برسر اقتدار آتے ہیں، حکومت میں آتے ہیں وہ اپنی مرضی کی چیزیں تو اس میں کرتے رہتے ہیں اور جو چیزیں ان کی مرضی کی نہیں ہوتیں ان کی طبائع کے مطابق نہیں ہوتیں ان کو reject کر دیتے ہیں۔ اب یہ جو لوکل گورنمنٹ سسٹم ہے، بلدیاتی ادارے ہیں یہ تمام آئینی ادارے ہیں لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ پچھلی حکومت کی governance بھی بہت خراب رہی ہے۔ وفاقی حکومت کے اندر اور اس کے علاوہ 2008 سے 2013 تک جو بھی صوبائی حکومتیں بنی ہوئی تھیں ان کے لئے بھی آئین کے تحت binding موجود تھی لیکن ان کی آپس میں ایسی ملی بھگت تھی کہ کسی نے بھی بلدیاتی ادارے قائم کرنے کی کوشش نہیں کی۔ اس سلسلے میں فیڈرل گورنمنٹ نے بھی کوئی کوشش نہیں کی، جب آئین میں ترمیم ہوگئی اور سارا معاملہ صوبوں کو devolve ہو گیا تو پھر صوبوں نے بھی اس پر کوئی توجہ نہیں دی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب اس ایوان کے لئے بھی یہ لمحہ فکریہ ہونا چاہئے اور ہمارے جو دو ایوان بالا یعنی سینیٹ اور قومی اسمبلی ہیں ان کے لئے بھی لمحہ فکریہ ہونا چاہئے۔ عوام ان اداروں کے متعلق تذبذب کا شکار ہیں کہ ان کی رائے اب ان اداروں کے متعلق متزلزل ہے کیونکہ وہ دیکھتے ہیں کہ جب بھی ہم کسی مشکل میں آتے ہیں یہ ادارے کوئی part play نہیں کرتے بلکہ سپریم کورٹ part play کرتی ہے۔ مثلاً ماضی کے اندر سوئی گیس کی قیمتوں میں بے محابا اضافہ کیا گیا تو اس پر پارلیمنٹ خاموش رہی، صوبائی اسمبلیاں بھی خاموش رہیں ultimately سپریم کورٹ کے چیف جسٹس نے suo moto notice لیا، اس نے گورنمنٹ کو بھی call کیا اور اس کے متعلقہ ادارے جو قیمتوں کو regulate کرتے تھے ان کو بھی بلوایا اور اس کے بعد انہوں نے ایک آرڈر جاری کر دیا جو کہ implement بھی ہو گیا۔ چنانچہ لوگ اب سوچتے ہیں کہ شاید یہ سپریم کورٹ اور اس کے جو

چیف جسٹس افتخار محمد چودھری صاحب ہیں وہی ہمارے لئے کوئی reliefفراہم کریں گے۔اس حوالے سے ہم سب کے لئے یہ لمحہ فکریہ ہونا چاہئے اور میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ ایوان کے دونوں اطراف کے جو لوگ ہیں ان کو مل جل کر دیکھنا چاہئے، سوچنا بھی چاہئے کہ عوام کے مفاد کے لئے باہم مل بیٹھ کر اگر کچھ چیزیں طے کر سکیں تو وہ اس حوالے سے بہتر ہوگا۔یہ جو بلدیاتی بل introduceہوا ہے یہ کس کی تحریک پر ہوا ہے؟یہ بھی سپریم کورٹ کے چیف جسٹس صاحب نے suo moto take upکر کے ایک تین رکنی بنچ بنایا جس میں سب کو بلایا، فیڈرل گورنمنٹ کو بھی بلوایا اور صوبائی حکومتوں کے نمائندوں کو بھی بلوایا، اس کے بعد انہوں نے ایک cut off dateدے دی کہ 15-اگست تک بل پر legislationکو مکمل کیا جائے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب!آپ نے جو amendmentدی ہے اس کی طرف آئیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!میں اس پر بات کر رہا ہوں اور یہ بات اسی سے relatedہے، جب سپریم کورٹ کی طرف سے cut off dateآ گئی تو اس کے نتیجے میں تمام صوبوں کے کان کھڑے ہو گئے اور جس طرح یہ بجٹ پاس ہوا کہ یکم کو حلف ہوا، بیوروکریسی نے حسب معمول بجٹ بنا کر دے دیا اور ہم نے اس پر انگوٹھے لگا دیئے۔اب اسی طرح فٹافٹ بیوروکریسی کے ذمہ لگا اور انہوں نے اپنی سمجھ کے مطابق یہ مسودہ بنا دیا۔ظاہر ہے بیوروکریسی اور اس منتخب ایوان میں بیٹھے ہوئے ممبران کی سوچ میں زمین آسمان کا فرق ہے۔اگر یہ سوچ سمجھ کر بناتے تو کافی differentہوتا، آئین کی ساری provisions بھی سامنے رکھی جاتیں لیکن بیوروکریسی نے ایک بل developکیا اور ظاہر ہے جلدی مچی ہوئی تھی اس لئے یہ پیش ہو گیا کہ اسے 15-اگست تک لازماً پاس کرنا ہے اسی لئے اس کے اندر بعض چیزیں جن کے بارے میں اپوزیشن کے تحفظات validہیں وہ اس لئے properطریقے سے زیر غور نہیں لائی جا سکتیں کہ timeکی limitہے اور اب 26-اگست کی cut off dateہے۔میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب کو اس بارے میں سارا معاملہ سوچنا سمجھنا چاہئے۔

جناب سپیکر!میں اس حوالے سے دو آرٹیکلز کا حوالہ دوں گا کہ:

II. Promotion of Local Government Institutions: The State shall encourage Local government institutions composed of elected representatives of the areas concerned and in such institutions special residential

relief will be given to the peasant workers and women.

اب اگلا آرٹیکل کیا ہے؟

140A.(1) Each province shall, by law, establish a local government system and devolve political, administrative and financial responsibility and authority to the elected representative of the local governments.

جناب سپیکر!اب یہ جو بھی نظام بنے گا یہ governance کا تیسرا tier ہے اور اس کا براہ راست concern پبلک کے ساتھ ہے۔پبلک کو اس سے benefit ہونا ہے،پبلک کے مسائل اس level پر حل ہونے ہیں۔اب اس وقت جو سسٹم چل رہا ہے اگر چھوٹا سا بھی کوئی معاملہ ہوتا ہے،چپڑاسی کا کوئی معاملہ ہے،اس کی ترقی کا کوئی مسئلہ ہے،اس کی سروس میں کیڈر کی تبدیلی ہے تو لاہور۔۔۔

جناب سپیکر:پالیسی بیان تو آپ جس طرح مرضی بعد میں دیتے رہیں۔پلیز آپ amendment کی طرف آئیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ جو پریشانیاں ہیں ان کا حل اسی لوکل گورنمنٹ سسٹم کے اندر ہے کہ یہ governance نیچے چلی جائے تاکہ ultimately معاملات ضلع کی حد تک حل ہو جائیں۔ان سب پریشانیوں کا براہ راست تعلق عوام سے ہے اس لئے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جب عوام سے براہ راست تعلق ہے،عوام نے ہی ہمیں منتخب کر کے بھیجا ہے تو یہ عوام کا حق ہے کہ وہ دیکھیں کہ اتنا اہم بل ان کے مسائل کے حل کے حوالے سے جو پیش ہو رہا ہے اس میں کیا کیا خامیاں اور کوتاہیاں ہیں۔

جناب سپیکر:اس میں دونوں اطراف سے عوام کے نمائندے تو موجود تھے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!ماضی کے اندر ایسی مثالیں موجود ہیں۔اب اگر ٹائم دیا جائے تو اس ایوان کے علاوہ بھی عوام کے اندر specialists موجود ہیں،لوگ سیمینار کر کے اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں۔کالم نگار اس پر کالم لکھتے ہیں،سول سوسائٹی اپنی رائے کا اظہار کرتی ہے،مختلف این جی اوز جو اس حوالے سے کام کرتی ہیں وہ اس کا اظہار کرتی ہیں اور آج کل موجودہ دور کے اندر public opinion ناپنے کا ایک valid طریقہ ہے مثلاً یہ issue جس پر اپوزیشن نے یہ amendment بھی جمع

کرائی ہوئی ہے کہ انتخابات غیر جماعتی ہونے ہیں یا جماعتی۔اب ظاہر ہے اگر جماعتی ہوں گے تو grass root level پر ڈیموکریسی کے فروغ کے لئے، اس کے پنپنے کے لئے ایک اچھی ground مہیا ہوتی ہے۔ مجھے احساس ہے کہ اس کی بہت ساری مشکلات ہوں گی اور سپیشل کمیٹی کی جو میٹنگ ہوئی تھی اس کے اندر اس پر بات ہو رہی تھی کہ یہ ایک مشکل فیصلہ ہو گا اور اسے سرے چڑھانا گلی محلوں کے اندر ٹکٹیں جاری کرنا بہت بڑا مشکل ہو گا لیکن اگر اس ملک کو آگے لے کر چلنا ہے، جمہوری اداروں کو مضبوط کرنا ہے اور ہم نے عوام کی supremacy کو uphold کرنا ہے تو پھر ہمیں اس حوالے سے یہ مشکل فیصلے کرنا ہوں گے اور پھر discussion کے اندر یہ باتیں بھی آئی تھیں کہ اگر اختیارات devolve کر دیں گے تو شاید نیچے جو لوگ ہیں وہ سنبھال نہیں سکتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسی سوچیں نہیں ہونی چاہئیں جب آپ اعتماد کریں گے checks and balances رکھیں گے تو اس سارے سسٹم کو چلانے کے لئے نیچے بھی اچھے لوگ موجود ہیں۔ غالباً اس میں 26 تاریخ کی cut off date ہے اور ابھی ٹائم موجود ہے۔ ہم اس پر قانون سازی تو کر رہے ہیں لیکن میری استدعا ہے کہ public opinion جانچنے کے لئے اسے play کر دیں اور سپریم کورٹ سے بات کریں کہ یہ سارا process چل رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ چیف جسٹس آف سپریم کورٹ اس کو بالکل valid جگہ دیں گے کہ public opinion بھی لی جائے اور یہ date بھی extend ہو جائے گی۔ ہمیں اتنی پریشانی نہیں ہونی چاہئے یہ اہم ترین بل ہے یہاں مستقبل میں جتنی بھی قانون سازی ہو گی ساری صورت میں ہی یہ key legislation ہے۔ اگر Municipal Services Bill کو حقیقت میں لوکل گورنمنٹ بل بنانا ہے تو اس کے اوپر بہت زیادہ مزید غور و فکر کی ضرورت ہے، پبلک کی input کی بھی ضرورت ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے جو تحریک پیش کی ہے اسے منظور کیا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی، بہت شکریہ

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میں نے بھی اس پر بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: آپ بھی بولنا چاہتے ہیں اور کون صاحب ہیں؟

معزز ممبران حزب اختلاف: سارے بولنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: اچھا جی ٹھیک۔

سردار وقاص حسن مؤکل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! ہم نے جو ترمیم پیش کی ہے اس کی بنیاد یہ ہے کہ جب یہ بل۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے جو amendment دی ہے آپ اس کی حد تک اپنے آپ کو confine کریں۔ I will be grateful. جی، مؤکل صاحب!

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں اس کے اندر صرف یہی کہنا چاہتا ہوں کہ ہم نے اس سپیشل کمیٹی کے اندر progress کی ہے۔یہ ایک اور بحث ہے کہ اس کے اندر کتنی باتیں مانی گئیں اور کتنی نہیں مانی گئیں لیکن اصل بنیاد یہ تھی اور سپیشل کمیٹی کے بنانے کا مقصد یہ تھا کہ اس کے اندر گورنمنٹ اور اپوزیشن مل بیٹھ کر اور اگر possible ہو تو متفقہ طور پر تبدیلی لائے اور اس کے اندر جو کمزوریاں یا خامیاں ہیں ان کو بہتر کیا جائے۔ میرے خیال میں اگر ہم اس initiative کو آگے لے جائیں تو یہ اس بل اور عوام کی بہتری کے لئے ہی ہوگا۔ یہ بات on record ہے کہ جب وہ بل original form میں پیش کیا گیا تو سپیشل کمیٹی میں اس کے اندر تبدیلیاں آئیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے اندر کمیاں کمزوریاں تھیں۔ اگر ہم اس کو آگے extend کریں گے تو میرے خیال میں ہم اس کو مزید مفصل، جامع اور بہتر لوکل باڈیز بل بنا سکتے ہیں۔جب اس کے اندر ہماری نیت، ہمارا خلوص اور ہمارا ذہن اس بات پر ہوگا کہ ہم نے عوام کی بہتری کے لئے یہ بل لے کر آنا ہے تو میرے خیال میں اس کے لئے ٹائم دینا بنتا ہے اور تھوڑے دنوں سے اتنا فرق بھی نہیں پڑے گا۔

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔ جی، next

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! ہم نے اس بل کو مشتہر کرنے اور عوام کے سامنے لانے کے لئے جو amendment دی ہے، یہ بل پڑھنے کے بعد ہمارے پاس ٹھوس وجوہات ہیں جن کی بنیاد پر ہم نے یہ سمجھا کہ یہ بل ایوان میں منظور ہونے سے پہلے public کیا جائے اور عوام کو پتا چلے کہ حکومت اس بل میں ان کے ساتھ کیا کرنے جارہی ہے؟ ہم انتہائی ایمانداری سے یہ سمجھتے ہیں کہ اس بل کے ذریعے پنجاب کے عوام کے دیئے گئے حقوق جو انہیں ایک so called آمر نے دیئے تھے اس بل کے ذریعے واپس لینے کی کوشش کی جارہی ہے۔یہ بل COD کی will کے منافی تو ہے ہی، ساتھ یہ بل تو آئین کے آرٹیکل 140 کی منشا کو بھی پورا نہیں کرتا۔ایک تیسری چیز کہ آپ کا جو انتخابی

manifesto ہے جس کا میرے یہ دوست عوام سے وعدہ کر کے، جس کی بنیاد پر منتخب ہو کر یہاں آئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ان سے نہیں بلکہ مجھ سے بات کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اگر یہ بھول گئے ہوں تو میں آپ کی اجازت سے پڑھ دوں کہ انہوں نے پاکستان کی بیس کروڑ عوام سے مقامی حکومت کے لئے ایک وعدہ کیا تھا۔ آپ کے اپنے manifesto میں صفحہ نمبر 55 پر پاکستان مسلم لیگ لکھتی ہے کہ:

> "مقامی حکومت" وفاقی اور "صوبائی سطح پر جمہوری اداروں اور جمہوری روایات کو مستحکم کرنے کے علاوہ یہ بھی ضروری ہے کہ جمہوری طرز حکمرانی کا اصل مقصد پورا کرنے کے لئے انتظامی، مالیاتی اختیارات ضلعی اور نچلی سطح پر منتخب نمائندوں کو منتقل کئے جائیں۔"

جناب سپیکر: میرے بھائی! آپ نے ترمیم تو eliciting opinion کے لئے دی ہے لہذا اسی حوالے سے بات کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! جو وعدہ آپ نے کیا ہے میں وہ یاد دلانے کی کوشش کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: میں نے کوئی ایسا وعدہ نہیں کیا۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میرے ہاتھ میں آپ کا منشور ہے۔

جناب سپیکر: یہ میرا نہیں ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میرے ہاتھ میں پاکستان مسلم لیگ (ن) کا منشور ہے۔ میں حکومت کے وعدے کی بات کر رہا ہوں۔ اس موجودہ حکومت نے عوام سے جو وعدہ کیا تھا کم از کم اسے تو پورا کیا جائے۔ آپ مجھے یہ پڑھنے کی اجازت دیں کیونکہ اس میں وہی کچھ ہے جو آئین میں لکھا ہے۔

جناب سپیکر: میں اس کی اجازت نہیں دیتا آپ اپنی ترمیم پر بحث کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ترمیم اسی مقصد کے لئے دی ہے تاکہ ہم عوام کو بتائیں کہ انتخابی منشور میں اُن سے جو وعدہ کیا گیا تھا اس کے برعکس انہیں مزید اختیارات دینے کی بجائے ان سے اختیارات واپس لینے کی کوشش ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب! You should be relevant آپ اپنی ترمیم کے حوالے سے بات کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس Bill کی منظوری سے ہم 80 کی دہائی میں واپس چلے جائیں گے۔ اُس وقت تو صرف چھانگا مانگا کی منڈی لگی تھی۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ مقامی حکومتوں کے غیر جماعتی الیکشن کے نتیجے میں پورا پنجاب چھانگا مانگا بن جائے گا، ہر گلی محلے میں منڈیاں لگ جائیں گی اور خرید و فروخت ہو گی۔ ہم یہاں پر عوامی حقوق کی حفاظت کے لئے منتخب ہو کر آئے ہیں۔ ہم یہاں اس لئے منتخب ہو کر آئے ہیں کہ عوام کے مسائل کو کم کریں، ان کی تکالیف دُور کریں اور ان کے مسائل کے حل کے لئے کام کریں۔ ہم اس Bill کو عوامی تشہیر کے لئے اس لئے بھیجنا چاہتے ہیں تاکہ عوام کو پتا چلے کہ ان کے ساتھ کیا کچھ ہو رہا ہے اور ان کے اختیارات کو کس طریقے سے سلب کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ آج ہم عوام کو بتانا چاہتے ہیں کہ ان کے بنیادی حقوق کس طریقے سے چھینے جا رہے ہیں۔ یہ Bill وزیر اعلیٰ ہاؤس سے لایا جا رہا ہے۔ اگر آپ ہمیں اپنی بات نہیں کرنے دیں گے تو پھر ہمارا یہاں آنے کا کوئی مقصد ہی نہیں ہے۔ آپ مجھے ہر جملے میں ٹوک رہے ہیں۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب! Please, be relevant. آپ نے جو ترمیم تجویز کی ہے اسی کے بارے میں بات کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں اسی کے حوالے سے بات کر رہا ہوں۔ ہم نے یہ ترمیم دی ہے کہ اس Bill کو eliciting opinion کے لئے بھجوایا جائے۔ اسی حوالے سے میں دلائل دے رہا ہوں کہ ایسا کرنا کیوں ضروری ہے۔ میں عوام کو بتا رہا ہوں کہ ان کے ساتھ کیا ہو رہا ہے اور عوام کے بنیادی اور پرائمری نمائندوں کے ساتھ یہ حکومت کیا کرنے جا رہی ہے۔ ان کو انتظامی اور نہ ہی مالی اختیارات دیئے جا رہے ہیں۔ تعلیم اور صحت کی سہولتیں ان سے چھینی جا رہی ہیں۔ مالیات کے حوالے سے ایک کمیشن بنایا جا رہا ہے۔ اس الیکشن میں قوم کے اربوں روپے خرچ ہوں گے۔ ہم معاشی طور پر بہت کمزور ہیں لہذا ہم کسی ایسی مشق کے لئے جس کا فائدہ عوام کو نہ ہو اربوں روپے ضائع نہ کریں۔ ہم عوام کو بتانا چاہتے ہیں کہ اس Bill کے نتیجے میں جو so-called بلدیاتی ادارے معرض وجود میں آئیں گے وہ عوام کی کوئی خدمت نہیں کر سکیں گے۔ اگر آپ نے اسی طرح کی مقامی حکومتیں بنانی ہیں تو خُدا کے لئے یہ پیسے ضائع نہ کریں۔ یہ رقم تعلیم، صحت یا کسی اور کام پر لگا دیں لیکن اس طرح کے غیر ضروری

الیکشن جس کا عوام کو کوئی فائدہ نہ ہو کرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم نے اسی لئے یہ ترمیم دی ہے کہ اس کو عوامی رائے معلوم کرنے کے لئے مشتہر کیا جائے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، سردار صاحب!

سردار شہاب الدین خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! وفاقی حکومت نے جو اٹھارہویں ترمیم منظور کی تھی اس میں صوبوں کو empower کیا گیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی کو یہ credit جاتا ہے کہ انہوں نے اٹھارہویں ترمیم میں صوبوں کو بااختیار کیا ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ صوبے مزید اختیارات کی تقسیم نچلی سطح تک لے کر جاتے۔

جناب سپیکر: اس بات کو کتنی دفعہ دہرائیں گے ؟ اکثر معزز ممبران یہ بات کر چکے ہیں۔ آپ اپنی ترمیم کے حوالے سے بات کریں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں Clause 18 کے حوالے سے بات کروں گا جس میں غیر جماعتی بنیاد پر الیکشن کرانے کا کہا گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! جب Clause 18 زیر بحث آئے گی تو پھر یہ بات کر لینا لیکن اس وقت آپ اپنی ترمیم کے حوالے سے بات کریں۔ آپ اپنی amendment کو پڑھیں، اس میں کیا کہا گیا ہے ؟ آپ کہیں تو میں پڑھ دیتا ہوں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں اپنی بات کی وضاحت کے لئے یہ حوالہ دے رہا ہوں۔ آپ پہلے میری بات تو سُن لیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، آپ کو rules کے مطابق چلنا چاہئے۔ آپ کی ترمیم eliciting opinion کے حوالے سے ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں اسی طرف آ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ اس طرف نہیں آ رہے۔ یہ ترمیم قائد حزب اختلاف نے move کی ہے اور اس میں لکھا گیا ہے کہ:

> "That the Punjab Local Government Bill 2013, as recommended by the Special Committee No. 2, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th September 2013."

توآپ اس کے بارے میں بات کریں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! حزب اختلاف نے متفقہ طور پرrecommend کیا ہے کہ Local Government Bill 2013کو عوامی رائے معلوم کرنے کے لئے مشتہر کیا جائے۔ جیسا کہ قائد حزب اختلاف اور دوسرے بہت سارے معزز ممبران نے کہا ہے کہ ہم عوام کو صرف municipal servicesدینے کے لئے نہیں جا رہے بلکہ ہم اختیارات کی grass root levelتک تقسیم اور عوام کو empowerکرنا چاہتے ہیں۔ اگر ان بلدیاتی اداروں کو صوبے نے کنٹرول کرنا ہے تو پھر اس Local Government Bill,2013کا فائدہ عوام کو نہیں ہوگا۔ جب تک ہم ان کو بااختیار نہیں کریں گے اُس وقت تک یہ مقصد پورا نہیں ہوگا۔ میری آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے ایک درخواست ہے کہ اس Billکو عوامی رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے مشتہر کیا جائے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس Bill کی منظوری سے پہلے عوامی رائے عامہ معلوم کر لی جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں کہوں گا کہ یہ Bill عوامی رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے بھیجا جائے تاکہ عوام کو یہ پتا چلے کہ عوام کے نمائندوں نے اس Billکے اندر ان کی welfareکے لئے کون سی ترامیم پیش کی ہیں یا ان کی سہولت کے لئے یہ Billکس حد تک کارآمد ہوگا؟ گزارش یہ ہے کہ اس ملک کی 98فیصد عوام اس زبان کو نہیں سمجھ سکتی جس زبان کے اندر بل پیش کیا گیا ہے۔ 2فیصد عوام جو صرف elite class سے تعلق رکھتی ہے اُس کو تو شاید اس بل کے ساتھ واسطہ بھی نہ پڑے لیکن وہ 98فیصد عوام جن کے ووٹوں کے ذریعے ہم ایوان کے اندر آتے ہیں اُن کو اس بات کا پتا ہونا چاہئے کہ ایوان کے اندر بیٹھ کر اُن کے منتخب نمائندے کون سی قانون سازی کر رہے ہیں کہ جس کی بنیاد پر وہ یہ سمجھ سکیں کہ ہم نے ان کو جو ووٹ دیئے تھے اُن کا انہوں نے حق ادا کیا ہے۔ مشکل الفاظ کے اندر بل کو پیش کر دینا اور میں بڑے دعوے کے ساتھ کہتا ہوں اس ایوان کے معزز ممبران سارے میرے دوست ہیں، میرے بھائی ہیں اور میرے لئے قابل احترام ہیں اور میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ہم بھی 98فیصد اُسی عوام سے منتخب ہو کر آتے ہیں۔ میں بڑے وثوق کے ساتھ یہ بات کہتا ہوں کہ جس زبان میں اس ایوان کے اندر یہ بل tableکیا گیا ہے میرے جیسے میرے بہت سے دوست شاید اُس زبان کو نہیں سمجھ سکتے، شاید وہ ایوان کی کارروائی میں ان ترامیم میں اُس طریقے سے حصہ بھی نہیں لے سکتے کہ جس طرح اُن کو اس میں حصہ لینا چاہئے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس بل پر عوام کی opinion آئے اُس

کی وجہ کیا ہے؟ ہم اس بل کو جو سمجھ سکے ہیں اُس کے مطابق، آئین کی رُوح کے مطابق آرٹیکل (A)148 کے مطابق یہ نہیں ہے تاکہ ہم اُن کی consent لے سکیں کہ اسمبلی جو legislation کرنے جارہی ہے وہ آئین کے تناظر میں نہیں ہے۔ عوام کو یہ بھی پتا ہونا چاہئے کہ یہ جو بل پیش کیا گیا ہے کہ یہ بل 1979 اور 2001 کی گاڑیوں کو کھول کر کوئی پُرزہ 1979 سے لیا گیا ہے اور کوئی پُرزہ 2001 سے لے کر ایک نئی گاڑی بنانے کی کوشش کی گئی ہے جس کے اوپر عوام نے سواری کرنی ہے۔ عوام کو یہ پتا ہو کہ جس عوام نے 2001 والا سسٹم 12 سال تک استعمال کیا ہے اور اپنے سارے معاملات چلائے ہیں اب کہیں جا کر عوام کو یہ سمجھ آئی ہے کہ میں نے کس جگہ پر اپنے کام کے لئے جانا ہے۔ آج پھر عوام کو ایک چوراہے پر لا کر کھڑا کر دیا گیا ہے کہ اب خود سمجھو۔ ہم یہاں پر عوام کے لئے آسانی پیدا کرنے آتے ہیں نہ کہ عوام کے لئے مشکلات پیدا کرنے کے لئے آتے ہیں۔

جناب سپیکر! اس بل کے اندر ہم عوام تک یہ بات بھی پہنچانے کی کوشش کرنا چاہتے ہیں، اس کو publish کروانا چاہ رہے ہیں، اُس کی وجہ یہ ہے کہ عوام کو پتا ہونا چاہئے کہ انہوں نے جس محکمے میں کام کرانے کے لئے جانا ہے وہاں پر اُنہیں کون سی آسانیاں اور کون سی مشکلات آئیں گی تاکہ اُن کی زبان کے اندر یہ بل اُن کے پاس پہنچے اور اُس کے اوپر وہ اپنی رائے دے سکیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر میں اپنے ضلع لاہور کی مثال لوں تو یہاں پر عوام کو یہ چیز پہنچانا چاہ رہے ہیں کہ جو طاقت آپ مقامی حکومت کو دینا چاہ رہے ہیں وہ طاقت آپ کے یونین کونسل اور ضلع کونسل کے منتخب نمائندوں کے پاس نہیں ہونی کیونکہ انہوں نے مختلف اتھارٹیوں اور مختلف کمپنیوں کے اندر اُلجھ جانا ہے۔ عوام اپنے نمائندے یونین کونسل کے چیئرمین کے پاس جا کر کہیں گے کہ میرا یہ کام کراؤ تو وہ کہے گا کہ یہ اتھارٹی کا کام ہے میرا کام نہیں ہے۔ اب میں اس حوالے سے تھوڑی سی detail بتانا چاہ رہا ہوں۔ ہم عوام کے اختیارات کے بارے میں بات کر لیتے ہیں۔ Especially لاہور کے اندر یا دوسری جگہوں پر ہم طاقت کا تمام منبع ایک جگہ پر لے کر آرہے ہیں تاکہ اُن کو directly پوچھا جا سکے۔ اس کے علاوہ جہاں ایک آفیسر کی تنخواہ ایک لاکھ روپیہ ہوتی ہے اُس کو ہم پانچ پانچ لاکھ روپیہ دے رہے ہیں اور میں اُس کی مثال آپ کو دیتا ہوں تاکہ عوام کو پتا ہو کہ اُن کی tax money کدھر جا رہی ہے۔ مثال کے طور پر میں تھوڑی سی یہ اتھارٹیاں گنوانا چاہ رہا ہوں کیونکہ آخر میں مجھے محسوس ہوتا ہے کہ حکومت پنجاب کوئی پرائیویٹ لمیٹڈ اتھارٹی بنا دی جائے گی اور اُس کے مطابق عوام کو وہاں سے ریلیف ملا کرے گا۔ اس بل کے اندر ایجوکیشن اتھارٹی اور ہیلتھ اتھارٹی دی گئی ہے۔ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی پہلے ہی عوامی نمائندوں کے پاس نہیں ہے اور عوامی

نمائندوں سے میری مراد مقامی حکومتیں ہے۔ پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی کے سربراہ بھی چیف منسٹر صاحب ہیں۔اسی طرح پنجاب فوڈ اتھارٹی کے حوالے سے عوام کو ایک نیاconcept دے دیا گیا۔اُس concept کے تحت لاہور کے اندر فوڈ ڈیپارٹمنٹ اور پنجاب فوڈ اتھارٹی کے درمیان race شروع ہو گئی ہے کہ عوام کو کس طرح سے تنگ کرنا ہے۔وہ اپنا بجٹ بڑھانے کے لئے زیادہ سے زیادہ اختیارات استعمال کر رہی ہیں۔میںon record and on the floor of the House یہ بات کر رہا ہوں کہ دو تین دن پہلے پنجاب فوڈ اتھارٹی والے تین دکانوں پر گئے ہیں۔وہ تین منزلہ بلڈنگ ہے اور تینوں کو بیس بیس ہزار روپے جرمانہ کیا ہے۔انہوں نے اُس کی وجوہات بیان کی ہیں کہ تیسری منزل جو کسی اور کے پاس ہے اُس کو جرمانہ کیا ہے کہ تیسری منزل پر جو ملبہ پڑا ہوا ہے اُس کا ذمہ دار نیچے والا دکاندار ہے۔وہ بے چارہ نیچے اپنی دکان کا کرایہ دے رہا ہے اُس کا دکان کی چھت کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ وہ اُس دکان کے مالک کو اُس کا جرمانہ کریں یا کسی دوسرے بندے کو جرمانہ کریں۔وہ کہتے ہیں کہ اگر جرمانہ ادا نہ کیا تو پکڑ کر اندر کر دیں گے تو ان غریب دکانداروں نے ڈر کے مارے اُسی وقت بیس بیس ہزار روپیہ چالان کا دیا ہے اور اپنی جان چھڑائی ہے۔پنجاب فوڈ اتھارٹی کے کیاfunctions ہیں اور فوڈ ڈیپارٹمنٹ جو ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے ماتحت آتا ہے اُس کے کیاfunctions ہیں؟

جناب سپیکر! عوام کو یہ بھی پتا ہونا چاہئے کہ یہ چیزیں ہمارے نمائندوں کے پاس نہیں رہیں گی جنہیں ہم elect کرنے جا رہے ہیں۔اس کے بعد آپ نے rehabilitation کے لئے ایک Walled City Authority بھی بنا دی ہے۔یہ حکومت جتنی بھی authorities بنا رہی ہے جہاں پر سرکاری ملازمین سول بیوروکریسی بیٹھی ہے۔اگر ایک بیسویں گریڈ کے بندے کی تنخواہ ایک لاکھ روپے ہے تو وہاں پر پانچ پانچ لاکھ روپے تنخواہ دی جا رہی ہے۔کیا اس بات کا عوام کو پتا نہیں ہونا چاہئے؟ عوام کے ذہن میں تو یہی ہے کہ سول بیوروکریٹ جو اس سیٹ پر ہماری خدمت کے لئے بیٹھا ہوا ہے یہ حکومت پنجاب یا حکومت پاکستان کا ملازم ہے۔آپ نے سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کے محکمہ کو کمپنی بنا کر تُرکی کو دے دیا ہے، اس کی information بھی ان لوگوں کے پاس ہونی چاہئے۔ وہinformation یہ ہے کہ 2008 تک لاہور میں صفائی کے لئے دو سے اڑھائی ارب روپے چاہئے تھے آج وہ بجٹ 9۔ارب روپے تک پہنچ گیا ہے۔ ہم لوگوں میں اتنی طاقت بھی نہیں ہے، ہم مسلمان جن کا نصف ایمان صفائی ہے، ہم اپنی صفائی بھی خود نہیں کر رہے اور ہمارے علاقوں کی صفائی کرنے کے لئے ترکی والے آ گئے ہیں۔اس کے علاوہ جین مندر کا دفتر جو سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کا دفتر تھا اسے چھوڑ کر شاہین کمپلیکس میں۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! جب جنرل بحث ہو گی۔۔۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ عوام کی بات ہے اور یہ ان تک پہنچنی چاہئے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں نے ایسی کوئی بات نہیں کی، میں نے اگر کوئی اختلافی بات کی ہے تو مجھے بتائیں۔

جناب سپیکر: آپ غور کر لیں۔ آپ کچھ ایسی باتیں کر رہے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اگر یہ چیزیں نہیں ہو رہیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اگر میں اپنے پاس سے کچھ بُن کر بیان کر رہا ہوں تو جب آپ کا حکم ہو گا تو میں بیٹھ جاؤں گا۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ اپنی amendment کو دیکھیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ لوکل گورنمنٹ کے functions ہیں جو پنجاب گورنمنٹ کر رہی ہے جس میں اس کا کوئی اختیار نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ ماشاء اللہ سمجھدار ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ جین مندر کا office چھوڑ کر شاہین کمپلیکس میں بڑا luxurious office لے کر وہاں پر آپ نے M.D کو بٹھا دیا ہے۔

(اذانِ ظہر)

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں لاہور سالڈ ویسٹ کمپنی کے بارے میں بات کر رہا تھا کہ ہم کبھی تُرکی کا ماڈل follow کرتے ہیں اور کبھی ہم چائنا کے پیچھے بھاگتے ہیں۔ اس کا ٹھیکیدار بھی تُرکی کا ہے اور Consultant بھی تُرکی کا ہے۔ ہم نے 19 ڈالر فی ٹن ویسٹ اُٹھانے کا ٹھیکہ ان کو دیا جو آخر میں 40 ڈالر فی ٹن ہمیں پڑ رہا ہے۔ اس کے عملہ کی تنخواہیں سرکاری pay scale کے مطابق ادا کی جانی چاہئیں لیکن وہاں پر اپنے من پسند افراد کو لانے کے لئے ان کے salary package بھی دو، اڑھائی، تین اور چار

لاکھ روپے ہیں۔ کیا ہمیں نچلے level پر کوئی ایسا سرکاری افسر جو ڈپٹی سیکرٹری ہے یا محکمے کا افسر ہے وہ نہیں ملا جس کو ہم لگا سکیں۔ کیا یہ باتیں عوام تک نہیں پہنچنی چاہئیں کہ ان کی tax money کے ساتھ کیا کھلواڑ ہو رہا ہے؟ اس سلسلہ میں 3۔ارب روپے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ 5.50۔ارب روپے پنجاب گورنمنٹ اس کو دے رہی ہے پہلے جو صفائی اڑھائی ارب روپے میں ہو رہی تھی اب 9۔ارب روپے میں ہو رہی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ عوام تک یہ چیزیں پہنچیں کہ اس کمپنی کے اندر کیا ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! اس میں آپ سوال اور تحاریک التوائے کار بھی دے سکتے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! سوالات میں بولنے کا موقع ہی کہاں ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: کیوں نہیں ہوتا؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ایک ضمنی سوال اس کے بعد دوسرا، تیسرا پھر ٹھاہ اور بیٹھ جا۔ اس کے بعد بات ختم ہو گئی۔

جناب سپیکر: یہ بات تو ٹھیک نہیں ہے۔ میرے خیال میں اب آپ wind up کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ 35 ملین ڈالر mobilization ایڈوانس کی مد میں ان کو دیئے گئے ہیں۔ ہماری پچاس پرانی گاڑیاں ہیں اور پچاس وہ لے کر آئے ہیں۔ اس کے علاوہ عملہ بھی بھرتی کیا گیا ہے۔ ہم نے ایک کمپنی بنائی جس کا نام Punjab Agriculture and Meat Company (PAMCO) ہے۔ یہ لوکل گورنمنٹ کا function ہے۔ اگر ہم پورے صوبہ کو کمپنی بنا دیں گے تو پھر صوبہ کا نام بھی کمپنی کے نام پر رکھ لیں۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہاں پر اس کمپنی یا اس کے Slaughter House کا حال دیکھ لیں کہ اس کے اندر جو جانور لائے جاتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! جب Slaughter House کا بل پیش کیا گیا تھا تو آپ اس وقت کہاں تھے اور آپ کیوں اس میں amendment نہیں لائے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ وہ بل گزر گیا ہے۔ اس میں حکومت نے ایک لفظ "حلال" کا ڈالا ہے۔

جناب سپیکر: آپ wind up کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اب وہاں پر کیا ہو رہا ہے؟ وہاں جانور لائے جاتے ہیں جس کا سائز اس مشین سے بڑا ہوتا ہے تو اُسے کرنٹ لگا کر مشین میں ڈالا جاتا ہے۔ میں نہیں کہہ رہا یہ وہاں کا عملہ کہہ رہا ہے کہ بڑے جانور کو کرنٹ لگا کر زبردستی مشین میں ڈالا جاتا ہے اور آپ نے اس میں لفظ "حلال" کا شامل کرا لیا ہے۔ کیا اس Slaughter House کا یہی کام ہے؟ اس میں 12 ہزار جانور ذبح ہو سکتے ہیں لیکن ابھی وہاں دو اڑھائی ہزار سے زیادہ جانور ذبح نہیں ہو رہے۔ آپ نے وہاں hygienically لکھا ہوا ہے کہ ہم اس کمپنی کو دیکھ رہے ہیں جبکہ جانور کو اس طرح ذبح کر رہے ہیں جیسے پنجابی میں کہتے ہیں کہ "میں تینوں ذبح کر داں گا۔"

جناب سپیکر: میاں صاحب! کیا آپ حج پر گئے ہیں؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! بھیج دیں۔

جناب سپیکر: اللہ کرے آپ وہاں جائیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جب آئندہ بجٹ آئے گا تو میں حج پر چلا جاؤں گا۔

جناب سپیکر: جی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ جا کر دیکھیں یا ایوان کے ممبران چلے جائیں تو جانور کو ذبح کر کے زمین پر پھینک دیا جاتا ہے اور اس کے بعد اس کی کھال بھی وہیں پر اتاری جاتی ہے۔ عوام کو پتا ہونا چاہئے کہ لوکل گورنمنٹ کے under کون کون سے ڈیپارٹمنٹ آتے ہیں۔ اب ان تمام محکموں کی اتھارٹیاں بن چکی ہیں جن پر اختیار نمائندوں کا نہیں رہا۔ آپ نے ان اتھارٹیوں کے جو چیف ایگزیکٹو آفیسر لگانے ہیں اُن کی تنخواہیں ہم نے پھر پانچ پانچ لاکھ روپے رکھنی ہیں جس کا عوام کو پتا ہونا چاہئے۔ کیا عوام کا یہ پوچھنے کا حق نہیں ہے؟ یہ ایوان عوام کے پیسے سے چل رہا ہے اور عوام کا حق ہے کہ ان تک یہ information پہنچے۔ میں یہ عرض کرنا چاہ رہا تھا کہ اس لاہور شہر کے اندر بلدیاتی الیکشن نہیں ہونا چاہئے جس کی وجوہات میں عوام تک پہنچانا چاہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، وہ آپ کی بات سن لی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: میں عوام تک یہ پہنچانا چاہ رہا ہوں کہ جب ایک شہر کے اندر بارہ محکموں کی اتھارٹیاں بنا دی جائیں گی اور نمائندگان کی نمائندگی نہیں رہے گی تو پھر ختم کر دینا چاہئے اور الیکشن ہونا ہی نہیں چاہئے۔ آپ نے ایک لارڈ میئر جو بنانا ہے وہ صرف اور صرف پروٹوکول آفیسر ہو گا جو کبھی اِدھر

بھاگ رہا ہو گا، کبھی اُدھر بھاگ رہا ہو گا اور کبھی ڈیوٹی کر رہا ہو گا۔اب میں یہاں پر ساری اتھارٹیاں گنواؤں گا پھر آپ مجھے کہیں گے کہ آپ نے repetition کر لی ہے لیکن ریکارڈ کے لئے میں ایک دفعہ پڑھ دیتا ہوں۔ایجوکیشن اتھارٹی،ہیلتھ اتھارٹی،لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی،واٹر اینڈ سینی ٹیشن ایجنسی۔۔۔

جناب سپیکر: آگے آپ کی جو amendments آئیں گی اُن پر آپ بحث کیجئے گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ بحث کا ہی حصہ ہے۔

MR SPEAKER: Please confine yourself to the extent of this amendment that you have moved. I will be grateful. Thank you very much.

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! کیا میں بیٹھ جاؤں؟

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔آپ اپنی relevant بات کر کے wind up کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میرے اپنے views ہیں۔

جناب سپیکر: آپ amendment کے بارے میں بات کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اس amendment کے حوالے سے ہم چاہ رہے ہیں کہ اس Bill کی information پبلک تک پہنچے تاکہ عوام کی اس پر رائے آئے اور ہمیں پتا چلے کہ عوام اس بارے میں کیا سوچ رہی ہے؟ اس Bill کو publish کرنے کی بات ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ سے یہی گزارش کر رہا ہوں کہ اب مہربانی کر کے اس amendment کے بارے میں wind up کر لیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میرا دین بھی مجھے یہ اختیار دیتا ہے کہ میں کوئی بھی سوال اپنے حکمران سے پوچھ سکتا ہوں۔حضرت عمر فاروق کے دَور میں جب آپ منبر رسول ﷺ پر کھڑے تھے تو سوال ہو گیا تھا کہ آپ کے جسم پر دو چادریں کیوں ہیں؟ پھر حضرت عمر فاروق کے بیٹےؓ کو جواب دینا پڑا تھا کہ میں نے اپنے باپ کو اپنی چادر دی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

ایسی کوئی بات نہیں ہے اور اس سے کچھ نہیں ہو گا۔انشاء اللہ یہ ایوان بھی چلے گا۔

MR SPEAKER: This is not question hour. Please confine yourself to the extent of your amendment. I will be grateful.

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! کیا اجازت ہے؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں کئی دفعہ آپ اجازت لے چکے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ کی اجازت کے بغیر ہم بول بھی نہیں سکتے۔ آپ ایوان کے Custodian ہیں لہذا آپ جو حکم دیں گے اس کے لئے میں حاضر ہوں لیکن میں یہاں کوئی ذاتی بات نہیں کر رہا۔ میں گزارش یہ کر رہا ہوں کہ کہاں پر یہ لکھا ہے اور کس قانون میں لکھا ہے کہ اگر حکومت کی کوئی غلطی ہے تو میں ایوان کے اندر بیان نہ کروں؟ مجھے یہ بتائیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: وہ آپ کے پاس اختیار ہے۔ آپ کے اختیار میں سوالات ہیں جو آپ وقفہ سوالات میں کر سکتے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اس پر ہم کیا کریں، کیا اس پر yes/no کر دیں؟

جناب سپیکر: آپ اس پر تحریک التوائے کار بھی دے سکتے ہیں، توجہ دلاؤ نوٹس بھی دے سکتے ہیں اور تحریک استحقاق کا اختیار بھی آپ کے پاس ہے۔ آپ ایسے نہ کریں I will be grateful

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہ رہا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: اگر آپ مجھے امتحان میں ڈالنا چاہتے ہیں تو آپ کی مرضی ہے کیونکہ میں آپ سے بار بار request کر رہا ہوں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہمیں پتا ہے کہ سپیکر کو بھی ایوان چلانے کے لئے کون سی مجبوریاں ہوتی ہیں جنہیں میں سمجھ سکتا ہوں۔ میں اس اسمبلی کا پہلے بھی حصہ رہا ہوں اور اب بھی حصہ ہوں اس لئے میں سمجھ سکتا ہوں کہ حکومت کی آپ کے اوپر کیا مجبوریاں ہوتی ہیں جس کی بناء پر آج جو کچھ ہوا ہے وہ آپ کے سامنے ہے لیکن اس کے متعلق میں کوئی بات نہیں کروں گا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اس پر ابھی ہم کوئی comments سنیں گے اور نہ کریں گے۔ اس کے متعلق بیٹھ کر ہم بات کریں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال: میں بات کر بھی نہیں رہا۔ اگر مجھے ان چیزوں پر بھی بولنے کی اجازت نہیں ہے تو آپ کا بہت شکریہ لہذا اس قانون کو پاس کیا جائے۔

معزز ممبران: جی، اب قانون پاس کیا جائے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ ان کے جو حقوق ہیں اُن کی حفاظت میری ذمہ داری ہے۔ انہوں نے جو amendments دی ہیں ان کو میں نے سننا ہے اور جو مقررین بھی ان پر بولیں گے میں ان کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ بولیں لیکن صرف اپنی amendments کے بارے میں ہی بولیں۔ باقی تقاریر میں بالکل نہیں سنوں گا۔ بہت شکریہ۔ میاں صاحب! جس طرح سے آپ نے جوش میں آکر کہہ دیا ہے ایسے نہ کہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ اختیار Chair کے پاس ہے اور Chair نے مجھے زبردستی بٹھا دیا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ Chair آپ کو زبردستی نہیں بٹھا رہی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں اپنے تمام ممبران سے کہوں گا کہ وہ اس پر قطعاً نہ بولیں۔

جناب سپیکر: Chair آپ کو زبردستی بٹھا رہی ہے اور نہ ہی Chair آپ سے یہ کہہ رہی ہے کہ آپ اس کی مخالفت نہ کریں۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ تھوڑا باہر لابی میں جا کر پانی پی کر اندر آئیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! سچ سننے کے لئے دوسروں کو پانی ضرور پلائیں کیونکہ سچ کتنا کڑوا ہوتا ہے۔ سچ کہنے کے لئے پانی پینے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ سننے کے لئے ضروری ہے۔

جناب سپیکر: شاباش۔

میاں محمد اسلم اقبال: تاکہ منہ کے اندر جو جھاگ بن رہی ہے وہ اندر چلی جائے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ Let me call next کیا ان کے علاوہ کوئی دوسرے ممبر بولنا چاہیں گے ؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اس پر کوئی نہیں بولے گا لہذا اس amendment کو آپ approve کروانا شروع کرائیں۔ اس amendment کو آپ نے approve کروانا ہے جسے ضرور کروائیں لیکن پاکستان تحریک انصاف کے دوست اس amendment کے اوپر نہیں بولیں گے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں اس پر بولنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! فرمائیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: شکریہ۔ جناب سپیکر! ہم نے اپنی amendments اس لوکل گورنمنٹ بل پر دی ہیں جسے لوکل گورنمنٹ نہیں کہنا چاہئے بلکہ میں اسے Local Bodies کہوں گی کہ جو Bill پاس

ہونے جارہا ہے وہ Local Bodies Bill ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس میں جو best effort اپوزیشن ڈال سکتی تھی اس کی ہم نے کوشش کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: ابھی تو آگے مزید آپ کی amendments آئیں گی لیکن اس amendment کے بارے میں جو سوال ہے اس حوالے سے آپ بات کریں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میری آپ گزارش سن لیں کیونکہ میں بڑی استدعا کے ساتھ آپ سے آج یہ بات کر رہی ہوں اور میرے خیال میں ریکارڈ پر یہ بات موجود ہے کہ میں اس ایوان کی وہ ممبر ہوں جس نے کبھی ناجائز بات نہیں کی۔

جناب سپیکر: جی، میں کب کہتا ہوں؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں ہمیشہ public welfare کے issue کو ایوان کے اندر لانے کی کوشش کرتی ہوں اور میری کوشش ہوتی ہے کہ حکومت اس کے اوپر صحیح سمت اپنا سکے تاکہ جن لوگوں کے لئے ہم یہاں آ کر بیٹھے ہیں اُن کے لئے کوئی بہتری کر سکیں لیکن ہم یہاں آ کر نعرے لگاتے اور صرف باتیں کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ amendment پر بات کریں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جب پہلے دن ہمارے لاء منسٹر صاحب نے یہ اعلان کیا تھا کہ میں کھلے دل کے ساتھ اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلوں گا۔ اس کے علاوہ انہوں نے on the floor of the House یہ بھی کہا تھا کہ میری خواہش ہو گی کہ اس میں public کی رائے بھی شامل ہو اور اس Bill کے اندر تمام طبقہ ہائے زندگی کو ساتھ لے کر چلیں۔ میرے خیال میں اگر اب ہماری یہ amendment یا اپوزیشن کا یہ تقاضا کہ اس کو open کر دیا جائے اور مختلف ٹی وی چینلوں کے اوپر debate کرائی جائے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ debate کے لئے تو حاضر ہے۔ آپ اپنی amendment پر بولیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! مشتہر کرنے کا ہمارا اصرار صرف اسی لئے ہے کہ اگر حکومت کو یہ لگ رہا ہے کہ اپوزیشن کے مطالبات نہ ماننے والے ہیں تو پھر public کی رائے لے لیں۔ اگر public welfare کے لئے یہ Bill آ رہا ہے تو پھر اس پر public کی opinion لینے سے اس ایوان کی بے عزتی نہیں ہے بلکہ اس ایوان کی عزت میں اضافہ ہو گا کیونکہ یہ Bill جب زیادہ آراء کے ساتھ بنے گا تو بہتر

deliver کر پائے گا۔ ابھی بار بار آپ نے کہا کہ اس وقت جو amendment چل رہی ہے اس سے ہٹ کر بات نہیں ہو سکتی۔ قانون موجود ہے لہذا سیکرٹری صاحب Rule 98 نکال لیں اس کے مطابق میرا خیال ہے کہ جب کوئی بھی ممبر ایوان میں کسی amendment پر بات کرتا ہے تو وہ restrict نہیں کرتا بلکہ اس issue یا Bill کے متعلق کھل کر بات ہو سکتی ہے تو پھر آپ کا بار بار کہنا کہ صرف amendments پر ہی بات کرنی ہے اور اس سے باہر نہیں جانا اس پر ہی پابند رہا جائے۔ جس بل کے لئے amendment لائی جا رہی ہے اس بل پر کیوں نہ بات کی جائے اور اس بل کی خامیوں کو point out کیوں نہ کیا جائے؟ میری گزارش ہے کہ اس طرح کی پابندیاں نہ لگائیں اور ہم پچھلے تین دن سے ایوان کے اندر دیکھ رہے ہیں اور میرا خیال ہے کہ آپ کی طرف سے اور منسٹرز کی طرف سے اپوزیشن کو crush کرنے کا یہ روّیہ ٹھیک نہیں ہے مہربانی کر کے اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلیں۔ اس طرح سے اگر آپ ہمیں ہر چیز میں snub کریں گے اور ہر چیز پر ہمیں بٹھائیں گے اور خاموش رہنے کی ہدایت کریں گے تو ہمارا یہاں بیٹھنے کا کوئی مقصد نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! کل میرے سوال پر آپ کا اور منسٹر صاحب کا جو روّیہ تھا۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ amendment کے حوالے سے بات کریں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! مجھ سے پہلے جتنے ممبران نے بات کی ہے تو ان سب کو آپ نے کہا ہے کہ amendment کے اوپر بات کریں، بل کے متعلق detail پر بات نہیں کرنی۔ میری آپ سے پھر گزارش یہی ہے کہ آپ دونوں اطراف کے Custodian ہیں لہذا آپ کا روّیہ impartial ہونا چاہئے۔ اگر آپ ہمیں ساتھ لے کر نہیں چلیں گے تو پھر ہمارے لئے بھی کام کرنا مشکل ہو جائے گا۔ ظاہر ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ یہ ایوان چلے اور جتنی بھی اپوزیشن اس وقت تعداد میں موجود ہے، اس کی کارکردگی عوام کو نظر آنی چاہئے۔ آپ یا حکومت اگر ایسا سخت روّیہ رکھے گی تو پھر ہمارے لئے بہت مشکل ہو جائے گا۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جناب سبطین خان صاحب!

جناب محمد سبطین خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے یہ بات کرنا چاہوں گا کہ بڑے اچھے طریقے سے کارروائی چل رہی "تھی" نہیں بلکہ چل رہی ہے۔ ہمارا یہ مؤقف ہے کہ میاں محمد اسلم اقبال نہایت relevant گفتگو کر رہے تھے اور ہم نے اس شق میں کہا کیا ہے، ہم نے یہ کہا ہے کہ اس بل کو عوام کے سامنے بھیجا جائے اور ان کی proposals لی جائیں، ان کا feedback لیا

جائے جس میں عوام بھی شامل ہوں، سول سوسائٹی بھی شامل ہو، وکلاء بھی شامل ہوں اور ہمارے میڈیا کے دوست بھی ہوں۔ اب جب ہم یہ بات کرنا چاہتے ہیں کہ ہم اس بل کو عوام کے سامنے کیوں بھیجنا چاہ رہے ہیں؟ ان کی opinion کے لئے بھیج رہے ہیں تو ہمیں اس کے لئے وہ باتیں بھی تو بتانی پڑیں گی کہ ان باتوں کی وجہ سے ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس کو publish کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آپ کی طرف سے تھوڑا سا سخت رویّہ ہو گا تو چونکہ میاں محمد اسلم اقبال نے یہ کہہ دیا ہے کہ اس amendment پر ہم مزید بات نہیں کریں گے۔ گو کہ ہماری تیاری بھی ہے اور خدانخواستہ ہم اس اپوزیشن کا role play نہیں کرنا چاہتے کہ ایوان میں بدمزگی ہو اور اُدھر سے نعرہ بازی ہو، ادھر سے نعرہ بازی ہو "آیا آیا شیر آیا" اور "شیر کا شکاری آیا۔ ہم وہ ماحول نہیں بنانا چاہتے۔ چلیں اسے back foot سمجھ لیں یا آپ کی respect کے لئے میاں محمد اسلم اقبال نے یہ کہہ دیا کہ ہم اس amendment پر نہیں بولتے، اگلی amendments پر ہم بولیں گے، چلیں آپ اس کو approve کرالیں۔ That's all

MR SPEAKER: Discussion of Principles of Bills. – (1) On the day on which any of the motions referred to in rule 96 is made, or on any subsequent day to which discussion thereof is postponed, the principles of the Bill and its general provisions may be discussed, but the details of the Bill shall not be discussed further than is necessary to explain its principles.

جی، آپ مہربانی کریں اور میری بھی تھوڑی سی مجبوری سامنے رکھیں۔ I'll be grateful. مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے اگر آپ بولنا چاہیں تو بول لیں لیکن be relevant to this amendment.

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! اس میں جو word ہے "eliciting opinion" that is which means کہ ہمیں ان سے feedback لینی چاہئے اور ہمیں ان کی رائے معلوم کرنی چاہئے اس لئے ہم یہ چاہتے ہیں کہ اسے public میں publish کیا جائے۔

(اس مرحلہ پر میاں محمد اسلم اقبال اپنی نشست سے کھڑے ہو کر ایوان سے باہر جانے لگے)

جناب سپیکر: میاں محمد اسلم اقبال صاحب! آپ نے ایوان سے باہر نہیں جانا۔ اگر آپ پانی پینے کے لئے باہر جانا چاہتے ہیں تو پانی پی کر واپس آ جائیں۔ (قہقہے)

میں یہ مناسب نہیں سمجھتا کہ آپ کی عدم موجودگی میں مزید کارروائی آگے چلائیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہم یہ چاہتے ہیں کہ ایوان چلے اور میں نے وہ اسمبلی بھی دیکھی ہے کہ جب یہیں پر سپیکر صاحب پر حملے بھی کئے گئے ہیں، میں نے وہ اسمبلی بھی دیکھی ہے جس میں پیپر پھاڑ کر ہوا میں پھینکے گئے، میں نے وہ اسمبلی بھی دیکھی ہے کہ ایک دوسرے کے گریبانوں کو پکڑا گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اللہ معاف کرے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ سب کچھ ایوان نے دیکھا ہے اور آپ کے پاس ریکارڈنگ ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے اور اللہ تو معاف کرے بلکہ ہم سب کو معاف کرے۔

جناب سپیکر: جی، جی۔ بات کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: گزارش یہ ہے کہ ہم بطور اپوزیشن راتوں کو بیٹھ کر پڑھ کر آتے ہیں، ہم study کرتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: اپوزیشن کا اور کام ہی کیا ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اپوزیشن کا کام یہ ہے کہ وہ تیاری کر کے آئے اور سپیکر صاحب کہیں کہ "بیٹھ جاؤ تھلے"۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں، نہیں۔anyway

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ نے حکم دیا اور ہم بیٹھ گئے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہم نے کوئی ایسا attitude, کوئی ایسا رویّہ یا کوئی ایسی بات، پیپر پھاڑنے اور احتجاج وغیرہ کا راستہ نہیں اپنایا۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ بڑے civilized ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہم جمہوری انداز میں رہ کر جو کام کر سکتے ہیں وہ ہم ضرور کریں گے۔ جو ہمیں ایوان اجازت دیتا ہے وہ ہم کریں گے اور جو ایوان نے اجازت دی ہے اس کے اوپر ہم کسی کی direction نہیں لیں گے۔ یہ بات واضح ہے لیکن اگر پڑھے لکھے انداز کو بھی اس طرح rule out کیا جائے تو اس اسمبلی میں بیٹھنے کا مزہ نہیں آ رہا اور بہتر ہے کہ بندہ لابی میں جا کر بیٹھ جائے اور آپ کا چہرہ

ہی دیکھنا ہے اور آپ کی آواز ہی سننی ہے تو وہاں پر بیٹھ کر بھی ہم سن لیں گے۔ یہاں پر تعریفیں ہونی ہیں تو ہوتی رہیں۔

جناب سپیکر! ٹھیک ہے انسان زندگی میں غلطیاں کرتے ہیں اور ہم سے بھی روزانہ کوتاہیاں ہوتی ہیں لیکن عوام نے جس mandate کے تحت ہمیں بھیجا ہے تو اگر اس mandate سے ہم اپنا حصہ نہیں ڈالتے تو ہم سمجھتے ہیں کہ ہم نے امانت میں خیانت کی ہے۔ میں اپنی input دے رہا ہوں اور آگے کوئی مانے یا نہ مانے۔ ہمارا کام ہے حکم اذاں جو کہ ہم نے دینی ہی ہے۔ گزارش یہ ہے کہ ایوان کو بہتر انداز میں چلانا چاہئے اور آج بھی ہمیں دبوچ لیا گیا اور ہم چپ کر کے سر تسلیم خم آپ کے سامنے پھر ایوان کے اندر آ گئے کہ سپیکر صاحب نے بلایا ہے ہم آ گئے لیکن۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ بلایا نہیں ہے بلکہ میں نے باقاعدہ آپ کے احترام میں اپنے تین ساتھیوں کو بھیجا اور پھر آپ کا شکریہ ادا کیا۔ آپ نے مہربانی کی اور ایوان میں آ گئے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میری ایک سچ بات تھی اور کوئی ایسی بات نہیں تھی، کوئی ذاتی انا کا مسئلہ نہیں تھا۔۔۔

جناب سپیکر: وہ باتیں آپ چھوڑیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! حکومت نے ذاتی انا کا مسئلہ بنایا ہے اور آپ نے انہیں مزید اجازت دے دی۔ وہ کہتے ہیں کہ اب یہ rule آ جائے گا اور یہ ہو جائے گا اور وہ ہو جائے گا۔ وہ کل ہی کر لیتے۔ کیا کل یہ سو رہے تھے؟

جناب سپیکر: وہ بات پھر کریں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ایوان ضرور چلنا ہے جو کہ ایک اچھی بات ہے۔ میں اس میں positive حصہ بھی لینا چاہتا ہوں اور لے بھی رہا تھا۔ آپ نے حکم دیا بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ پانی پی کر آ جائیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جی، بہتر جناب سپیکر!

(اس مرحلہ پر میاں محمد اسلم اقبال ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب سپیکر: سبطین خان صاحب!

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "کورم" ہے کی آوازیں)

جناب سپیکر: سبطین خان صاحب! بات نہیں کرنا چاہتے؟ اگر کورم کی نشاندہی کریں گے تو میں گنتی ضرور کرواؤں گا اور کورم پورا کروانا حکومت کی ذمہ داری ہے۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! ہم نے کورم point out کیا اور نہ ہی کریں گے۔

جناب سپیکر: شاباش۔ بڑی مہربانی Should I put this question now?

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میری گزارش یہ تھی کہ اس میں جو ترمیم ہے اس میں word ہے eliciting opinion

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! opinion تو تب ہی لی جا سکتی ہے کہ جب ہم اپنا موقف پیش کریں کہ ہمارے موقف میں اس بل میں یہ یہ کوتاہیاں ہیں یا یہ مسائل ہیں تو اس حوالے سے یہ بل عوام کے پاس جانا چاہئے اور ان کا feedback آئے جس پر حکومت کا بھی point of view آئے۔ گزارش ہے کہ میں یہ کہہ دیتا ہوں کہ اس پر ہمیں عوام کی رائے لینی چاہئے اور اسے table کرنے سے پہلے ہمیں عوام کو بھیجنا چاہئے تاکہ سول سوسائٹی، ہمارے میڈیا کے دوست، وکلاء وغیرہ سارے آجائیں اور اس کے بعد آپ مجھے کہہ دیتے ہیں کہ ترمیم ختم ہو گئی اور سبطین تم بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ تو جاؤں گا کیونکہ صاف ظاہر ہے کہ آپ جو کہہ رہے ہیں تو میں بیٹھ جاؤں گا لیکن مجھ سے یہ بات کوئی میڈیا والا دوست ہی پوچھ لے یا کوئی ساتھی پوچھ لے اور کوئی میرے حلقہ کا بندہ پوچھ لے کہ آپ نے جو کہا تھا کہ عوام کے پاس اس بل کو بھیجو اور عوام، سول سوسائٹی، وکلاء، میڈیا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے تو اپنا فرض ادا کر دیا ناں؟

MR MUHAMMAD SIBTAIN KHAN: That's all.

جناب سپیکر: نہیں، آپ کا تو فرض ادا ہوا ناں؟ آپ نے تو eliciting کے لئے کہہ دیا ہے۔ اب یہ question put ہو گا اور جمہوریت پر آپ کو یقین رکھنا چاہئے۔

جناب محمد سبطین خان: جی، ہے۔

جناب سپیکر: اگر آپ کے حق میں زیادہ بات آ جائے گی تو یقیناً آپ کے حق میں فیصلہ ہو گا اور اگر ان کے حق میں زیادہ بات آئے گی تو ان کے حق میں فیصلہ ہو جائے گا۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! ان ہی کے حق میں فیصلہ آئے گا اور آنا بھی چاہئے کیونکہ ان کے پاس mandate زیادہ ہے۔ ہم خدانخواستہ ان کے حق پر ڈاکا نہیں مار رہے ہیں لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ ہمارے حق پر بھی تو کوئی ڈاکا نہ مارے۔

جناب سپیکر: نہیں مار سکتا۔ اگر آپ relevant رہیں گے اور کام کریں گے تو میں آپ کا پوری طرح ساتھ دوں گا۔

جناب محمد سبطین خان: بڑی مہربانی۔ جناب! آپ تو جج ہیں، آپ نے تو decide کرنا ہے۔ وہ بھی lawyers ہیں جنہوں نے اپنی پارٹی کو defend کرنا ہے اور ہم بھی lawyers ہیں ہم نے بھی بات کرنی ہے۔ جب تک ہمارا کوئی موقف ہی نہ سنے اور جج صاحب بھی یکطرفہ فیصلہ دے دیں اور اس پر ہم agitate پھر بھی نہیں کر رہے ہیں لیکن یہ تھوڑی سی زیادتی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ آپ کا حق اس میں تو کوئی شک کی بات نہیں ہے۔

جناب محمد سبطین خان: یہ جو ترمیم ہے اس پر ہم کیا بات کریں؟

جناب سپیکر: جو ترمیم آپ نے دی ہے اس کی حد تک آپ بات کریں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میں تو اسی پر بول رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کی ترمیم آگے بھی آئے گی۔

جناب محمد سبطین خان: نہیں، جناب نہیں۔ یہ جو ہم نے کہا ہے کہ ہم پبلک اور سول سوسائٹی کو یہ move کرتے ہیں، عوام کو یہ awareness دی جائے کہ۔۔

جناب سپیکر: سپیکر نے تو پھر سوال کرنا ہی ہے۔ اس کا جواب اگر آپ کے حق میں زیادہ آ گیا تو پھر وہ آپ کے حق میں ہو جائے گا اور اگر اُن کے حق میں زیادہ آ گیا تو پھر فیصلہ ان کے حق میں ہو جائے گا۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ یا تو آپ یہ فرما دیں کہ ہمیں سنے بغیر آپ اُن کے حق میں فیصلہ دیں گے ہمیں تو یہ بھی منظور ہے۔

جناب سپیکر: یہ بات میں نے قطعی طور پر کی اور نہ کوئی کرنے کی جرأت رکھتا ہے۔

جناب محمد سبطین خان: اسی چیز پر تو ہم بولنا چاہ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، میں ان کو تھوڑا سا relevant کر رہا تھا وہ دوسری طرف لمبے چلے گئے تھے۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! پھر اس میں میری تجویز یہ ہے کہ آپ مہربانی کریں کیونکہ ہم سارے colleagues ہیں کوئی کسی پارٹی سے جیت کر آیا ہے اور کوئی کسی پارٹی سے جیت کر آیا ہے لیکن عزت سب کی برابر ہے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ ہمارے ان دوستوں کو کہیں کہ جا کر میاں صاحب کو لے آئیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب کو تو میں نے پانی پینے کے لئے بھیجا ہے، وہ واک آؤٹ کر کے نہیں گئے۔ میں نے پانی پینے کے لئے بھیجا ہے اور میں ان کو خود ہی بلاؤں گا۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! اِس وقت تک تو آدمی پندرہ گلاس پانی کے پی جاتا ہے۔ (قہقہہ)

جناب سپیکر: میاں محمد اسلم اقبال صاحب!۔۔۔

جناب محمد سبطین خان: حاضر ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، حاضر نہ ہوں بلکہ میں آپ کو بلا رہا ہوں آپ ایوان میں آ جائیں۔

(اس مرحلہ پر میاں محمد اسلم اقبال ایوان میں تشریف لائے)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب احمد شاہ کھگہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! ہماری طرف سے جو ترمیم آئی ہے کہ اس میں عوام کی رائے لی جائے اور اس کو مشتہر کیا جائے میں اس کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ جیسا کہ میرے دوست نے فرمایا ہے کہ ہمارے ملک میں چائنا ماڈل اور ترکی ماڈل کے تجربے تو کئے جا رہے ہیں لیکن ہمیں اپنا پاکستانی ماڈل اپنانا چاہئے۔ میں ایک چھوٹی سی مثال دینا چاہتا ہوں کہ ہم یہ کیوں چاہتے ہیں کہ ہماری بات عوام تک جائے۔ سابقہ جو ناظم کا الیکشن ہوا تھا ایک گاؤں چک دھاونہ ہے وہاں سے چار candidate کاغذات جمع کرانے کے لئے صبح رکشے میں بیٹھنے لگے۔ اس میں ایک صابر نامی آدمی بھی تھا اس نے دیکھا کہ ایک چوک میں کتا مرا ہوا پڑا ہے اس نے اپنے تین ساتھیوں سے کہا کہ ہم الیکشن میں کیوں حصہ لینا چاہ رہے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہم اپنے گاؤں اور ملک کے لئے کام کریں گے۔

جناب سپیکر: اب اس کو میں ریکارڈ پر کس جگہ لاؤں؟

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میری بات سن لیں۔ یہ بہت اہم مثال ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم اچھا کام کرنا چاہتے ہیں تو اس صابر نامی شخص نے کہا کہ ہم پہلے یہ نہ کریں کہ اس مردہ کتے کو چاروں پکڑ کر کہیں باہر پھینک دیں؟ ان تینوں نے جواب دیا کہ یہ کام تم کر لو ہم نہیں کرتے۔ اُس نے اس کتے کو رسی سے رکشے کے پیچھے باندھا اور وہ مردہ کتا ایک بڑی نہر میں ڈال دیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ تینوں شخص میرے پاس آئے اور کہا کہ ہم اس شخص کو الیکشن لڑانا چاہتے ہیں کیونکہ یہ اس قابل ہے کہ یہ گاؤں کی صفائی کر سکے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ عوام کو پتا چلنا چاہئے کہ اس کے کیا نتائج سامنے آئیں گے اور اس عام صابر کو بھی پتا چلنا چاہئے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا اُس کا کام اور جذبہ دیکھتے ہوئے اس کے کہنے پر چالیس پُلیاں بنائی گئیں۔ ہم پاکستان کا یہ ماڈل چاہتے ہیں۔ عوام کو یہ پتا لگنا چاہئے کہ جنرل ضیاء کے دور کا جو لوکل باڈی ایکٹ آرہا ہے کیا یہ تیس سال بعد بھی اِس وقت کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے؟ عام آدمی اور شہری کو یہ پتا چلنا چاہئے جیسا کہ بتایا جا رہا ہے کہ دنیا گلوبل ہو چکی ہے اور دنیا ایک ریموٹ اور انگوٹھے کے نیچے ہے۔ اسی طرح عوام کو یہ پتا چلنا چاہئے کہ پنجاب میں تمام اختیارات ایک شخص کے پاس آرہے ہیں۔ میں اس لئے بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ عوام کو یہ پتا چلنا چاہئے کہ چیئرمین کو عدم اعتماد سے اتارا جا رہا ہے یا وزیراعلیٰ صاحب کے حکم پر اس کے اختیارات معطل کئے جا رہے ہیں؟ عوام کو پتا چلنا چاہئے کہ خواتین کی نمائندگی کم کی جا رہی ہے یا زیادہ کی جا رہی ہے؟ عوام کو پتا چلے کہ آیا چیئرمین ضلع کونسل کے پاس کوئی پُلی، سولنگ یا نلکا لگوانے کے اختیارات ہیں یا نہیں؟ میں اس لئے بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ عوام کو پتا چلے کہ کیا انہیں یہ بلدیاتی نظام چاہئے یا اس کے بغیر ہی یہ نظام چلتے رہنا چاہئے۔ مہربانی، شکریہ

جناب سپیکر: Should I put the question now یا آپ بولیں گے؟

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں گے تو میں اس ترمیم پر صرف دو تین منٹ کے لئے بولنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: جی، بات کریں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ ہم نے جو ترمیم دی ہے وہ بڑی نیک نیتی سے دی ہے اور اس وجہ سے دی ہے کہ آج تک جتنے بھی لوکل گورنمنٹ کے سسٹم آئے ہیں وہ تقریباً ہمارے ان دوسرے بھائیوں کی طرف سے آئے جہاں political parties کا role نہیں ہوتا تھا اور وہاں صحیح democracy نہیں ہوتی تھی۔ ہم نے بڑے اچھے طریقے اور نیک نیتی کے ساتھ سپیشل کمیٹی

میںparticipate بھی کیا۔ہماری تجاویز اور حکومت کی تجاویز پر اتفاق ہوتا رہا اور وہ تجاویز consensus کے ساتھ پاس ہوتی رہیں۔اس بل میں کئی تجاویز ایسی بھی ہیں جو ہماری اور گورنمنٹ کی طرف سے متفقہ طور پر آئیں۔جیسے یہ youth کونسلر والی یا formation of UC۔۔

جناب سپیکر: میں اور آپ تو youth میں نہیں آئیں گے۔

جناب محمد سبطین خان: جی، ہم youth میں نہیں آسکتے لیکن چلیں، ہم اس youth کو یاد تو کر سکتے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: ہم youth میں نہیں آتے ہم صرف باتیں کر سکتے ہیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میں اس بات کو مزید آگے نہیں کھینچتا۔ ہم چونکہ ایک political system کے اندر سے آئے ہیں، political party کے ٹکٹ پر جیت کر آئے ہیں اور یہ ہماری گورنمنٹ ہے جس طرح میں نے پہلے بھی کئی دفعہ کہا ہے کہ آپ سارے ایوان کے سپیکر ہیں۔Honourable Chief Minister Punjab Mian Shahbaz Sharif ہمارے بھی چیف منسٹر ہیں کیونکہ وہ پورے پنجاب کے چیف منسٹر ہیں ہم کوئی بلوچستان کے نہیں ہیں یا ہمارا ووٹ خیبر پختونخوا میں نہیں ہے۔ ہم بھی پنجاب کے ہیں، آپ بھی پنجاب کے ہیں اور وہ بھی پنجاب کے ہیں تو وہ ہمارے متفقہ چیف منسٹر ہیں۔اب بات یہ ہے کہ ہماری جو تجاویز ہیں اور ہم جو چاہ رہے تھے اس کو public میں بھیجا جائے اور اس پر پبلک کی رائے لی جائے۔اس طرح political parties اور political setup نے جو Bill تجویز کیا ہے اگر اس کی منظوری لی جاتی ہے تو پھر تاریخ رقم ہو جائے گی۔اس میں عوام کی طرف سے feedback آئے گی کہ یہ اتنا زبردست Bill ہے کہ اس میں grass root level تک لوگوں کا خیال رکھا گیا ہے۔اس میں خدانخواستہ بدنیتی نہیں ہے اس میں نیک نیتی ہے۔اب میں تھوڑا آگے چلتا ہوں ہمارے Constitution میں جو دو provisions ہیں وہ بڑی categorical اور بڑی clear ہیں۔میں Article-32 کی details میں نہیں جارہا، آپ کے پاس ماشاءاللہ قانون کی کتابیں پڑی ہیں اور آپ کو پتا بھی ہے۔

دوسرے نمبر پر Article-140(A) یہ کہتا ہے کہ financial, administrative authority اور functions, responsibilities اور ان کے and political powers grass root level پر بھیجی جائے۔اب اس میں جہاں تک چاہے یونین کونسل، چاہے میونسپل کمیٹی یا کارپوریشن کی formation ہے ان میں formation کی حد تک ہمارا کسی بات پر کوئی اختلاف

نہیں ہے میں اس کمیٹی کا ممبر تھالیکن اسBill میں جو تین چار authoritiesآ گئی ہیں اصل confusion or ambiguity ان authorities پر آ رہی ہے۔اس طرح لوکل گورنمنٹ کمیشن کی formationکی حد تک پھر کوئی اختلاف نہیں ہے۔یہ گورنمنٹ کا right ہے کیونکہ گورنمنٹ کے پاس اکثریت ہے اور گورنمنٹ کی ادھر بھی اکثریت ہونی چاہیئے۔ہم اس وقت اکثریت میں نہیں ہیں تو ہمارے ممبران بھی تھوڑے ہونے چاہئیں۔یہ ایک logical بات ہے اور ہم اس سے deny نہیں کر رہے لیکن ہمیں ان کے اختیارات پرproblem آ رہی ہے جس کا ہم عوام سے feedback لینا چاہ رہے ہیں۔ایجوکیشن اتھارٹی،ہیلتھ اتھارٹی اور لوکل گورنمنٹ کمیشن پرproblem آ رہی ہے۔اس میں ہمارا یہ موقف ہے کہ وہ اس وجہ سے problem آ رہی ہے کہ اب لوکل گورنمنٹ کے جو چیف آفیسر ہیں۔جب وہ چیف آفیسر حکومت پنجاب کو لکھیں گے کہ یہ چیئرمین صاحب properly behave نہیں کر رہے۔مثال کے طور پر اس پر اس چیئرمین صاحب کی انکوائری ہو جائے گی اور اس چیئرمین یا میئر یا ڈپٹی میئر یا وائس چیئرمین کے اختیارات سلب کر لئے جائیں گے۔

> And he would act like a puppet. He would be no more Mayor or Vice Mayor or Chairman or Vice Chairman of that concerned institution whether it is the metropolitan; corporation; committees; district council, or a union council.

جناب سپیکر!ہمیں اختلاف اس چیز پر ہے جو کہ ہم سمجھتے ہیں کہ اس کو اس لئے public and publish کیا جائے۔May be ہم کوئی عقل کل تو نہیں، ہم بھی بھول سکتے ہیں تو ہم اس پر ہچکچاہٹ کیوں محسوس کر رہے ہیں؟ ہم اس پر پبلک سے رائے لے لیں۔دیکھیں!اگر ہم اس پر سول سوسائٹی،میڈیا اور وکلاء کا point of view لے لیں تو بہتر ہے لیکن کرنا تو وہی ہے جو گورنمنٹ کا دل کرے۔but at least it would be clear on our part. We have done the job. جس کے لئے ہمیں ایوان میں بھیجا گیا تھا۔At least ہماری rectification, justification, should be clear from our inner conscious کہ ہم نے اپنا حق ادا کر دیا۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں ہمارے اپوزیشن کے بھائیوں کی طرف سے جو ترامیم آئی ہیں وہ صرف اپوزیشن کی وجہ سے آئی ہیں کیونکہ ہم لوگ یہاں بیٹھے ہیں۔ہو سکتا ہے کہ ہماری amendments کے پیچھے عوام،سول سوسائٹی اور ہمارے میڈیا کے کچھ دوستوں اور بھائیوں کی بھی

رائے ہو کیونکہ اس کو discuss کرنے والا proper اور impressive forum یہی ہے اس لئے انہوں نے ہمیں کہا ہوا اور یہ ہماری اپنی تجاویز بھی تھیں۔

جناب سپیکر! اب authorities پر آ جاتے ہیں۔ اب بات یہ ہے کہ اس میں Article 140(A)and Article(32) categorically and clearly جو کہ کچھ کہہ رہا ہے وہ آپ کو سب سے بہتر پتا ہے۔ ہم صرف اس میں یہ چاہتے ہیں کہ یہ decentralization of power نہیں ہے۔

MR SPEAKER: Order please, order.

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ decentralization of power نہیں ہے بلکہ یہ centralization of power ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ authorities میں ایک ضلع کے چیئرمین یا ایک میئر کا اس میں عمل دخل نہیں ہوگا They would be directly working under the Government of the Punjab. اب جب حکومت پنجاب کہے گی کہ اس میئر یا چیئرمین کو اس طریقے سے کام نہیں کرنا چاہئے تو وہ اس کی suspension ہو گی، اس کے اختیارات ہی کچھ نہیں ہوں گے، اس کے بس میں کچھ نہیں ہوگا اور اس کے اختیارات میں کچھ نہیں ہوگا تو وہ وہاں ایک puppet بیٹھ کر کیا کرے گا؟ اس میں ہماری یہ گزارش ہے کہ ان authorities کی Chairman concerned powers کے پاس ہونی چاہئیں۔ True spirit میں دیکھیں کہ اگر ہم ان کو empowerment نہیں دیتے تو پھر اس سسٹم کا فائدہ کیا ہوگا؟ ہم لوگ being politicians, being workers of all concerned political parties grass root level پر ایک message دینا چاہ رہے ہیں کہ عوام کو کہیں گے کہ ہم نے آپ کے لئے یہ کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ پھر بھی اس کا اتنا فائدہ نہیں ہوگا جتنا ہونا چاہئے۔ Because he would be crippled اس سے چیئرمین یا میئر کے اختیارات cut جائیں گے اور سارے اختیارات مختلف authorities کے پاس چلے جائیں گے۔ اب ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ان authorities کے بجائے جو law and order authority ہے اور جو اس وقت ہمارا burning issue ہے۔ ہمارے وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے بھی اپنی پرسوں والی speech میں اس کا ذکر کیا ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ یہ جو law and order کے اختیارات تھے۔۔۔(شور وغل)

MR SPEAKER: Order please, order.

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! یہ ہم grass-roots-level پر بھیجتے اس میں ضلع کا چیئر مین ممبر ہوتا، بڑے شہروں کے میئر ممبر ہوتے، ہمارے متعلقہ ضلع کے DCOs ممبر ہوتے اور ہمارے متعلقہ ضلع کے DPOs ممبر ہوتے۔ اگر ان کو کوئی پریشانی ہوتی جو وہ وہاں face کرتے تو پھر صوبائی حکومت کو confidence میں لیتے اور صوبائی حکومت کو کہتے کہ ہمیں rescue کرنے کے لئے آئیں۔ We are in harder position. We are facing these problems. بہتر تو یہ تھا کہ اگر کوئی اتھارٹی بنانی تھی تو law and order کو grass root level پر بھیجتے اس کو تو بھیجا نہیں اور ادھر ادھر والی ان سب کو بھیج دیا۔

جناب سپیکر! اب end پر میری گزارش یہ ہے کہ یہ جو ہماری تجاویز ہیں in good faith and good sense ان کو آپ دیکھیں۔ خدانخواستہ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے، میں نے party basis or non-party basis elections کو purposely نہیں چھیڑا کیوں کہ اس پر کافی دوست بات کر چکے ہیں۔ اب میں اس کو بار بار کیا repeat کروں؟ حالانکہ ہم بھی یہی چاہتے ہیں کہ جماعتی بنیادوں پر الیکشن ہونے چاہئیں لیکن میں اس کو repeat نہیں کرنا چاہ رہا تاکہ آپ کا بھی ٹائم بچے اور ایوان کا بھی۔ میرا خیال ہے کہ ہمارے معزز دوست اب یہی چاہتے ہیں کہ اجلاس کو adjourn کیا جائے کیونکہ اب ان کا interest آہستہ آہستہ کم ہونے لگا ہے۔

جناب سپیکر! میری آخری گزارش یہ ہے کہ آپ اس کو sympathetically دیکھیں اور اس کو عوام کے پاس، سول سوسائٹی اور ان ساری classes کے پاس بھیجا جائے۔ اس میں ہمیں کوئی جلدی تو ہے نہیں، یہ بات ہمارے کریڈٹ پر جاتی ہے کیوں کہ یہ ہمارا پہلا لوکل گورنمنٹ سسٹم ہے جو ہم عوام کو دے رہے ہیں اگر میری ان تجاویز پر عمل نہیں ہوتا تو میں معذرت کے ساتھ آخر میں یہ کہوں گا کہ یہ لوکل گورنمنٹ سسٹم نہیں ہے بلکہ یہ لوکل باڈیز کا الیکشن ہو رہا ہے۔
There is a lot of difference between local government and local bodies. Thank you very much.

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔ جی، محترمہ! آپ کوئی بات کرنا چاہیں گی؟

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اپوزیشن نے جو ایک مطالبہ کیا ہے، مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ گورنمنٹ کو اس پر کیوں اختلاف ہے؟ جو لوگ ایوانوں میں بیٹھے ہیں خواہ وہ گورنمنٹ سے ہوں یا اپوزیشن سے ہوں یہ جس عوام کا mandate لے کر یہاں تک پہنچے ہیں

اور عزت حاصل کی ہے یہ اس عوام کو ہی کیوں ignore کرنا چاہتے ہیں؟ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس بل کو مشتہر کیا جائے تاکہ عوام اس پر اپنی رائے دے سکے۔ سول سوسائٹی ہے، عوام کے کئی حلقہ جات ہیں جن کی اپنی اپنی سوچ اور فکر ہے۔ عوامی گورنمنٹ جو ہوتی ہے اس کا عوام کے ساتھ direct interaction ہوتا ہے ان کے نمائندے ہی باہر اُبھر کر آتے ہیں، ہم اس سے اتنا کیوں گھبرا رہے ہیں؟ عوام کی کوئی اچھی رائے آسکتی ہے۔ کیوں نہ یہ اسمبلی ایک ایسا بل بنائے جو اگلے سو سال کے لئے ہو بجائے اس کے کہ ہم چار پانچ سال بعد ایک نیا بل پیش کرتے ہیں۔ عوام کے مسائل نچلی سطح تک حل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس میں عوام کی رائے اور خوشی شامل ہو اور یہ عوام دوست بل ہو۔ یہ جانتے ہیں کہ یہ عوام دوست بل نہیں ہے یا اس میں flaws ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ یہ بل خود ہی آئین کے آرٹیکل 140(A) کے منافی ہے جس میں ہم کہتے ہیں کہ تین powers devolve ہوں گی مگر اس بل کے مطابق وہ نچلی سطح تک منتقل نہیں ہوں گی۔ اس کے بعد میں یہ کہوں گی کہ مجھے اپنے کچھ حکمرانوں کی جنرل مشرف اور جنرل ضیاء الحق صاحب جیسی کیفیت معلوم ہوتی ہے وہ بھی سیاسی جماعتوں سے ایسے ہی ڈرتے تھے جس طرح یہ حکمران ڈر رہے ہیں نہ ہم بلدیاتی انتخابات سیاسی بنیادوں پر کروانا چاہتے ہیں۔ یہ کیوں party base elections کے انکاری ہیں؟ یہ تمام issues عوام سے related ہیں اس میں جتنی بھی شقیں ہیں جس طرح میاں محمد اسلم صاحب نے اس پر کافی بات کی ہے اور سبطین خان صاحب نے بھی اس پر سیر حاصل گفتگو کی ہے کہ یہ جو اتنی ساری اتھارٹیز بنادی گئی ہیں اب ہم عوام سے یہ کون سا نیا مذاق کرنے والے ہیں؟ وہی بات ہے کہ اگر ساری اتھارٹیز گورنمنٹ کے پاس ہی ہیں اور ساری چیزوں کا اختیار آکر وزیر اعلیٰ پر ہی ختم ہونا ہے تو پھر یہ تو ہمیں پتا ہے کہ یہ اژدھا کے منہ میں ہاتھ ڈالے بیٹھے ہیں لیکن اس دفعہ یا تو اژدھا رہے گا یا ہم رہیں گے۔ ہم میدان چھوڑ کر جانے والے نہیں ہیں ہم عوام کے حقوق کی جنگ یہاں پر لڑنے آئے ہیں اور انشاء اللہ ان کے حقوق حاصل کر کے رہیں گے۔ اگر یہ حکومت عوام کے حقوق نہیں دے گی تو عوام کو بھی پتا ہے کہ ہم ان کے لئے کیا چاہتے ہیں اور آپ کیا چاہتے ہیں؟ اگر آپ کی نیت صاف ہے اور آپ اس بل میں عوام دوست فیصلے کر رہے ہیں تو اس کو عوام کے سامنے آنا چاہئے۔ ہر شخص کو حق ہے کہ اس کو پتا ہو کہ اس کا مستقبل کن کے ہاتھوں میں دیا جا رہا ہے؟ اگر یہ سارا کٹھ پتلی تماشا ہے اور سب کی ڈور ایک بندے کے ہی ہاتھ میں ہے تو پھر اس تماشے کا کوئی فائدہ نہیں ہم اس تماشے کو accept نہیں کریں گے اور ہم اس کا حصہ نہیں بنیں گے۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی، بہت شکریہ

جناب آصف محمود: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: اپنا نام بھی بتادیں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میرا نام آصف محمود ہے اور میرا حلقہ پی پی۔9 ہے۔ میں صرف دو مختصر سی باتیں کروں گا۔ سب سے پہلے تو میں یہ کہنا چاہوں گا کہ میں نے اس دن ایوان میں یوتھ کونسلر کے حوالے سے ایک تجویز دی تھی، دو تین دن پہلے جب میں نے ایک نیوز چینل پر یہ خبر پڑھی تو مجھے بہت خوشگوار حیرت ہوئی۔ میں وزیر بلدیات صاحب کے پیار و محبت کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے اس تجویز کو straightaway بلدیاتی بل میں شامل کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ میں اپنے قائد جناب عمران خان کو خراج تحسین پیش کرنا چاہوں گا جنہوں نے نوجوانوں کے حقوق اور سیاست کے اندر نوجوانوں کی involvement کو اُجاگر کیا اور ان کی دیکھا دیکھی باقی پارٹیوں نے بھی یوتھ کو نمائندگی دینا شروع کی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! دوسری بات جو ترمیم کے حوالے سے ہے اس پر میں صرف یہ کہنا چاہوں گا کہ اس معزز ایوان میں ہمارے جتنے بھی ممبران بیٹھے ہوئے ہیں یہ عوامی mandate لے کر آئے ہیں۔ جناب محمد سبطین خان نے یہ بات کہی کہ ان کا right ہے، ان کے پاس پورا اختیار ہے، ان کے پاس mandate ہے، یہ بل پاس کروا سکتے ہیں لیکن میری تمام ممبران سے یہ گزارش ہے کہ کوئی بھی legislation کرتے ہوئے براہ مہربانی یہ خیال کیا کریں کہ کیا وہ legislation آپ پارٹی قائدین کے لئے کر رہے ہیں، شخصیات کے لئے کر رہے ہیں، ان کے مفادات کے لئے کر رہے ہیں یا عوام کی فلاح و بہبود کے لئے کر رہے ہیں؟ بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: آپ کی بہت مہربانی، شکریہ۔ جی، وزیر قانون!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ کہنا چاہوں گا۔۔۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتی ہوں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پہلے ان کی بات سُن لیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ بات کر لیں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا اور میں وزیر قانون صاحب کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے مجھے بھی موقع دیا۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہم جو بل پاس کرنے جا رہے ہیں وہ لوکل گورنمنٹ بل ہے جیسا کہ باقی مقررین نے بھی کہا کہ یہ کہیں سے بھی لوکل گورنمنٹ بل نہیں لگ رہا بلکہ ایسا ہی لگ رہا ہے کہ ہم کوئی لوکل باڈیز بنانے جا رہے ہیں جو کہ آئین کی شق 140(A) کے بالکل منافی ہے۔ میں یہ جاننا چاہتی ہوں کہ جب بھی ہم کوئی اس طرح کا قانون بناتے ہیں، جن لوگوں کے لئے بناتے ہیں جس سے ان کو فائدہ پہنچے گا ان کو تو ہم اعتماد میں ہی نہیں لے رہے یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ یہ جو بل ہم بنانے جا رہے ہیں یہ اس بل کا براہ راست فائدہ جس کو پہنچنا ہے اس کمیونٹی کو تو ہم اپنے ساتھ ہی نہیں لے کر چل رہے اور میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں کہ جو لوکل باڈیز کے لوگ ہیں، جو ہمارے عام آدمی ہیں وہ پریشان ہیں، وہ بار بار ہمیں فون کر کے پوچھتے ہیں کہ کیا ہمیں بل کی کاپی مل سکتی ہے، کیا بل پیش ہو گیا ہے؟ جن کے لئے ہم قانون سازی کر رہے ہیں ان کو تو ہم اپنے ساتھ لے کر چلنا ہی نہیں چاہ رہے۔ ہم نے اپنی پارٹی کی طرف سے یہی ایک ترمیم دی تھی کہ۔۔۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: کاپی دیکھ کر پڑھنا منع ہے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: بہن میں دیکھ کر نہیں پڑھ رہی ہوں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: آپ بار بار کاپی دیکھ کر پڑھ رہی ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! کیا آپ Chair پر بیٹھی ہیں؟

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! یہ دیکھ کر پڑھ رہی ہیں۔

جناب سپیکر: آپ مہربانی کیا کریں۔ This is not good.

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ ان کو سمجھائیں۔

جناب سپیکر: ان کی آپس کی بات ہو گی، میں نہیں کچھ کہہ سکتا۔ بہر حال آئندہ سے ایسی بات نہیں ہونی چاہئے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! یہ جو ترمیم زیر غور ہے میں اس کو پڑھنا چاہتی ہوں:

"That the Punjab Local Government Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.2, be

circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th September 2013."

جناب سپیکر! اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس بل کو عام کریں اور لوگوں تک پہنچائیں، عام آدمی تک پہنچائیں، جن لوگوں کو اس بل سے واسطہ پڑے گا، جن لوگوں کا اس بل سے تعلق ہے ان کو تو ہم confidence میں ہی نہیں لے رہے تو پھر کس طرح سے یہ بل ان کے لئے ہے؟ مجھے تو سمجھ ہی نہیں آ رہی، ہمارے قانون دان بیٹھے ہوئے ہیں، وزیر قانون صاحب قانون سازی میں بہت ماہر ہیں اور ہم ان کی بڑی عزت بھی کرتے ہیں، وہ قانون جو ہم عوام کے لئے بنا رہے ہیں ان کو تو ہم اپنا حصہ ہی نہیں بنا رہے لہذا میری یہ درخواست ہو گی کہ مہربانی کر کے اس document کو public کیا جائے، اس کو عوام کے دروازوں تک بھیجا جائے تاکہ ان کو پتا تو چلے کہ ہمارے ساتھ کیا ہونے والا ہے، ہمارے ساتھ کیا کیا زیادتیاں ہونے جا رہی ہیں؟ میں بتانا چاہتی ہوں کہ اس وقت جو مسلم لیگ (ن) کی حکومت ہے وہ Charter of Democracy کا حصہ بنی ہے اور یہ ایک بہت ہی غلط روایت ہو جائے گی اگر ہم اپنے اس promise سے جو ہم نے Charter of Democracy میں کیا ہے اس سے پیچھے ہٹ جائیں۔ اس کے مطابق یہ تمام devolution اور authorities ہیں جو empowerment ہیں جس سے ہم نے لوکل گورنمنٹ کو strengthen کرنا ہے وہ ہم نہیں کر رہے۔ ہم اس بات کو کیوں نہیں سمجھتے کہ جس بات کے لئے ہم لوکل باڈیز بنانا چاہتے ہیں اس کی اتھارٹی تو ہم ان کو دے نہیں رہے پھر وہ گورنمنٹ کہاں سے ہو گی جس کے پاس کوئی اتھارٹی ہی نہیں ہو گی۔ ان کے پاس کوئی political authority ہے اور نہ ہی ان کے پاس financial authority ہے۔ اگر ہم ان لوگوں کو یہ authorities نہیں دے رہے تو پھر اس بل کو پاس کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ اس میں سے گورنمنٹ کا نام ہٹا کر کیوں نہ لوکل باڈی سسٹم بنا دیں کیونکہ گورنمنٹ وہ ہوتی ہے جس کے پاس تمام اختیارات ہوتے ہیں، وہ کون سی گورنمنٹ ہے جس کے پاس کوئی اختیار ہی نہ ہو کیونکہ اس کے بغیر تو کوئی گورنمنٹ کام ہی نہیں کر سکتی۔ تمام چیزوں کی آپ نے authorities بنا دی ہیں، ہیلتھ کا شعبہ بھی ان سے لے لیا ہے، ایجوکیشن کا شعبہ بھی لے لیا ہے، اسی طرح سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کا شعبہ بھی ان سے لے لیا ہے، ان کے پاس کوئی اختیارات نہیں ہیں تو پھر کیا ہم کوئی dummies بنانا چاہ رہے ہیں، کیا ہم نمائشی عہدے بنانا چاہ رہے ہیں؟ ہم صرف لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے جا رہے ہیں کہ ہم آپ کے لئے لوکل باڈی سسٹم لانا چاہ رہے ہیں۔ میں اس بل کو مکمل طور پر مسترد کرتی ہوں کیونکہ یہ بالکل غلط

ہے۔آخر میں یہ ضرور کہنا چاہوں گی کیونکہ میں ایک خاص طبقہ کو یہاں پرrepresentکرتی ہوں، میرا تعلقminorityسے ہے۔

جناب سپیکر: بہت بہت شکریہ۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! صرف ایک منٹ اور دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر!Minorityکے لئے میں یہ چاہوں گی کہ ان کو ہر یونین کونسل میں نمائندگی دی جائے۔اس سے پہلے دو ادوار میں اگر ہر یونین کونسل میں ان کی نمائندگی تھی تو اب کیا وجہ ہے کہ آپ نے ان کے لئے دو سو ووٹوں کیrestrictionلگا دی ہے ؟آپ کے توسط سے میری وزیر قانون سے یہ گزارش ہو گی کہ اس کو بھی درست کیا جائے کیونکہ یہ پابندی ٹھیک نہیں ہے۔اس کے علاوہ میں آپ کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھےout of turnبات کرنے کا موقع فراہم کیا۔

جناب سپیکر: جی، عارف عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: جناب والا! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے مسکراتے ہوئے بولنے کا موقع فراہم کیا۔ میں یہاں پر صرف اور صرف اس ترمیم کے حوالے سے ایک دو گزارشات پیش کرنا چاہوں گا۔ میری ایک گزارش یہ ہے کہ عوام کو اس تمام سلسلے میں، اس تمام مشاورت میں شامل کیا جائے۔ صبح سے اس ایوان میں بحث چل رہی ہے میں نہیں سمجھتا کہ کسی بھی حوالے سے حکومتی بنچوں پر یا حکومت پر کوئی فرق پڑا ہے اگر اس میں عوامی رائے یا عوام کے لوگوں کو شامل کیا جاتا تو بہتر ہوتا۔ ہم یہاں پر عوام کے ووٹ لے کر آئے ہیں ان کی سہولیات کے لئے ان کی جنگ لڑنے کے لئے آئے ہیں۔ اس میں ایسا کیا مضائقہ ہے کہ اگر ہم یہاں پر کوئی بل منظور کرنے جا رہے ہیں ان کی سہولت کے لئے ہم ایک کام کرنے جا رہے ہیں لیکن ہم اس بل کو ان کے سامنے لانا نہیں چاہتے۔ ہم ان کو ایسا کون ساsurpriseدینا چاہتے ہیں کہ ہم نے آپ کے لئے یہlegislationکی ہے لیکن ہم اس کے بارے میں آپ کو پہلے بتانا نہیں چاہتے۔ ہمارا basic agendaتو ان کوfacilitateکرنا ہے ان کو سہولیات فراہم کرنا ہے۔اس کی تفصیلی بحث بھی آپ لوگوں نے یہاں پر رکھی اور سنی لیکن ایک سوال جو میرے ذہن میں مسلسل آ رہا ہے کہ آخر اس کے پیچھے ایسی کیا وجہ ہے کہ بار بار حکومتی بنچ ہماری ترمیم کو مسترد کرتے جا رہے ہیں ؟اگر ہماری ترمیم اس بل میں شامل کر لیتے تو صبح سے لے کر اب تک جو بحث ہو رہی ہے یہ

ہونی ہی نہیں تھی۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ پانچ سال بعد جب الیکشن آئے گا اس میں آپ عوام کو کیا بتائیں گے کہ ہم نے عوام کو مشاورت کے لئے کیوں شامل نہیں کیا، اس کی وجوہات کیا تھیں ؟ اب عوام بدل چکی ہے پہلے والی عوام نہیں ہے، پہلے والی اسمبلیاں اب نہیں رہیں کہ آپ یہاں پر جو بل منظور کر دیں گے عوام اس کو بھیڑ، بکریوں کی طرح منظور کر دے گی۔ اب میڈیا بھی بہت آگے جا چکا ہے، آپ یہاں پر جو بات کرتے ہیں فوری طور پر آپ کی آواز عوام تک پہنچ جاتی ہے۔

جناب سپیکر! میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ عوام کی سہولت کے لئے جو کام کرنا چاہتے ہیں اس میں ان کے نمائندوں کو بھی شامل کیا جائے، وہاں سے بھی ان کے representative لئے جائیں تاکہ ہمیں ان کی مشاورت حاصل ہو سکے اور ان کی طرف سے ہمیں کوئی اچھا feedback مل سکے۔ اگر وہاں سے ہمیں کوئی اچھا feedback ملتا ہے تو میرا خیال ہے کہ وہ ہمارے لئے بہتر ثابت ہو گا۔ میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ اپوزیشن کی طرف سے جو amendments پیش کی گئی ہیں ان کو اس بل میں شامل کیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: مہربانی، جناب اعجاز خان!

جناب اعجاز خان: جناب والا! یہ جو غیر جماعتی بنیادوں پر الیکشن کروائے جا رہے ہیں، میں یہ سمجھتا ہوں جس طرح جنرل الیکشن۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے جو amendment دی ہے اس کے بارے میں میرے بھائی بات کریں۔

جناب اعجاز خان: جی، میں اسی طرف آ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: الیکشن کے بارے میں آگے بات آئے گی۔

جناب اعجاز خان: جناب والا! میں اپنی ترمیم کی طرف آ رہا ہوں۔ جس طرح جنرل الیکشن کے اندر عوام کے ووٹوں پر ڈاکا ڈالا گیا ہے غیر جماعتی الیکشن بھی اسی کی ایک کڑی ہے کیونکہ اگر جماعتی بنیادوں پر الیکشن ہوں گے تو گورنمنٹ کو پتا چل جائے گا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنی amendment کی طرف آئیں۔

جناب اعجاز خان: وہ راز بھی کھل جائے گا کہ ان کی کتنی اکثریت ہے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ اپنی ترمیم پر بات کریں۔

جناب اعجاز خان: جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ذاتی غلاموں کی ٹیم بھرتی نہ کریں بلکہ لوکل سطح پر عوام کے نمائندے منتخب کروائیں، حق داروں کو ان کا حق دیں تاکہ لوگوں کے مسائل ان کے گھر کی دہلیز پر حل کئے جا سکیں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ محترمہ نبیلہ حاکم علی خان!

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! آج ہم لوکل گورنمنٹ سسٹم کے اوپر بات کر رہے ہیں، جیسا کہ میرے تمام ساتھیوں نے یہاں پر بات کی اور بار بار ایک چیز کے اوپر stress کیا گیا ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک ایسا point ہے جس پر صرف اپوزیشن ہی نہیں بلکہ ہم سب کو متفق ہونا چاہئے۔ یہ عوام کی بھلائی کا مسئلہ ہے، عوام کی آواز ہے اور یہ بل جو ہم منظور کرنے جا رہے ہیں، پاس کرنے جا رہے ہیں یہ کس کے لئے پاس کرنے جا رہے ہیں؟ اس وقت ہم سب کے سامنے یہ ایک سوالیہ mark ہے اور انتہائی قابل افسوس بات ہے کہ ہم صبح سے ایک بات کو بار بار کر رہے ہیں، حکومتی بنچوں کی طرف سے جو ہمیں gesture نظر آ رہے ہیں میں کہوں گی کہ وہ انتہائی قابل افسوس ہیں۔ وہ یہاں اس طرح سے بیٹھے ہیں جیسے شاہی خاندان کے افراد بیٹھے ہیں اور رعایا یہاں پر بلک بلک کر اپنے مسائل بیان کر رہی ہے اور بار بار ایک بات کے لئے فریاد کر رہی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ انتہائی افسوس کی بات ہے کہ یہاں پر انتہائی سینئر ممبران تشریف فرما ہیں اور میں سمجھتی ہوں کہ قابل عزت وزیر قانون صاحب جن کا بہت experience ہے عوام کے مسائل کے حل کے لئے، عوام کی easy approach کے لئے، عوام کے مسائل کو ان کے اپنے حلقوں میں حل کرنے کے لئے ایک بل پاس کیا جا رہا ہے اور اس کے لئے ہم ایک بات کو بالکل ignore کئے بیٹھے ہیں کہ کون سی عام فہم زبان ہے جو ہمارے عوام سمجھ سکتے ہیں۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اس بل کو اُردو زبان میں publish کیا جائے، اس کی باقاعدہ تشہیر کی جانی بھی بہت ضروری ہے کیونکہ ہمارا میڈیا اس وقت بہت strong ہو چکا ہے۔ میڈیا کے ذریعے اب دُور دراز تک کا بندہ easily اس بات کو اچھی طرح سے جان سکتا ہے کہ ان کے مسائل کے حل کے لئے کس قسم کا سسٹم introduce کیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ انتہائی قابل غور بات ہے، انتہائی قابل فکر بات ہے، ہم سب کا یہ فریضہ ہے کہ جب ہم اپنے فرائض کی ادائیگی کے لئے کسی پلیٹ فارم پر آتے ہیں اور اس طرح کے بھاری mandate کے ساتھ منتخب ہو کر آتے ہیں تو ہمیں چاہئے کہ ہم عوام کی خواہشات کا احترام کریں۔ اپنی عوام کو اور وہ تمام مسائل اور وہ تمام چیزیں جو عوام کی بھلائی کے لئے ضروری ہیں ان کے وہ مسائل جن

سے ان کو روز واسطہ پڑتا ہے ان کو پتا ہو کہ انہوں نے کس کے پاس جانا ہے، کیسے جانا ہے اور کس طریقے سے اپنے کام کرانے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہاں پر بہت سارے ایسے لوگ ہیں جو بہت نیچے سے اوپر آئے ہیں، انہوں نے کونسلر شپ کی ہے، ناظمین کے عہدے پر بھی کام کیا، ایم پی ایز ہیں منسٹرز ہیں، یہ سب جانتے ہیں۔ اس وقت عوام کا ایجوکیشن level دیکھا جائے کہ وہ کس حد تک ہے اور ہم ان کو کس حد تک تعلیم دے پائے ہیں اس لئے یہ بہت ضروری ہے اور ہم ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ اردو ہماری قومی زبان ہے اور اردو میں ہی تشہیر کی جانی چاہئے تاکہ عوام کو پتا ہو کہ اس نے اپنی رجسٹریشن کے لئے کون سا طریقہ اپنانا ہے، پیدائش کی رجسٹریشن کے لئے کون سا طریقہ اپنانا ہے، کون سی اتھارٹی ہے کس کے پاس جانا ہے؟ جہاں تک ہم بات کرتے جا رہے ہیں کہ اس بل کی تشہیر کی جائے اسے publish کیا جائے وہاں پر ایک اور بھی قابل فکر بات ہے کہ ہم کون سا سسٹم introduce کرا رہے ہیں، خدارا ہمیں اس کے اوپر ضرور غور کرنا چاہئے کہ ہم محکمے کیوں بناتے ہیں اور محکموں کا کیا کام ہے؟ محکموں کا کام ہے کہ جو کام ان کے سپرد کیا جائے وہ اسے نبھا سکیں اور عوام کے مسائل حل کئے جائیں۔ یہ کس قسم کا بل ہے جس میں ہم محکموں کو پس پشت ڈال کر اتھارٹیز بنا کر اپنے من پسند لوگوں کو introduce کروا کر اور صرف اور صرف انہیں accommodate کرنے کے لئے انہیں زیادہ سے زیادہ شامل کر لیں، ان کی رائے کو اہمیت دیں اور جو ہمارے منتخب نمائندے ہیں ان کی رائے کی ان کے آگے کوئی اہمیت نہ ہو۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ لمحہ فکریہ ہے اور پنجاب گورنمنٹ جو ایک بھاری mandate کے ساتھ آئی ہے اسے اس بات کے بارے میں سوچنا چاہئے۔ اگر ہم سب کے ضمیر زندہ ہیں، میں کہوں گی کہ سوئے ہوئے ضمیروں کو جگانا بھی ایک نیکی ہے۔ میری یہ خواہش ہو گی کہ خدارا اپنے ذہن کھولئے اپنے ضمیروں کو جگائیے اور سوچئے کہ ہم ایک بات پر بار بار اتنا stress کیوں کر رہے ہیں؟ میں سمجھتی ہوں کہ اس وقت ہمارے ایوان کے لئے بہت بڑی بات ہو گی کہ اگر ہم یہ initiative لیتے ہیں تو بڑی قابل عزت بات ہو گی اور ہمیں پوری دنیا میں سراہا جائے گا۔ میں یہاں پر ایک اور ذکر کروں گی کہ انٹرنیٹ پر سندھ اسمبلی کا بل دیا گیا ہے میں اس خواہش کا بھی اظہار کروں گی کہ ہمیں بھی چاہئے کہ ہم اس کی ویب سائٹ بنائیں اور باقاعدہ اسے مشتہر کیا جائے تاکہ ہم سب اور ہماری تمام عوام اس سے اچھی طرح سے آگاہی حاصل کرے اور اسے بہتر طور پر پتا ہو کہ ان کے مسائل کس طرح سے حل ہونے ہیں اور کس طرح سے انہوں نے اپنے مسائل کے لئے کہاں جانا ہے۔

جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے گزارش کروں گی کہ اس کو اردو زبان میں publish کیا جائے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: مہربانی۔جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر!اپوزیشن کے تقریباً تمام ممبران نے بات کی ہے اور اتفاق سے ان کے پاس جو تمام کی تمام باتیں تھیں وہ بھی انہوں نے سب کی سب کر لی ہیں اس لئے مجھے اندیشہ ہے کہ شاید اس بل کو پاس کرنے کا جو مزید سفر یا عرصہ ہے یہ اس میں زیادہ دیر تک ہمارا ساتھ نہ دے سکیں اس لئے میں آپ سے اجازت چاہوں گا کہ تمام ممبران نے جو گفتگو کی ہے میں انتہائی مختصراً اسے sum up کر دوں۔ معزز ممبران نے اس کے اوپر بڑی بات کی ہے کہ ان اداروں کو کوئی اختیار نہیں دیا جا رہا، ان اداروں کے پاس کچھ ہے نہیں، ان کے پاس کوئی اتھارٹی نہیں۔ جو ویلج کونسل ہے یا اربن ایریا میں سٹی کونسل ہے جو پہلے یونین کونسل ہوا کرتی تھی اس کے اختیارات سے متعلق اس بل میں 45 شقیں ہیں۔ انہوں نے کسی ایک کے اوپر اعتراض کیا ہو؟ کسی ایک میں اضافہ recommend کیا ہو کہ آپ نے یونین کونسل level پر یہ یہ اختیارات دیئے ہیں ان میں آپ اس ایک اختیار کا اضافہ کر دیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!یہاں پر میونسپل کمیٹی، میونسپل کارپوریشن اور ڈسٹرکٹ کونسل سے متعلق پورا chapter ہے، اس مسودے میں ان کے functions کے متعلق پورا پورا chapter موجود ہے۔ انہوں نے کسی ایک کا حوالہ دیا ہو کہ جناب آپ نے اس کو یہ اختیار تو دیا ہے لیکن ساتھ یہ اختیار بھی دیں؟ ان اداروں کو مزید فعال بنانے کے لئے آپ ان کو اس طرح empower کریں۔ صرف زبانی کلامی بات کہ بے اختیار کر دیا، ان کو کوئی اختیار نہیں دیا اور پھر انہوں نے سب سے زیادہ تنقید ڈسٹرکٹ اتھارٹیز پر کی ہے۔ یہاں پر بات ہوئی کہ محکمے کس مقصد کے لئے ہیں، کیا اس سے پہلے محکموں کا جو role ہے وہ اس معزز ایوان میں بیٹھے کسی بھی ممبر کی نظروں میں نہیں ہے؟ ڈسٹرکٹ level پر جو ڈسٹرکٹ اتھارٹی ہے، آپ یہ بتائیں کہ اس سسٹم کے تحت ایک ہی ضلع میں ایک میونسپل کارپوریشن ہو گی اس میں کم از کم تین چار میونسپل کمیٹیاں ہوں گی اس کے علاوہ ویلج کونسلز اور سٹی کونسلز ہوں گی۔ کیا وہاں پر جو سکول ہیں یا ہیلتھ کے جو بنیادی سنٹرز ہیں ان کو بانٹ دیا جائے کہ تین کسی کے حصے میں آ جائیں، چار کسی کے حصے میں آ جائیں، دس کسی کے حصے میں آ جائیں اور ان کی ایڈمنسٹریشن بھی وہاں وہاں پر چلی جائے تاکہ کسی کو کوئی سمجھ ہی نہ آئے کہ پورے ضلع میں کس طرح لوگوں کو سہولتیں پہنچانی ہیں یا کس طرح سے ایجوکیشن

سسٹم کو آگے بڑھانا ہے؟ اس کے لئے وہاں ڈسٹرکٹ level پر ایک ایجوکیشن اور ہیلتھ اتھارٹی بنائی گئی ہے۔ اس اتھارٹی میں کون لوگ ہوں گے؟ اس اتھارٹی میں انہی لوکل کونسلز کے منتخب کردہ لوگ ہوں گے۔ وہ اپنے ایوانوں سے یہ لوگوں کو منتخب کر کے وہاں بھیجیں گے اور وہ نمائندے وہاں پر اتھارٹیز میں کس اتھارٹی کو exercise کریں گے؟ یہ تو بات کر رہے ہیں کہ ان کے پاس کوئی اختیار نہیں ہو گا۔ تمام کے تمام اختیارات ہی ان کے پاس ہوں گے۔ صوبائی حکومت کو ایجوکیشن سے متعلق اس اتھارٹی سے بالا کوئی اختیار نہیں ہو گا۔ وہ اتھارٹی اس ضلع میں ایجوکیشن اور ہیلتھ سے متعلق اداروں کو establish کرے گی، انہیں manage کرے گی اور انہیں operate کرے گی اور provincial level پر صرف پالیسی دینے اور پورے پنجاب کے ڈسٹرکٹ کو coordinate کرنے کا اختیار ہو گا۔ جس طرح سے ہوتا ہے کہ یہاں بیٹھ کر ٹیچرز، ڈاکٹرز اور دوسرے عملے کی سیکرٹری ٹرانسفر کرتا ہے۔ پوسٹنگ ٹرانسفر تک تمام کی تمام اتھارٹی اس ڈسٹرکٹ اتھارٹی کے پاس ہو گی اور اس ڈسٹرکٹ اتھارٹی میں لوکل کونسلز کے نمائندے اکثریت میں ہوں گے۔ پھر اس مقصد کے لئے کہ اس معزز ایوان کا بھی وہاں ایک liaison ایک رشتہ رہے کیونکہ ان اتھارٹیز میں لوکل کونسلز کے جو ممبر ہوں گے وہ بھی آخر ہمارے ہی حلقوں میں سے ہوں گے۔ اس میں اس معزز ایوان سے بھی لوگوں کو نامزد کیا جائے گا۔ یعنی اتھارٹیز کو پورے اضلاع اور پورے صوبے میں ایجوکیشن اور ہیلتھ کے نظام کو مربوط کرنے کے لئے اور تمام کی تمام اتھارٹیز کو پراونشل level سے نیچے down ڈسٹرکٹ level تک لے جانے کے لئے ان اتھارٹیز کا قیام عمل میں لایا گیا ہے تو اس سے اور بڑی اتھارٹی کیا ہو سکتی ہے اور ان پر اس سے بڑا اعتماد کا اظہار کس طرح سے کیا جا سکتا ہے؟

جناب سپیکر! انہوں نے الیکشن party base اور non party base پر اعتراض کیا اور کہا کہ عوام سے رائے لی جائے۔ سارا اختیار اللہ تعالیٰ کا ہے اور اس کے بعد عوام اپنے اس اختیار کو through their chosen representatives اپنے منتخب نمائندوں کے لئے استعمال کرتی ہے۔ عوام نے اس ایوان کو اسی لئے منتخب کیا ہے کہ یہ یہاں پر قانون سازی کرے، پالیسی سازی کرے، قانون بنائے اسی لئے ان ایوانوں کو legislatures کہا جاتا ہے۔ یہ ایک طرف فرما رہے ہیں کہ بجٹ سے متعلقہ ان کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے افسوس ہے کہ اگر انہوں نے اس مسودے میں کلاز 104 اور 105 پڑھی ہوتی تو ان کو یہ بات نہ کہنی پڑتی کیونکہ کلاز 104 اور 105 جو صوبے کا بجٹ بنانے سے متعلق اس معزز ایوان کو اختیارات ہیں یا جو اختیارات اور جس pattern پر ملک کا بجٹ بنانے کے لئے قومی

اسمبلی کو اختیارات ہیں تمام کے تمام وہی اختیارات ان لوکل کونسلز کو دیئے گئے ہیں لیکن یہ فرما رہے ہیں کہ ان کو تو وہ اختیار ہی نہیں چونکہ انہوں نے مسودہ پڑھا ہی نہیں ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

پھر اس کے بعد معزز قائد حزب اختلاف نے یہاں تک کہہ دیا کہ مجھے تو بڑا افسوس ہے کیونکہ اس Bill میں انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ اگر یہ ادارے اپنی مدت پوری کر لیتے ہیں تو اس کے بعد پھر کیا بنے گا؟ جیسا کہ صوبائی اسمبلیوں اور قومی اسمبلی کا طریق کار ہے کہ نوے دنوں میں الیکشن ہوں گے اگر یہ مسودہ انہوں نے پڑھا ہوتا تو Clause 30 کی sub clause(3) میں یہ چیز وضاحت سے بیان کی گئی ہے کہ ادارے جب اپنی مدت پوری کریں گے یا جنرل الیکشن سے پہلے dissolve ہوں گے تو within six months, not after six months but within six months ان اداروں کا جنرل الیکشن کے بعد دوبارہ الیکشن کرایا جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی ناانصافی ہے۔ آپ کو اس ملک کے عوام نے mandate دیا ہے، آپ کا یہ فرض ہے کہ اس مسودہ قانون کو پڑھیں اور اس پر اپنی opinion دیں۔ آپ نے خود تو اسے پڑھنے کی زحمت نہیں کی لیکن کہہ رہے ہیں کہ اسے عوام کے پاس بھیج دیں تاکہ وہ پڑھیں اور پڑھنے کے بعد اپنی آراء کا اظہار کریں۔

جناب سپیکر: اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو میں پڑھنے کے لئے ان کو اپنی کاپی دے دیتا ہوں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان کو اس Bill کی کاپیاں مہیا کی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے اس مسودہ قانون کے حوالے سے on the floor of the House اپنی جماعت اور leadership کی طرف سے بات کی تھی۔ میں نے وہ بات اپنی طرف سے نہیں کی تھی۔ اس سے پہلے روایت یہ رہی ہے کہ حکومت جو مسودہ قانون یہاں پر پیش کرتی رہی اس کو full stop and inverted commas کے ساتھ اسی طرح سے پاس کیا جاتا رہا ہے۔ میرے بھائی جو پہلے اس معزز ایوان کا حصہ رہے ہیں وہ اس بات کو بخوبی جانتے ہیں اور پریس گیلری میں بیٹھے میرے دوست بھی اس بات سے واقف ہیں۔ جب اس مسودہ قانون کی کابینہ اور وزیراعلیٰ نے منظوری دی تو انہوں نے ساتھ ہی یہ بات کہی تھی کہ اس میں وہ issues جن کے بارے میں عوامی رائے اس معزز ایوان کے ذریعے سے consensus کے ساتھ آئے ان چیزوں کو آپ opt کریں اور اس حوالے سے حکومت یا پارٹی کی طرف

سے اعتراض نہیں کیا جائے گا۔ان issues میں جماعتی اور غیر جماعتی بنیاد پر الیکشن کرانے کا معاملہ بھی شامل تھا۔کیا اس مسودہ میں یہ نہیں تھا کہ کارپوریشن اور میٹروپولیٹن میں سنگل وارڈ حلقہ ہوگا؟کیا خصوصی کمیٹی میں after detailed discussion یہ consensus نہیں ہوا کہ جس طرح سے ڈسٹرکٹ کونسل میں آپ نے یونین کونسل یا ویلج کونسل کا concept اپنایا ہے اسی concept کو کارپوریشن اور میٹروپولیٹن کی سطح پر بھی اپنایا جائے؟کیا اس تجویز کو initiate کرنے میں حزب اختلاف کے معزز ممبرز جو اس وقت میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں شامل نہیں تھے،کیا یہ اتنا بڑا بنیادی فیصلہ خصوصی کمیٹی میں discussion کے بعد opt نہیں کیا گیا اور کیا یہ درست نہیں کہ یونین کونسل یا ویلج کونسل کے level پر خاتون کی ایک سیٹ تھی؟مسودہ میں یہ موجود تھا کہ جو ممبران اس حلقے یا ویلج کونسل سے براہ راست elect ہوں گے وہ بعد میں special interest کی سیٹوں پر لوگوں کو elect کریں گے۔کیا خصوصی کمیٹی میں خواتین کی تنظیموں اور N.G.Os کو مدعو نہیں کیا گیا،کیا اس معزز ایوان سے خصوصی کمیٹی میں تقریباً سو کے قریب دوستوں نے مختلف مواقع کے اوپر اپنی آراء نہیں دیں اور کیا اتنی ہی تعداد میں معزز ممبران نے اس ایوان میں کھڑے ہو کر اپنی رائے نہیں دی؟مسودہ میں یہ موجود تھا کہ ان special interest کی سیٹوں کو indirect election کے ذریعے fill کیا جائے گا۔کیا وہاں خصوصی کمیٹی میں یہ فیصلہ نہیں ہوا کہ ان کو direct election کے ذریعے سے لیا جائے،کیا یوتھ کو ایک سیٹ یونین کونسل level اور اوپر دینے سے متعلق تجویز خصوصی کمیٹی میں نہیں آئی تھی اور کیا اس میں حزب اختلاف شامل نہیں تھی؟

جناب سپیکر!ان بنیادی فیصلوں میں حکومت نے اپنی کوئی مداخلت نہیں کی اور پاکستان مسلم لیگ(ن) نے as party اس معزز ایوان میں بیٹھے ان ساڑھے تین سو کے قریب ممبران پر کوئی پابندی نہیں لگائی۔جس دن خصوصی کمیٹی کے اجلاس میں 62 کے قریب معزز ممبران شریک تھے کیا اُس دن میں نے ایک ایک ممبر سے آراء نہیں لی کہ آپ اس الیکشن کو جماعتی یا غیر جماعتی بنیاد پر کرانا چاہتے ہیں تو کیا گیارہ ممبران کے علاوہ باقی تمام ممبران نے یہ رائے نہیں دی تھی کہ غیر جماعتی بنیاد پر بلدیاتی الیکشن کروائے جائیں؟میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے وہاں پر نہ صرف N.G.Os،سول سوسائٹی کے ممبران بلکہ پریس گیلری جو کہ اس ایوان کا حصہ ہے،جو اس ایوان میں ہونے والی تمام discussion کو لوگوں تک پہنچاتی ہے کو بھی درخواست کی تھی کہ میٹنگ میں تشریف لائیں۔میں خاص طور پر پریس گیلری کے صدر اور جنرل سیکرٹری کا مشکور ہوں کہ انہوں نے کافی وقت دیا اور تقریباً کمیٹی کے تمام اجلاسوں میں

ہمارے ساتھ موجود رہے۔ وہ اس بات کے گواہ ہیں کہ وہاں پر overwhelming لوگوں نے غیر جماعتی بنیاد پر الیکشن کروانے کے حق میں رائے دی تھی۔ وہاں کمیٹی میں arguments ہوئے۔ کیا یہ درست نہیں کہ یونین کونسل کے حوالے سے یہ تجویز سامنے آئی کہ آپ نے جو ممبران direct elect کرنے ہیں ان کے لئے وارڈ بنا دیئے جائیں؟ جب وارڈز بنانے پر بات آئی تو وہاں پر اس بات کے اوپر consensus تھا کہ یہ کام نہ کریں کیونکہ ابھی ہم ابتدا میں ہیں اور بتدریج through evolution ہمارے روّیے بہتر ہوتے جائیں گے۔ اگر آپ اتنا چھوٹا حلقہ بنائیں گے تو آپ لوگوں کو آپس میں لڑوا دیں گے بلکہ وہاں پر یہ الفاظ استعمال ہوئے کہ یہ تو اینٹ سے اینٹ لڑانے والی بات ہے۔ چھوٹا حلقہ ہوگا تو لوگ آپس میں لڑیں گے، جھگڑا کریں گے اس لئے آپ پوری یونین کونسل یا ویلج کونسل کو حلقہ رہنے دیں۔ وہاں سے جو حصہ لینا چاہتے ہیں وہ حصہ لیں اور اوپر سے چھ یا سات ممبران کو select کر لیا جائے۔ اسی بنیاد کے اوپر یہ فیصلہ ہوا ہے۔ جب سنگل وارڈ نہیں، اس وارڈ میں دو یا تین آدمی آمنے سامنے نہیں بلکہ اس حلقے میں بیس کے قریب لوگ حصہ لے رہے ہوں گے تو ان بیس میں سے کون سی سیاسی جماعت یہ فیصلہ کرے گی کہ یہ چھ ممبران ہمارے ہیں اور باقی ہمارے نہیں ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ چیزیں ground reality سے تعلق رکھتی ہیں۔ ابھی شاید ہم سیاسی رویوں کے لحاظ سے اس سطح پر نہیں پہنچے جس پر مغرب دو اڑھائی سو سال میں پہنچا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اگلے دس یا پندرہ سالوں میں ہم وہ سفر طے کر لیں جو مغرب نے سینکڑوں سالوں میں طے کیا ہے اور اس کے بعد سیاسی پارٹیوں کو اپنا role ادا کرنے میں آسانی ہو۔ ایسا تو نہیں ہے کہ یہ قانون قیامت تک کے لئے پاس ہو رہا ہے۔ یہ اس معزز ایوان کی property ہے۔ یہ ایوان جب چاہے، ایک ہفتے بعد چاہے تو اس میں کوئی بھی ترمیم کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر! یہ argument وہاں پر ہوا کہ کیا دنیا میں کسی جگہ پر الیکشن سے پہلے حکومتیں ختم ہوتی ہیں اور caretaker set up آتے ہیں؟ نہیں آتے۔ مغرب میں تو کہیں نہیں آتے۔ ہمارے ہاں کیوں یہ ضروری ہے کہ الیکشن سے پہلے caretaker set up آئے، صوبائی اور قومی حکومتیں ختم ہو جائیں؟ کیونکہ ہم ابھی اس stage پر نہیں پہنچے کہ sitting government اپنی مداخلت نہ کرے یا لوگ اس کا اثر قبول نہ کریں اور اپنا ووٹ آزادی سے دے دیں۔ اگر یہ ایسے ہی ہے کہ حکومتوں کا اثر لوگ قبول کرتے ہیں تو پھر آپ مجھے یہ بتائیں کہ اندرون سندھ میں وہ جو party base پر الیکشن کروا رہے ہیں اس کا نتیجہ کیا نکلے گا؟ جس کے پاس تیر کا نشان ہوگا وہی جیتے گا۔ نتیجہ آنے دیں میں دیکھوں گا کہ

وہ کیسے کسی دوسرے آدمی کا notification ہونے دیں گے یا کسی دوسرے آدمی کو کامیاب ہونے دیں گے۔

جناب سپیکر! ان arguments میں وزن اور logic تھا۔ ہمارے ہاں ابھی اس بات کی گنجائش موجود ہے کہ ہم جمہوریت اور سیاسی جماعتوں کو مزید مضبوط کریں۔ اگر ہم سیاسی جماعتوں کو اتنے down level پر جا کر اپنے ورکروں کے اندر تقسیم کا موقع دیتے ہیں یا مجبور کرتے ہیں تو It may be possible کہ وہ سیاسی جماعتوں یا جمہوریت کو مضبوط کرنے والی بات نہ ہو۔ اگر ہر وارڈ میں وہاں پر لڑائی ہو، جھگڑا ہو، کشت و خون ہو تو کیا اس میں جمہوریت مضبوط ہو گی؟ کیا اس ملک میں اس بات کی مثال موجود نہیں کہ ایک سیاسی جماعت نے مغرب سے اثر قبول کرتے ہوئے اپنی پارٹی کے اندر اُسی طریق کار کے مطابق الیکشن کروائے اُس کے بعد جو معاملات سامنے آئے وہ ساری دُنیا کے سامنے ہیں تو یہ وہ arguments تھے جن کی بنیاد کے اوپر یہ فیصلہ کیا گیا کہ اس level پر جہاں پر صرف خدمت اور میونسپل سروسز کے مقصد کے لئے ایک محلہ، ایک ویلج کونسل اور ایک سٹی کونسل کے لوگ ایسے آدمی کو منتخب کریں جو خدمت کرنا چاہتا ہے جو اُن کے لئے زیادہ accessible ہے تو وہ اُس آدمی کو موقع دیں کہ وہ آدمی اُن کی خدمت کرے تو اس مقصد کے لئے اس بات کا فیصلہ اس معزز ایوان نے کیا۔ میں یہ بات دو ٹوک الفاظ میں کہنا چاہتا ہوں کہ یہ فیصلہ اس معزز ایوان کے معزز ممبران کی اکثریت کا فیصلہ ہے اور اس اکثریت کے فیصلے کو میری پارٹی اور میری لیڈر شپ نے قبول کیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں نے on the floor of the House اس سے پہلے بھی یہ کہا ہے اور میں آج بھی یہ کہہ رہا ہوں کہ میری پارٹی اور میری لیڈر شپ میاں محمد نواز شریف کی قطعی طور پر اپنی کوئی خواہش یا کوئی پارٹی فیصلہ اس معزز ایوان پر اور خاص طور پر اس بل کے حوالے سے کیونکہ اس بل کے تحت جو انتخابات ہونے ہیں اس کے تحت جو بلدیاتی ادارے وجود میں آنے ہیں اُن کو انہی لوگوں اور اس معزز ایوان میں بیٹھے دوستوں نے آگے لے کر چلنا ہے تو اس لئے یہ فیصلہ اس معزز ایوان کی رائے کا احترام کرتے ہوئے کیا گیا ہے اور یہ معزز ایوان جب چاہے گا جب ground realities کو اس کے قابل سمجھے گا تو آنے والے وقت میں یونین کونسل کے وارڈز بنیں گے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اگر ایک یونین کونسل سے سات آدمی براہ راست منتخب ہونے ہیں یا چیئرمین اور وائس چیئرمین براہ راست منتخب ہونے ہیں تو اُن سات آدمیوں کا کوئی حلقہ اور کوئی محلہ تو ہونا چاہئے۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ایک محلے سے تین کونسلر ہو جائیں اور تین محلوں سے کوئی بھی نہ ہو لیکن جس ground reality کو

مد نظر رکھتے ہوئے اس معزز ایوان کی اکثریت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ نہیں، آج ہم اس کو نہیں کر سکتے لیکن آنے والے کل کو اگر ہمارے جمہوری روّیےstrengthen ہوتے ہیں اور اس معزز ایوان کی دانست میںground realities اس بات کی اجازت دیتی ہیں تو یہ ساری چیزیں ہو سکتی ہیں تو اس لئے میری گزارش ہے کہ آپ دیکھیں گے کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس ویلج کونسل اور سٹی کونسل کو ایک سروس سنٹر بنائیں گے کہ وہاں پر واسا کا آدمی بھی بیٹھا ہو، وہاں پر محکمہ سوئی گیس کا آدمی بھی بیٹھا ہو، وہاں پر واپڈا کا آدمی بھی بیٹھا ہو، وہاں پر نادرا کے لوگ بھی بیٹھے ہوں، وہاں پر ون ونڈو آپریشن ہو اور اُس ویلج کونسل یا سٹی کونسل کے لوگوں کو اپنے ڈومیسائل بنانے کے لئے کچہریوں کے دھکے نہ کھانے پڑیں، اُنہیں اپنے بل کو درست کروانے کے لئے واپڈا کے دفاتر کے دھکے نہ کھانے پڑیں۔ ہمارا ویلج کونسل یا سٹی کونسل کا جو basic level ہوگا ہم انشاء اللہ تعالیٰ ان کے دفاتر کو ایسے سروس سنٹرز میں تبدیل کریں گے کہ وہاں کے لوگ وہیں پر آئیں اور وہیں پر ون ونڈو آپریشن کے تحت اُن کے سارے مسائل حل ہوں۔ اُنہیں کسی اور دفتر میں جا کر دھکے کھانے کی ضرورت نہ ہو۔ ہم ویلج کونسل اور سٹی کونسل کے چیئرمین اور وائس چیئرمین کو اس حد تک powerful کریں گے کہ ضلع کی سطح پر بھی اُن کا پورا عمل دخل ہوگا اور اپنے محلے کی سطح پر بھی اُن کا پورا عمل دخل ہوگا۔

جناب سپیکر! دوستوں نے پنجاب فنانس کمیشن کے اوپر بھی یہ بات کی کہ اُنہیں کوئی مالی اختیار نہیں ہے۔ کاش! انہوں نے پنجاب فنانس کمیشن کا chapter جو اس مسودے میں موجود ہے اُس کو پڑھ لیا ہوتا۔ ان ڈسٹرکٹ کونسلوں، ان کارپوریشنوں اور ان میٹروپولیٹن کو single line budget transfer ہوگا۔ یہ ادارے اب خود اپنا بجٹ بنائیں گے اور اُس کے مطابق اُس معاملے کو آگے لے کر چلیں گے تو اس لئے ان اداروں کی capacity جیسے جیسے build ہوتی جائے گی اُسی کے مطابق ان اداروں کو انشاء اللہ تعالیٰ با اختیار بنایا جاتا رہے گا۔ ہاں، پچھلے سالوں میں ان اداروں کے اوپر جو سب سے بڑا الزام لگا وہ کرپشن کا الزام تھا۔ اُس کرپشن کو روکنے کے لئے ہم نے safeguards لئے ہیں اور اُس کرپشن کو روکنے کے لئے ہم نے سپیشل آڈٹ اور میونسپل کمیشن کی provision رکھی ہے اور اُس میں بھی باقاعدہ اپوزیشن کی بھی نمائندگی ہے۔ اب قائد حزب اختلاف بھی اُس کمیشن میں اپنا نمائندہ نامزد کریں گے اور وہ با اختیار ہوگا کہ وہ کسی بھی لوکل کونسل کے معاملات کی انکوائری کرنے کے بعد کوئی ایکشن گورنمنٹ کو propose کر سکے لیکن وہ صرف اور صرف کرپشن کی بنیاد کے اوپر ہوگا، misconduct کی بنیاد کے اوپر ہوگا اور اُس کے علاوہ اُن کو کوئی ground available نہیں ہوگی اس لئے میں یہ

سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان نے اپنی بحث اور اپنی آراء کے ذریعے سے اور سپیشل کمیٹی نے اس کے اوپر بڑی لمبی discussion کرنے کے بعد اب یہ بل اللہ کے فضل سے اتنا realities ground کے مطابق ہے اور اس میں ایک ایک چیز پر کئی کئی گھنٹے بحث ہونے کے بعد اس کو فائنل کیا گیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس بل کے نفاذ کے بعد یہ لوکل کونسلیں جو وجود میں آئیں گی یہ عام آدمی کو بااختیار کریں گی اور لوگوں کے محلے اور گلی کی سطح کے مسائل کو resolve کرنے میں مدد ملے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں اور میرا تو یہ خیال ہے کہ ہمارے معزز ممبران سارے پڑھے لکھے ہیں تو ایک ممبر نے یہ ذکر کیا کہ اس کو website پر رکھا جائے تاکہ معزز ممبران اس سے استفادہ کر سکیں تو یہ بل جس دن ایوان میں introduce ہوا ہے یہ بل اُسی دن سے ہی website پر موجود ہے۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! میں نے بات کی تھی کہ اس کا اُردو میں ترجمہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ نے لاء کیا ہوا ہے؟ ۔۔۔ میں آپ سے ایک سوال پوچھنا چاہوں گا کہ آپ مجھے بتائیں کہ local and special laws کا ترجمہ کیا ہوتا ہے؟ مجھے آپ اس کا ترجمہ کھڑے ہو کر بتائیں۔ آپ اُٹھیں ذرا، آپ کیسی بات کرتی ہیں؟

The amendment moved and the question is:

"That the Punjab Local Government Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.2, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th September 2013."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, second amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Siddique Khan, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Abdul Majeed

Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr Ahmad Shah Khagga, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Ms Jayeda Khalid Khan, Qazi Ahmad Saeed, Khawaja Muhammad Nizam ul Mehmood, Mr Shahabuddin Khan, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmed, Mrs Faiza Ahmed Malik and Dr Syed Waseem Akhtar. Who is to move it?

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میری ایک گزارش ہے کہ آج ہم نے All Parties Conference تین بجے بلائی ہوئی ہے۔ میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ as a gesture of goodwill اگر آپ مہربانی کر دیں۔ ہم واک آؤٹ نہیں کر رہے، میں categorically mention کر رہا ہوں لیکن ہم وہاں جانا چاہتے ہیں۔ ہماری یہ problem ہے اس لئے آپ اسمبلی بزنس کو کل پر رکھ لیں۔ ہم کل انشاءاللہ یہاں ہوں گے۔ ہماری اجلاس ملتوی کرنے کی درخواست ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں پہلے آپ اس کو move کریں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ اپنی amendment move کریں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! ہم اس amendment کو move کریں گے تو لاء منسٹر اس کو oppose بھی کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، move کریں۔ میں کب کہتا ہوں کہ نہ کریں۔ آپ نے amendment move کرنی ہے اور اسے حکومت نے oppose کرنا ہے۔ یہ amendment صرف قائد حزب اختلاف move نہیں کر پائیں گے۔ آپ میں سے کوئی کر سکتا ہے لیکن جنہوں نے discussion میں حصہ لے لیا ہے وہ بھی نہیں کر پائیں گے۔ چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب! آپ amendment move کر دیں آپ نے حصہ نہیں لیا۔ جنہوں نے discussion میں حصہ لے لیا ہے وہ نہیں کر پائیں گے۔ جنہوں نے discussion میں حصہ نہیں لیا وہ move کر سکتے ہیں۔ جی، ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ! آپ amendment move کریں۔

DR NOUSHEEN HAMID: Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Local Government Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.2, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 20th September 2013:

1. Sardar Vickas Hassan Mokal, MPA
2. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
3. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
4. Qazi Ahmad Saeed, MPA
5. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA
6. Sheikh Ala-ud-Din, MPA
7. Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, MPA
8. Mrs Raheela Anwar, MPA
9. Dr Muhammad Afzal, MPA"

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Local Government Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.2, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 20th September 2013:

1. Sardar Vickas Hassan Mokal, MPA
2. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
3. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
4. Qazi Ahmad Saeed, MPA
5. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA
6. Sheikh Ala-ud-Din, MPA
7. Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, MPA
8. Mrs Raheela Anwar, MPA
9. Dr Muhammad Afzal, MPA

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose it.

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ! آپ بات کریں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میری یہ درخواست ہے کہ ہماری APC کی میٹنگ ہے۔ ہمارے معزز ممبران نے وہاں جانا ہے۔ یہ بھی انتہائی معزز ہیں لیکن وہ بھی معزز ہیں۔

جناب سپیکر: سبطین صاحب! میری بات سنیں۔ پنجاب میں سیلاب آیا ہوا ہے، اس سے زیادہ تباہی کسی چیز سے نہیں ہو رہی۔ میں نے اپنے معزز منسٹر کو کہا ہے کہ آپ کے محکمہ کے سوالات ہیں آپ کو ایوان کی کارروائی میں حصہ لینے کے لئے پہنچنا پڑے گا۔ میں نے ان کو فوری طور پر وہاں سے بلوایا ہے۔ اس سلسلہ میں مجھے اِدھر سے بھی رائے لینا پڑے گی۔ جی، رانا صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ جس طرح انہوں نے پہلی ترمیم پر جو کچھ اس بل پر کہنا تھا وہ سب کا سب کہہ دیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اب سبطین خان صاحب اپنی باقی ترامیم کو withdraw کر لیں اور جا کر اپنی میٹنگ attend کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ہم نے اسی ترمیم پر بات کی جو آپ نے ایوان میں رکھی تھی۔ آپ نے جب بھی روکا کہ ترمیم سے باہر نہ جائیں تو ہم نے صرف publish کرنے کے متعلق ترمیم پر بات کی تھی۔

جناب سپیکر: ہم نے وہ ساری باتیں سن لی ہیں but this is a process یہ کوئی مذاق تو نہیں ہے۔ آپ نے اور انہوں نے اس میں honoraria بھی لینا ہے۔ اس میں گورنمنٹ کا exchequer بھی شامل ہے۔ یہ بات تو ٹھیک نہیں ہے۔ آپ اپنی میٹنگ بے شک کریں مجھے اس پر اعتراض نہیں ہے لیکن جنہوں نے participate کرنا ہے اور بحث میں حصہ لینا ہے وہ اپنی بحث شروع کریں۔ میں نے یہاں آپ کی amendment put کر دی ہے اور انہوں نے اس کو oppose کر دیا ہے۔ اب آپ کو اس پر بحث کرنا پڑے گی۔ آپ میں سے جو چاہے discussion کر سکتا ہے لیکن جو پہلے کر چکے ہیں وہ نہیں کر پائیں گے باقی صاحبان کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ آج تین بجے تک ایوان کا ٹائم تھا۔ اس کے مطابق اب تین بج رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ اختیار سپیکر کے پاس ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): آپ extend کر دیں گے تو پھر ہم اپنی بات بھی کریں گے لیکن ابھی آپ نے time extend نہیں کیا۔ آج تین بجے تک کا بزنس تھا ہم نے اس کے مطابق All Parties Conference کی میٹنگ رکھی تھی۔

جناب سپیکر: ابھی تین بجنے میں ایک منٹ باقی ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اب آپ فرمادیں جو چاہتے ہیں۔ اس کے بعد پھر میں بات کرلوں گا۔ آپ پہلے بات کرلیں۔

جناب سپیکر: جی، تین بج چکے۔ اب ایک گھنٹہ اجلاس کی کارروائی کے لئے وقت بڑھایا جاتا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اب یہ bulldoze ہونے جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ یہ بات نہ کریں۔ آپ ایسی بات نہ کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہم نے آپ کو good gesture یہ کہا کہ ہم نے APC رکھی ہوئی ہے۔ آج سارے اخبارات میں ہے کہ تین بجے ہم نے APC میں جانا ہے۔

جناب سپیکر: یہ important issue ہے۔ آپ کے صاحبان جنہوں نے پہلے حصہ نہیں لیا وہ بول سکتے ہیں۔ وہ بولیں۔ آپ کی تو amendment ہی نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ کوئی پابندی نہیں ہے کہ جو بول چکے ہیں وہ نہیں بول سکتے۔

جناب سپیکر: آپ کی آگے amendment نہیں ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے ایک ترمیم کے اوپر تقریباً پونے دو گھنٹے بات کی ہے، ان کی تمام باتوں کا میں نے جواب دیا ہے اور اب یہ کہہ رہے ہیں کہ bulldoze ہو رہا ہے۔ کیا bulldoze ہونے کا یہ طریقہ ہے؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہم ہر ترمیم پر دو دو دن بولیں گے، رانا صاحب ہمیں کس طرح curtail کر سکتے ہیں؟ یہ کس طرح ہمیں کہہ سکتے ہیں کہ ہم پونے دو گھنٹے بولے ہیں۔ یہ ہمارا جمہوری حق ہے اور ہم اس پر بولیں گے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ میں آپ سے پُرزور التماس یہ کر رہا ہوں کہ جو صاحبان اس پر بول چکے ہیں وہ دوبارہ نہیں بول سکتے لیکن مراد راس صاحب نے جیسے اس میں حصہ نہیں لیا وہ بھی بول سکتے ہیں، محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ اور عامر سلطان چیمہ صاحب بھی بول سکتے ہیں جبکہ آپ تو بول بھی نہیں سکتے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں چھوٹی سی گزارش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! سوال یہ ہے کہ ہر amendment کے اوپر ہر mover یا ممبر جس نے یہ amendment دی ہے وہ دوبارہ کیوں نہیں بول سکتا؟

جناب سپیکر: یہ قانون اور قاعدہ ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جی، بتائیے۔

جناب سپیکر: میرے بھائی! یہ Rules میں شامل ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! جو Rules میں نے دیکھے ہیں ان کے مطابق جو amendment آئے گی اس پر ہر ممبر اپنی رائے کا اظہار کر سکتا ہے جو mover ہے۔ آپ اس کو پابند نہیں کر سکتے کہ ایک دفعہ اگر ایک amendment کے اوپر دس ممبر بول چکے ہیں اور دوسری amendment بھی اس ممبر نے دی ہے تو وہ اس پر بات نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر: جی، وہ دوسری amendment پر بات نہیں کر سکتا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! جن ممبران نے amendments دی ہوئی ہیں وہ تمام ہر amendment پر بول سکتے ہیں۔ اس پر Ruling موجود ہے۔

جناب سپیکر: .There is a Ruling اس کو میں overrule کیسے کروں؟ لائیں! مجھے Ruling دیں۔آپ کی reading تو ختم ہو گئی ہے لیکن بحث میں حصہ تو لیں گے ناں؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): ابھی کوئی نیا Rule بنا لیں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر نوشین صاحبہ! آپ اپنی بات شروع کریں اس کے بعد ہم آگے بات کریں گے۔اتنی دیر میں آپ کو Ruling بھی دکھا دیں گے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ایک principle کی بات ہو رہی ہے۔آپ نے کہا کہ اسمبلی کے Rules اجازت نہیں دیتے اور جو لوگ پہلے بات کر چکے ہیں وہ دوبارہ بات نہیں کر سکتے۔ میں نے آپ سے یہ عرض کیا ہے کہ جن لوگوں نے amendments دی ہیں بالفرض دس amendments ہیں جو تمام ممبران نے اپنے sign کر کے بھیجی ہیں وہ تمام ممبران ہر amendment کے اوپر بات کر سکتے ہیں۔یہاں پر سیکرٹری اسمبلی نے کہا کہ Rules اجازت نہیں دیتے اس لئے ہم Rules طلب کر رہے ہیں کہ کون سے Rules ہیں جن کے تحت یہ اجازت نہیں ہے؟ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ کوئی Rule ایسا نہیں ہے جو کسی Legislator، پارلیمنٹیرین یا عوام کے منتخب نمائندے کو یہاں پر پابند کرتا ہو کہ اس نے جو amendment دی ہے اس پر وہ اپنا اظہارِ خیال نہیں کر سکتا۔اگر اس طرح کا کوئی Rule موجود ہے تو پہلے وہ بتا دیا جائے۔

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔جی، فرمائیں!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں صرف یہ request کرنا چاہتا ہوں کہ آپ priority number دے دیں اور اب انہوں نے جو fresh amendment دی ہے اُس پر آپ ان کو بولنے کی اجازت دے دیں۔اس کی ہم بھی آپ سے request کرتے ہیں کہ وہ بول لیں گے تو کیا فرق پڑتا ہے؟

جناب سپیکر: وہ میں ایوان سے پوچھوں گا۔اگر ایوان کہے گا تو پھر میں اجازت دوں گا۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! پہلی amendment اُن کی kill ہو گئی ہے۔اب دوسری amendment جس پر انہوں نے sign کئے ہیں اس پر آپ ان کو بولنے دیں لہذا اس کا بھی وہی حشر ہو گا جو پہلی کا ہو گیا ہے۔ میں یہی کہوں گا کہ آپ ان کو بولنے دیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میری آپ سے استدعا ہے کہ انہیں Rule تلاش کر لینے دیا جائے۔ چونکہ ہماری APC تین بجے شروع ہونا تھی اور ہم نے وہاں بھی جانا تھا۔

جناب سپیکر: میں نے ٹائم extend کر دیا ہے لہذا اب ایک گھنٹہ یہ اجلاس چلے گا۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں اس پر بات کرتا ہوں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! مجھے ایک منٹ دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بڑی مہربانی۔ پلیز تشریف رکھیں۔ مجھے لاء منسٹر صاحب کی بات سننے دیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ میرا right ہے لہذا مجھے بات کر لینے دیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ آپ کو بار بار floor دینا مناسب نہیں ہے۔ آپ کی مہربانی۔ اب آپ relevant بات سنیں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں اپوزیشن لیڈر صاحب کی توجہ Rule 98 کے sub rule 2(a) کی طرف دلاتا ہوں کہ:

(a) if the member-in-charge moves that the Bill be taken into consideration, any member may move an amendment that the Bill be referred to a Select Committee or be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon…..

یعنی any member-in-charge جب consideration کے لئے move کرے گا جیسے میں نے move کی تو اس میں ایک ممبر یا تو circulation کے لئے amendment move کر سکتا ہے یا وہ Select Committee کے لئے move کر سکتا ہے لیکن دونوں کے لئے move نہیں کر سکتا۔ یہ وہ پابندی ہے یعنی سپیشل کمیٹی کے لئے جو move کرے گا وہ circulation کے لئے move نہیں کر سکتا۔ جس نے eliciting opinion کے لئے move کر دیا ہے وہ سپیشل کمیٹی کے لئے move نہیں کر سکتا جو اس Rule میں بہت واضح ہے۔ اس Rule میں لفظ "or" ہے "and" نہیں ہے۔ میں اس حوالے سے دوبارہ عرض کر دیتا ہوں کہ:

(a) if the member-in-charge moves that the Bill be taken into consideration.

یعنی اس جگہ پر میں ہوں کیونکہ یہ میں نے for consideration move کی ہے۔آ گے ہے کہ any member یعنی اُن کی طرف سے کہ any member may move an amendment جیسے انہوں نے amendment move کی ہے۔ اس سے آ گے ہے کہ that the Bill be referred to a Select Committee یعنی یا تو کوئی ممبر کمیٹی میں move کر سکتا ہے۔آ گے ہے کہ or be circulated for the purpose of eliciting opinion یا وہ یہ کر سکتا ہے۔ یہاں پر لفظ "or" ہے اس لئے وہ دونوں نہیں کر سکتا۔This is very clear اگر یہاں پر لفظ "and" ہوتا تو پھر یہ دونوں کر سکتے ہیں لیکن یہاں پر لفظ "or" ہے یعنی ایک ممبر دونوں میں سے ایک move کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، دونوں میں سے ایک کر سکتا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ Rules کی interpretation خود کر رہے ہیں۔Mover یہ بات نہیں کر سکتا لیکن باقی ممبران اس پر بات کر سکتے ہیں اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: Mover پر پابندی کس نے کہا ہے؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اس طرح سے ایک گھنٹہ بڑھانا بھی ٹھیک نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میں mover پر پابندی لگا رہا ہوں اور نہ ہی mover پر پابندی ہے اس لئے وہ بولیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہم نے پہلے بات بھی کی ہے کہ APC میں ہماری موجودگی ضروری ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ بات آپ چھوڑیں۔آپ نے پہلے مجھ سے یہ بات نہیں کی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ رانا ثناء اللہ خان غلط interpretation کر رہے ہیں جس پر ہم تمام ممبران ایوان سے واک آؤٹ کر تے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ویسے ہی آپ نے تو جانا تھا۔آپ کا اس معزز ایوان سے واک آؤٹ کرنا مناسب نہیں ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): ان کے پاس اس کے علاوہ کوئی اور چارہ نہیں تھا۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ میاں صاحب! آپ کی یہ بات مناسب نہیں ہے اور آپ کا روّیہ ٹھیک نہیں ہے۔آپ قانون اور قاعدے کو بھی نہیں مان رہے جو کہ بڑے افسوس کی بات ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں گنہگار انسان ہوں اور میں کوئی غیب کا علم نہیں جانتا لیکن جب میں نے ان کی amendments کے جواب میں کھڑے ہو کر بات کرتے ہوئے آپ سے کہا تھا کہ اب یہ اس سے زیادہ اس بل کو پاس کرنے میں ہمارا ساتھ نہیں دیں گے کیونکہ انہوں نے تمام کی تمام ترامیم کے اوپر بات کر لی ہے جن کا جواب بھی میں نے دے دیا۔ اب میری آپ سے گزارش ہے کہ چونکہ اب وہ جا چکے ہیں اس لئے آپ ان کی طرف سے دی گئیں amendments کو withdraw تصور کرتے ہوئے براہ راست put question کریں۔

جناب سپیکر: ان کی یہ amendment تو move ہو چکی ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): لیکن اس وقت بات کرنے کے لئے وہ موجود تو نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: آپ نے اسے oppose بھی کر دیا ہے Let me proceed further now

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چونکہ وہ موجود نہیں ہیں تو میں اس بارے میں عرض کر دیتا ہوں۔انہوں نے کہا ہے کہ 9 ممبران کی

ایک اور سپیشل کمیٹی بنا دی جائے جبکہ اس سے پہلے 12 ممبران کی ایک سپیشل کمیٹی اس بل پر پوری طرح سے غور و خوض کرنے کے بعد اس کو approve کر کے ایوان میں رپورٹ پیش کر چکی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اگر اپوزیشن والے میری آواز سن رہے ہیں تو وہ ایوان میں آ جائیں ورنہ میں question put کر دیتا ہوں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! وہ کسی قیمت پر نہیں آئیں گے۔

MR SPEAKER: Now, the motion moved and the question is:

> "That the Punjab Local Government Bill 2013, as recommended by the Special Committee No. 2, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. There are two amendments in it. The first amendment is from Ch Tahir Ahmad Sindhu. He may move it.

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ کی بہت مہربانی کہ آپ نے patiently اپوزیشن کو سنا ہے اور یہ basic democratic right بھی ہے۔ آج میں آپ سے یہ توقع کرتا ہوں کہ آپ اسی طرح اور اسی فراخ دلی سے مجھے بھی سماعت فرمائیں گے۔ میرا ایک اور بھی right ہے کہ۔۔۔

MR SPEAKER: Sindhu Sb! First of all you should move it then you can ask.

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جی، جی بالکل۔

Your honour my amendment is:

MR SPEAKER: Who is moving it?

CH TAHIR AHMAD SINDHU (Advocate): Sir! I am moving it.

"That in Clause 3 of the Bill, in sub Clause (1) para(e), be deleted."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 3 of the Bill, in sub Clause (1) para(e), be deleted."

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! I oppose it میں اس مرحلے پر جس طرح سے چودھری طاہر احمد سندھو صاحب نے یہ بات کی ہے تو میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ میں نے جو بات on the floor of the House مسودہ پیش کرتے وقت کی تھی اور آج بھی وہی بات ہے۔ طاہر سندھو صاحب مجھے ملے ہیں اور میں نے ان سے یہ کہا ہے کہ حکومت کی طرف سے پارٹی کی طرف سے اس معزز ایوان کے ہر ممبر کو یہ اجازت ہے کہ وہ اس کے اوپر اپنی رائے کا اظہار کرے اور جس رائے کو اور جس چیز کو یہ معزز ایوان مناسب سمجھے اس صوبے کے دس کروڑ عوام کے لئے legislate کیا جائے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، سنتے ہیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اس لئے یہ بات کریں اور ان کی بات بالکل پوری طرح توجہ سے سنیں گے اور اگر کسی جگہ پر کوئی ایسی بات ہوئی کہ اسے opt کیا جا سکتا ہے تو اسے opt کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ نے جو amendment دی ہے. confine yourself to this extent جی، I'll be grateful arguments کریں اور بات کریں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں نہایت قابل احترام بھائی کا شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے یہ کہا ہے کہ فراخ دلی سے ہر ممبر کو بولنے کا حق ہے۔ مجھے اندازہ ہے کہ وہ پچھلے چھ سال سے لاء منسٹر ہیں اور انہوں نے Constitution کا آرٹیکل 19 جو ہے اسے بخوبی پڑھا ہوا ہے جس کے تابع اس اسمبلی کے rules ہیں اور جس کی وجہ سے ہم سب اسمبلی میں موجود ہیں۔ Your honour my submission میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہیں تو میں انگریزی میں کر دوں اور کہیں تو اردو میں کر دوں؟ جیسے آپ حکم فرمائیں۔

جناب سپیکر: جس طرح آپ کو easy ہو بات کر لیں۔ میں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ جس طرح آپ کو آسانی ہے بات کریں۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ٹھیک ہے پھر میں اردو اور انگلش mix کر دوں؟(قہقہے)

جناب سپیکر: کوئی انہیں interrupt نہ کرے اور no body is allowed جی، فرمائیں!

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اب جو proposed Clause ہے وہ کیا ہے؟

(e) an authority shall succeed the rights, assets and liabilities of the City District Government or District Government respectively to the extent of health and education.

میری گزارش یہ ہے کہ یہ جو establishment of authority ہے جس کی آگے جو constitution ہے وہ Clause 92 میں دی گئی ہے

Those are unconstitutional ultra-vires and repugnant to the provisions of the fundamental rights and hence vide as per provisions of Article 8 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan 1973. Your honour.

جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک بڑی لمبی داستان ہے۔ میں اپنے محترم بھائی کی ڈکٹیٹر شپ کے دور میں خدمات کو اگر تسلیم نہ کروں اور انہیں appreciate نہ کروں تو میرا خیال ہے کہ یہ بھی زیادتی ہو گی۔

جناب سپیکر: آپ appreciate نہ کریں بلکہ اس پر اپنا confine کریں۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! انہیں ہی confine کر رہا ہوں اور اس سے باہر بالکل بھی نہیں جاؤں گا۔ آپ کیوں پریشان ہیں، میں باہر بالکل نہیں جاؤں گا۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ میں پریشان نہیں ہوں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): لیکن اب بدقسمتی سے مجھے یہ سمجھ نہیں آتی اور میں بھی الحمدللہ (ن) لیگ کے لئے اتنا ہی loyal ہوں، پچھلی دفعہ آزاد جیت کر پہلا بندہ تھا جو (ن) لیگ میں شامل ہوا تھا۔ آج ہماری پارٹی کے خلاف کوئی سازش ہو رہی ہے اور مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ وہ invisible ہاتھ کون ہیں اور کون یہ کہہ رہا ہے؟ میں پچھلے دور میں چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹی تھا تو محترم وزیراعلیٰ یا لاء منسٹر صاحب نے تو ایک دفعہ بھی یہ نہیں کہا کہ آپ اسے اس طرح کر دیں۔ اب وہ کون سے ہاتھ ہیں جو یہ unconstitutional enactments کروانے پر تلے ہوئے ہیں کیونکہ ہماری لیڈرشپ کا تو یہ حکم ہی نہیں ہے۔ اب بات یہ ہے کہ Constitution کو آپ دیکھیں۔ Constitution کے بارے میں اس معزز ایوان کے سامنے یہ عرض کروں گا کہ آرٹیکل A-140 کیا کہتا ہے؟ صبح سے میرے بھائی بات کرنے لگے ہوئے تھے اور کسی نے اسے نہیں پڑھا تو میں اپنے محترم بھائیوں اور بہنوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ آرٹیکل A-140 کیا ہے۔ آرٹیکل A-140 کہتا ہے کہ:

> **140A. Local Government: (1)** Each Province shall, by law, establish a local government system and devolve political, administrative and financial responsibility and authority to the elected representatives of the local governments.
>
> **(2)** Elections to the local governments shall be held by the Election Commission of Pakistan.

جناب سپیکر! اب اس سے پہلے ایک تو یہ constitutional mandate ہے کہ کیا ہوگی administrative, financial and political powers جو اس enactment میں جو یہ proposed amendment in Bill ہے۔ اس میں مجھے کوئی بتا دے کہ اس کی administration اور اس کی empowerment میں کسی لوکل گورنمنٹ کا عمل دخل ہو۔ دیکھیں، یہ مذاق کی بات ہے کہ ایک interim period میں ڈسٹرکٹ اتھارٹی کا چیف ایگزیکٹو آفیسر کون ہوگا؟ وہ گریڈ 18 کا آفیسر ہوگا۔ یہاں میرے محترم بھائی بیوروکریٹس بیٹھے ہیں، بڑے بڑے اچھے بیوروکریٹس ہیں اور ہمیں ان کا بہت احترام ہے لیکن ہمارے ملک میں تو زیادہ تر رہا ہی مارشل لاء ہے۔ مارشل لاء میں بیوروکریسی اور پولیس بیوروکریسی نے کیا ایسا کمال کیا کہ آج ہم لوکل گورنمنٹ کے سارے اختیارات اٹھا کر ان کو دے رہے ہیں؟ انہوں نے پہلے کچھ کیا ہے اور یقین کریں کہ نہ انہوں نے اب کرنا ہے۔ بیوروکریٹس میں

بہت اچھے لوگ ہیں میں نام لوں گا تو پھر بات بہت لمبی ہو جائے گی لیکن سیاست دانوں میں بھی الحمد للہ بہت اچھے اچھے لوگ ہیں، بڑے honest اور upright ہیں۔ ان کی تعداد زیادہ ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) میں نے یہ amendments کیوں move کی ہیں؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری لیڈرشپ بدنام ہو گی، یہ ایوان بدنام ہو گا اور یہ ہماری پارٹی کے interest کے خلاف ہے کہ ہم عوام سے اُن کے حقوق چھین رہے ہیں۔ ابراہم لنکن کی جو جمہوریت کے بارے میں statement ہے وہ کیا ہے؟ وہ ہے کہ:

"Government by the People, of the people and for the people."

یہاں میرے محترم بھائی بیٹھے ہیں جو میرے دوست بھی ہیں وہ ناراض نہ ہوں لیکن یہ ہمارے ملک کی بد قسمتی رہی ہے خدا گواہ ہے کہ 1947 سے لے کر آج تک Government by the bureaucracy, of the bureaucracy and for the bureaucracy رہی ہے۔ آج جو اتھارٹیاں میاں اسلم صاحب گنوا کر گئے ہیں وہ درجنوں کے حساب سے ہیں اور ان کی یہ بات سو فیصد صحیح ہے کہ یہ authorities بیوروکریسی کی personal benefit کے لئے ہیں۔ خدا گواہ ہے کہ یہ public interest کے لئے نہیں ہیں۔ انہوں نے پچھلے سال کیا کام کیا ہے؟ آج ان کی achievements بتا دیں میں اپنی amendment withdraw کر لوں گا۔ اس کے ساتھ میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آئین ہمیں کیا کہتا ہے، جس آئین نے ہمیں منزل کی طرف ڈالا ہے وہ ہمیں کیا کہتا ہے؟ میں سب سے پہلے objective resolution کی بات کروں گا وہ by virtue of Article 2(A) of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan. substantive laws ہیں، substantive part of the Constitution ہے۔ یہ ہے۔ وہ objective resolution کیا کہتا ہے کہ:

"The authority shall be exercised by the chosen representatives which is a sacred trust."

میرے بھائیو! میں جناب سپیکر کی اجازت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کیا ہم sacred trust کو آج discharge کر رہے ہیں؟ جب Constitution کی ایک clear cut provision in the form of Article 140(A) موجود ہے اور ہم اس کے against جا رہے ہیں۔ میں آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ میں ایک قانون کا طالب علم ہوں، میرے بھائیو گواہ رہنا، یقین کریں یہ amendments اگر ultra-vires, null and void declare نہ ہوں تو خدا کی قسم میں resign دے دوں گا اور سیاست چھوڑ دوں گا۔

جناب سپیکر: ہم آپ کا مشورہ نہیں لیتے۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! Objective resolution کیا کہتی ہے اور آگے آرٹیکل 4 کیا کہتا ہے؟ یہ کہتا ہے کہ:

4.(1) To enjoy the protection of law and to be treated in accordance with law is the inalienable right of every citizen wherever he may be and for every other person for the time being within Pakistan.

یہ میرا vested right ہے، اس ایوان کا vested right ہے اور عوام کا vested right ہے کہ to be treated in accordance with law اور وہ law کیا ہے؟ law کی definition عاصمہ جیلانی کیس میں اگر میں غلط نہیں کہہ رہا ہوں PLD 1972 Supreme Court 139 اس میں انہوں نے بتایا ہے کہ law کس کو کہتے ہیں۔ یہ law نہیں ہے جو Constitution کے against ہے بلکہ law وہ ہے which is enforceable by the courts جو ہم law بنا رہے ہیں۔

if it is not enforceable by the counts then it is the void legislation. It is null and void. It is against the Constitution. It is against the Constitutional provision. It is against the mandate of the general public as well.

میں آپ کی توجہ آرٹیکل 5 کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ یہ آج جو ہم سب بھائی بیٹھے ہیں، ہمارے محترم سپیکر صاحب جو ہمارے بزرگ ہیں، بڑے بھائی ہیں اور نہایت قابل احترام ہیں۔ ہم سارے اس ایوان میں Constitution کی وجہ سے ہیں۔ ہم اس Constitution کو up hold کرنے کے لئے ہیں، ہم قانون کی حکمرانی کے لئے ہیں۔ سپریم کورٹ نے اپنی کئی judgements میں یہ کہا ہے کہ legislators یہ سوچ بھی نہیں سکتے کہ وہ ultra-vires law بنائیں گے۔ مجھے یہ نہیں سمجھ آتا کہ یہ law کیسے آسمان سے ہماری طرف آگیا ہے جو from the four corners null and void ہے، not enforceable ہے اور ultra-vires ہے۔ یقین کریں کہ جب عدالتیں اس کو ultra-vires declare کریں گی، جب وکیل عدالتوں میں کیس argue کریں گے تو پھر دیکھنا اُس وقت ہماری حکومت کی ساکھ کتنی خراب ہو گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اِس وقت ہمارے پاس high time ہے کہ ہم ان amendments کو consider کریں اور یہ واپس لیں۔ آگے ہے unity to state

اب یہ Constitution and obedience to Constitution and law ہمیں کیا کہتا ہے؟ میں نہایت احترام سے عرض کروں گا کہ ایک ہماری بدقسمتی رہی ہے، ہونا تو یہ چاہئے کہ یہ جو میرے محترم بھائی آفیشل گیلری میں بیٹھے ہیں یہ ادھر نہ بیٹھتے کیونکہ یہ مجھے ماریں گے۔ بہر حال اب آپ نے مجھے تحفظ دینا ہے۔ (قہقہہ)

ہماری 1947 سے onward بدقسمتی رہی ہے کہ جب بھی ہم کسی دفتر میں جاتے ہیں تو یہ افسران کہتے ہیں کہ یہ ہماری پالیسی ہے۔ جب ہم ان کو کہتے ہیں کہ قانون یہ ہے، آئین یہ ہے تو وہ کہتے ہیں کہ آپ کس آئین اور قانون کی بات کرتے ہیں؟ میرے محترم بھائیو! میں آپ کو یہ بتا دوں کہ آج کا دن آپ کے کردار ادا کرنے کا دن ہے۔ آج کا دن ایک historic day ہے کہ آپ سیاہ تاریخ لکھنے جا رہے ہیں یا حق کی بات کرنے کے لئے سیدھی راہ پر جا رہے ہیں اور میرا ساتھ دے کر میری amendments کو پاس کروا رہے ہیں۔ یقین کریں کہ یہ جو law ہے، کل جب میں amendments لکھنے لگا تو میں سمجھا کہ یہ تھوڑی سی amendments ہوں گی لیکن جب میں نے لکھنا شروع کیا اور جب میں کلاز 11 تک پہنچا تو 15 amendments آ گئیں۔ چونکہ ٹائم بھی کم تھا جب میں نے اس کو مزید پڑھا تو آج میں نے 12 amendments اور دے دیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اسے legal language میں colorable legislation کہتے ہیں جو ظاہری طور پر تو legislation ہو لیکن وہ against law اور against Constitution ہوتی ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ میرے یہ بھائی Constitution کے against جائیں گے کیونکہ ان کا فرض ہے اور Article 5 کے مطابق Loyalty to State and obedience to Constitution and Law

جناب سپیکر: دیکھیں، میری بات سنیں۔ یہاں کوئی قانون Constitution of Pakistan کے خلاف pass ہو سکتا ہے؟

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے کسی پہلے والے قانون کی بات نہیں کی میں نے کہا کہ یہ جو قانون آپ pass کرنے جا رہے ہیں جس میں، میں نے amendments دی ہیں۔ الحمد للہ میں بھی قانون کا طالب علم ہوں، practicing advocate ہوں۔ خدا کی قسم مجھے کئی بیوروکریٹس نے کہا کہ جب یہ بل پاس ہو جائے گا اور الیکشن کروا دیں گے تو پھر ہم عدالتوں کو دیکھتے رہیں گے۔ عدالتوں کو ہم وکیلوں نے بٹھایا ہے اور الحمد للہ ہم نے ان کو support کیا ہے ہم ان کو کہیں گے۔ چیف جسٹس آف پاکستان ہر روز suo moto action لیتے ہیں اس کا suo moto action کیوں

نہیں لیتے کہ یہ ultra vires legislation ہونے جا رہی ہے۔ جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں اب بات یہ ہےLoyalty to State and obedience to Constitution and Law جو میں عرض کرنا چاہتا کہ:

Loyalty to State and obedience to Constitution and Law:

1. Loyalty to State is the basic duty of every citizen.
2. Obedience to the Constitution and Law is the inviolable obligation of every citizen. Wherever he may be and of any other person for the time being within Pakistan.

تو یہloyalty to the Constitution نہیں ہے کہ ہمیں روز روشن کی طرح پتا ہے کہ ultra vires ہے اور ہم اس کو آگے لے کر جا رہے ہیں۔ اس کے آگے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ہیلتھ اور ایجوکیشن اتھارٹیز ultra-vires ہیں، endoscope of the Constitution ہے، flawed and violation of Article-140(A) ہے اس لئے Article 8 on the touchs tone of یہ null and void ہے ہمارے Constitution کے Article 8 کے corresponding کوئی provision نہیں لیکن سب سے پہلے جو judicial review introduce ہوا تھا، جو ہمارے استاد محترم نے بتایا ہے آج ہم استعمال بھی کر رہے ہیں۔ اس میں Marbury vs Madison, John Marshall نے 1803 کی judgement میں judicial review کا concept دیا تھا اور بعد میں Lawyers vs Maryland میں امریکن سپریم کورٹ نے یہ hold کیا تھا، Maryland State نے اپنے طور پر ٹیکس لگایا تھا۔ انہوں نے کہا کہ یہ کامرس کلاس کے خلاف ہے اور federating units federation law کے against کوئی law نہیں بنا سکتے۔ اگر ہم دیکھیں تو Article-140(A) Constitutional mandate ہے وہ ایک ایسی provision ہے کہ جس کے scope سے ہم باہر نہیں جا سکتے ہیں لیکن اس کے باوجود Constitution کی جو دیگر provisions ہیں، میں معذرت خواہ ہوں کیونکہ مجھے اندازہ ہے کہ آپ تھکے ہوئے ہیں اور میں تو چاہتا تھا کہ آپ کل fresh time پر take up کرتے۔ میں اس کو تھوڑا سا short کرتا ہوں۔ میرے بھائی محترم لاء منسٹر صاحب بھی شفقت سے کام لے رہے ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ میں اسی شفقت میں اپنی بات ختم کر لوں۔ آپ دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے ہیں تو مجھے ڈر لگ رہا ہے میں اس لئے آپ دونوں کی شفقت کا طلب گار ہوں۔ اب

میری عرض یہ ہے کہ یہ ultra Vires Law ہے، یہ legislation veirs legislation اور یہ ultra vires ہے۔ ultra vires Law legislation کو beyond the scope of constitution of law کہتے ہیں یہ چونکہ Constitution اس کے scope کے باہر ہے اور every citizen کا right to life and liberty under Article 9 at stake ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ اس پر Indian judgement بھی ہے پچھلے دنوں میں نے ہائیکورٹ میں ایک کیس بھی argue کیا تھا۔ اس میں یہی تھا کہ میں نے اس وقت writ دائر کی تھی جب لوکل گورنمنٹ نے ٹیکس لگایا تھا۔ ہم نے راناصاحب سے بھی request کی تھی اور اس وقت کے سیکرٹریز صاحبان سے بھی کہتے رہے بلکہ کسی نے نہ سنی اور ultimately writ ہوئی۔ جب میں نے writ دائر کی تو انہوں نے کہا کہ آپ کا right نہیں بنتا آپ aggervied person نہیں ہیں تو پھر میں نے ان کو judgement دکھائی کہ جو بھی law weird ہے جو show of Ben weird ہے اور Article 8 کے against ہے وہ fundamental rights کی infringement ہے، it brings the case into increment of Article 9 right to life and liberty. مطلب یہ نہیں ہے کہ میں زندہ رہوں بلکہ life کا مطلب یہ ہے کہ آئین اور قانون کی supremacy ہو، مجھے protection ہو اور یہ اس وقت ہو سکتی ہے جب adherence to the constitution of Law ہو۔

جناب سپیکر! next میں یہ عرض کرنا چاہتاں ہوں کہ آگے Article 17 میں leading judgement میں میاں محمد نواز شریف کا کیس ہے۔ میاں محمد نواز شریف کے کیس PLD 1993 Supreme Court 437 میں بھی انہوں نے یہ کہا ہے کہ ہمارا right یہ نہیں ہے۔ Article 17 کے مطابق اگر میں elect ہوتا ہوں تو میرا پھر right ہے کہ میں قانون کے مطابق کام کروں۔ یہ ہمیں قانون کے مطابق کام کرنے سے it amounts to impeding the due course of Law through this legislation. آگے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ لوکل گورنمنٹ کا concept بڑا... antagonistic

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب لاء منسٹر صاحب سے پوچھ لیں۔ ماشاءاللہ آپ کافی Articles پڑھ چکے ہیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! کافی نہیں بلکہ ابھی کافی رہتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ یہ کتاب ان کو دے دیں وہ پڑھ لیں گے۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! دیکھیں اگر میں غلط بات کر رہا ہوں تو I will be out of this House.

جناب سپیکر: Let me ask کہ یہ جو قانون بنایا جا رہا ہے ultra vires ہے؟

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ مہربانی کریں کل پر رکھ لیں۔ بہت ٹائم ہو گیا ہے کیا امتحان لینا ہے؟

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ بولیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ۔۔۔

جناب سپیکر: سندھو صاحب! اس amendment پر آپ کی بات ہو چکی next amendment کے بارے میں پھر تیاری کریں۔ جی، رانا صاحب! فرمائیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سندھو صاحب ایک بڑے قابل وکیل ہیں اور میں بھی وکیل ہوں۔ ہمارے ہاں ایک کہاوت مشہور ہے کہ سندھو صاحب جیسے ایک بڑے قابل وکیل تھے اور وہ ایک ضمانت کے کیس میں جج کے سامنے پیش ہوئے۔۔۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ personal بات ہے۔۔۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): میں آپ کا حوالہ نہیں دے رہا۔ میں تو کہاوت بیان کر رہا ہوں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ بات تو سنیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ سندھو صاحب پوری اسمبلی پر Article 6 لگوانے کی تیاری کئے بیٹھے ہیں۔ وہ وکیل صاحب جج صاحب کے سامنے ایک ضمانت کے کیس میں پیش ہوئے تو جج صاحب نے کہا کہ میں نے یہ فائل دیکھی ہے آپ کے ملزم کی ضمانت بنتی ہے تو جج نے کہا کہ میں آرڈر لکھوا دیتا ہوں۔ اس نے کہا کہ

نہیں میری بحث سنیں، اس نے پورا ڈیڑھ گھنٹہ بحث کی اس کے بعد جج صاحب نے کہا کہ بحث میں جو چیزیں سامنے آئی ہیں یہ تو پہلے میری نظر میں نہیں تھیں لہذا bail rejected.(قہقہے)
جناب سپیکر! میرے بھائی نے اتنی لمبی چوڑی بات کی ہے کبھی وہ Article-4 پر گئے ہیں اور کبھی Article-17 پر گئے ہیں یعنی انہوں نے یہاں پر پورا آئین ادھیڑ ڈالا ہے حالانکہ بات بڑی مختصر ہے۔ وہ ڈسٹرکٹ ہیلتھ یا ایجوکیشن اتھارٹیز پر بات کررہے ہیں کہ ان پر بیوروکریسی مسلط ہو جائے گی، بیوروکریٹ آپ سے یہ کام کروا رہے ہیں اور وہ سارا کچھ کررہے ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ گریڈ 18 کا ایک بندہ ہوگا اور وہ بندہ وہاں پر سارا کچھ کرے گا اور آپ کی کچھ نہیں سنے گا۔ میں انہیں بڑے ہی سلیس انداز میں کچھ سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں کہ یہ جس گریڈ 18 کے بندے کی بات کررہے ہیں جو کہ وہ اس اتھارٹی کے ماتحت ہوگا وہ اب کون ہے؟ اس وقت وہ ای ڈی او (ایجوکیشن) ہے اس سے پہلے وہ ڈائریکٹر (ایجوکیشن) ہوا کرتا تھا۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ وہ ای ڈی او، ایجوکیشن آپ کے ماتحت ہے؟ وہ اب سیکرٹری ایجوکیشن کے ماتحت ہے اور وہ تمام کی تمام guidance سیکرٹری ایجوکیشن سے لیتا ہے۔ اب وہ اس نظام کے آنے کے بعد کس کے ماتحت ہوگا؟ وہ ڈسٹرکٹ اتھارٹی کے ماتحت ہوگا، اب مجھے بتائیں کہ ڈسٹرکٹ اتھارٹی میں کون بیٹھا ہے؟ اب ڈسٹرکٹ کونسل میں پانچ چھ چیئرمین بیٹھے ہوں گے اس کے علاوہ آپ کے دو تین ایم پی ایز بیٹھے ہوں گے اور وہ ان کے ماتحت ہوگا۔ اب وہ وہاں پر جس اتھارٹی کے ماتحت ہوگا تو آپ دیکھیں کہ اس کے پاس اختیارات کیا ہوں گے؟ آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ بیوروکریسی ہم پر مسلط ہو جائے گی۔ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن اور ہیلتھ اتھارٹیز کے یہ functions ہیں establish, manage and supervise the primary elementary secondary and higher secondary schools. یعنی ان کو اتھارٹی establish بھی کرے گی، ان کو manage بھی کرے گی اور supervise بھی کرے گی۔ اس میں posting transfer ہر چیز آجاتی ہے۔ Implement policies and direction of the government including achievement of key performance indicator setup by the government. پھر اس کے بعد ہے ensure free and compulsory education under Article 55(A) جو ہے وہ compulsory ہے۔ Approve the Budget of the authority یعنی بجٹ سے لے کر establish کرنے تک، manage کرنے تک، supervise کرنے تک، plan, execute, and monitor all development schemes اب اس

کے بعد آپ مجھے بتائیں کہ وہ کون سا اختیار ہے جو گورنمنٹ کے پاس رہ جائے گا؟ اور یہ سارے اختیارات یہ تقریباً میں نے تین چار "a to j" تک آپ کے سامنے پڑھے ہیں تمام کے تمام وہ اختیارات ہیں جو اس وقت سیکرٹری ایجوکیشن exercise کرتا ہے، گورنمنٹ exercise کرتی ہے اور ڈسٹرکٹ کی سطح پر ان تمام اختیارات کو بلا شرکتِ غیرے ڈائریکٹر (ایجوکیشن) یا ای ڈی او (ایجوکیشن) استعمال کرتا ہے اور اب وہ اس اتھارٹی کے ماتحت ہوگا اور اس اتھارٹی میں کون لوگ بیٹھے ہوں گے؟ آپ لوگ بیٹھے ہوں گے تو پھر کس طرح سے آپ یہ کہتے ہیں کہ بیوروکریسی کا راج ہوگا۔ اس ساری اتھارٹی میں ایک بیوروکریٹ ہوگا، اس پوری اتھارٹی میں آپ کے لوکل کونسل کے ممبران ہوں گے، اس میں آپ کے ایم این ایز اور ایم پی ایز شامل ہوں گے۔ پھر کس طرح سے آپ کہتے ہیں کہ ضلعی سطح پر اختیارات منتقل نہیں ہوں گے، میں تو کہتا ہوں کہ یہ ایک ایسا طریق کار ہے جس کے تحت گورنمنٹ Provincial Level سے، کیونکہ یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ ایک سیکرٹری ایجوکیشن لاہور میں بیٹھ کر راجن پور اور لیہ کے سکولوں کو manage نہیں کر سکتا۔ ایک سیکرٹری ہیلتھ یہاں پر بیٹھ کر BHU نہیں چلا سکتا اور کسی ایک بیوروکریٹ کو یہ اختیار بھی نہیں دیا جا سکتا کہ پورا ڈسٹرکٹ ہی اس کے حوالے کر دیا جائے۔ وہاں پر ایک اتھارٹی کی ضرورت ہے اور اس اتھارٹی میں آپ لوگ شامل ہوں گے، منتخب نمائندے اس میں شامل ہوں گے اور ساٹھ فیصد لوگ اس میں منتخب نمائندے ہی ہوں گے۔ باقی کون لوگ ہوں گے، باقی ٹیکنوکریٹ ہوں گے وہ آپ کی مدد کے لئے ہوں گے، پروفیشنل ہوں گے وہ بھی آپ کی مدد کے لئے ہوں گے۔ یہ وہ طریق کار ہے، جس طرح سے ایک سکول یا ایک چھوٹا سا ہسپتال ہے وہاں پر سکول کی کم از کم دس کروڑ روپے کی جگہ ہوتی ہے اور اس کے اوپر بلڈنگ بھی 2 کروڑ روپے کی بنی ہوتی ہے، اس کا ایک سال کا خرچ بھی لاکھوں میں چلا جاتا ہے، اس کے بعد بھی اس کا result zero ہے۔ اس کے مقابلے میں وہاں پر ایک سکول پانچ مرلہ کے مکان میں چلتا ہے، وہاں پر ٹیچرز کو تنخواہ بھی اتنی سی دیتے ہیں کہ جو لڑکے یا لڑکیاں میٹرک یا ایف اے کا امتحان دے کر فارغ ہوئے ہوتے ہیں ان سے وہ بچوں کو تعلیم دلواتے ہیں اور اس کا رزلٹ کیا آتا ہے، اس کے صد فیصد بچے پاس ہو جاتے ہیں آخر کیوں؟ اس کی مینجمنٹ سکول میں بیٹھی ہوتی ہے اور سرکاری سکول کی مینجمنٹ یہاں لاہور میں بیٹھی ہوئی ہے۔ اس مینجمنٹ کو جب تک ہم ضلعی سطح پر نہیں لے کر جائیں گے آپ کے پرائمری، ہائی اور سیکنڈری سکول نہیں چلیں گے، آپ کے BHU بھی نہیں چلیں گے۔ اگر آپ ایک اختیار پورے صوبے سے لے کر ڈسٹرکٹ میں دے رہے ہیں اور منتخب نمائندوں کو دے رہے ہیں، منتخب نمائندوں کی اتھارٹی قائم

کر رہے ہیں تو پھر یہ کس طرح سے آئین کی خلاف ورزی ہو گئی؟ آئین کی تو منشا ہی یہ ہے، آپ ایسے ہی آرٹیکل 17 کا حوالہ دے رہے ہیں، کبھی آپ نواز شریف صاحب کے کیس کا حوالہ دینے لگتے ہیں، کبھی آپ آرٹیکل 4 پر چلے جاتے ہیں۔ میں تو کہوں گا کہ یہ تو وہی بات ہے کہ

آئین نو سے ڈرنا طرز کہن پہ اڑنا
منزل یہی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں

جناب سپیکر! پنجاب میں بیوروکریسی کا شکنجہ توڑنے کے لئے اور ان منتخب نمائندوں کو powerful بنانے کے لئے ان powers کا district level پر جانا ضروری ہے۔ یہ جو آپ سرکاری ایجوکیشن پر اربوں روپے خرچ کر رہے ہیں اس کے باوجود اس کا result zero ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ اسے wind up کریں، میں آپ کا شکر گزار ہوں گا اور مجھے question put کرنے دیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں مختصراً عرض کروں گا۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، اب اس میں کوئی گنجائش نہیں رہی۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جو انہوں نے کہا ہے وہ میں نے explain کرنا ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ کی explanation کا پابند نہیں ہوں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اب ان کے cross arguments شروع ہوں گے۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں نے اپنا مؤقف تو پیش کرنا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا مؤقف تو موجود ہے۔ آپ سننا چاہیں تو ٹھیک ہے۔ I am putting this question now.

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب والا! آپ نے اپنی مرضی کرنی ہے تو کر لیں لیکن میں ابھی بات کر رہا تھا کہ میرے محترم بھائی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ باقی باتوں کو چھوڑیں، اب آپ wind up کریں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! آپ نے انہیں پورا موقع فراہم کیا ہے، انہوں نے اپنی بات مکمل کی اس کے بعد میں نے اپنی بات شروع کی ہے اگر ان کی کوئی بات باقی رہتی ہے آگے بھی ان کی amendment ہے اس پر کر لیں۔ میرے جواب کے بعد تو question put ہونا ہے کیونکہ اس پر کوئی cross arguments تو نہیں ہونے۔۔۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): پھر میں ایوان سے چلا جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: سندھو صاحب! ایسے نہ کریں، آپ کی بڑی مہربانی۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری عرض سُن لیں۔

جناب سپیکر: اس کے بعد سنتا ہوں. Let me put this question first.

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر آپ نے میری بات نہیں سُننی تو پھر میں ایوان سے چلا جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ یہ کوئی بات کرنے کا طریقہ نہیں ہے۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! انہوں نے جو شعر پڑھا ہے وہ میرے ہی حق میں جاتا ہے۔ آپ نے ان کو بات کرنے دی ہے اب مجھے بھی بات کرنے دیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، میری بات سُنیں۔ میں نے سوا تین بجے سے لے کر پونے چار بجے تک آپ کی بات سنی ہے، اب آپ مہربانی فرمائیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں تو اس پر سارا دن بات کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ بل صرف آپ ہی کا نہیں ہے۔ اس پر بات کرنے کا ان کا بھی حق ہے جو یہاں پر بیٹھے ہیں۔ صرف میرا اور آپ کا حق نہیں ہے۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ آرٹیکل 19 ہے، یہ قانون کی کتاب ہے۔

جناب سپیکر: ادھر دے دیں، قانون کی کتاب وہ پڑھ لیں گے۔ آپ کی مہربانی۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں حکومت کا خیر خواہ ہوں میں چاہتا ہوں کہ ہماری حکومت بدنامی سے بچ جائے۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ Now, I would like to put the question.

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پہلے مجھے بات کرنے دیں۔

جناب سپیکر: میں اگلی ترمیم پر بات کرنے کا موقع دے دوں گا۔

The amendment moved and the question is

"That in Clause 3 of the Bill, in sub-Clause (1), para (e), be deleted."

(The motion was lost.)

Now, second amendment is also from you. You may move your amendment.

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اب وقت تھوڑا سا رہ گیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اب سارے تھکے بھی ہوئے ہیں، جناب بھی سننے کے موڈ میں نہیں ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، میں سننے کے موڈ میں ہوں۔ آپ ایسے نہ کریں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جو حشر آپ نے میری پہلی amendment کا کیا ہے اس کا بھی یہی کرنا ہے۔

جناب سپیکر: آپ جمہوریت پر یقین نہیں رکھتے ہیں؟

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں تو یقین رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: پھر جمہوریت نے تو آپ کی بات کو رَد کر دیا ہے۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب والا! آپ میری عرض سن لیں، جمہوریت کا پہلا ستون۔۔۔

MR SPEAKER: This is against the Constitution of Pakistan.

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب والا! آپ میری گزارش تو سن لیں۔

MR SPEAKER: Sindhu Sahib! You may move second amendment. Please move it.

CH TAHIR AHMED SINDHU (Advocate): Mr, Speaker! I, Ch. Tahir Ahmed Sindhu(Advocate) hereby move:

That in Clause 3 of the Bill, for sub-Clause (2), the following be substituted:

"(2)(a) The respective Local governments shall within one hundred and eighty days of the commencement of this Act divide and distribute rights, assets and liabilities of the Local governments amongst the Local governments.

(b) In case of any dispute between the Local governments as to division or distribution of the rights, assets and liabilities of the Local governments, the matter shall refer to the government for appointment of an arbitrator for the purposes of arbitration amongst Local governments, whose decision shall be final."

MR SPEAKER: The motion moved is:

That in Clause 3 of the Bill, for sub-Clause (2), the following be substituted:

"(2)(a) The respective Local governments shall within one hundred and eighty days of the commencement of this Act divide and distribute rights, assets and liabilities of the Local governments amongst the Local governments.

(b) In case of any dispute between the Local governments as to division or distribution of the rights, assets and liabilities of the Local governments, the matter shall refer to the government for appointment of an arbitrator for the purposes of arbitration amongst Local governments, whose decision shall be final."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir! I oppose.

جناب سپیکر: جی، سندھو صاحب!

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ): بہت شکریہ۔جناب سپیکر! یہ proposed Clause 3(2) ہے جو میں اپنے معزز ایوان کے سامنے عرض کرتا ہوں تاکہ وہ یہ assess کر سکیں کہ جو میری proposed amendment ہے کیا وہ ایک genuine, clear cut, in accordance with law اور for the public convenience ہے یا نہیں ہے، فیصلہ میرے بھائیوں کے ہاتھ میں ہے۔میں یہ عرض کروں گا کہ:

> The government or any Officer designated by the Government shall within one hundred and eighty days of the commencement of this Act divide rights, assets and liabilities of the Local government amongst the Local governments and the Government and the decisions of the Government by the designated Officer shall be final.

اب مجھے اس پر جو بنیادی اعتراض ہے، جیسا کہ میں اپنی پچھلی ترمیم میں عرض کرنا چاہتا تھا Local authority کی definition کو explain کر کے Clause 92 میں کس طرح سے سارا کیا گیا ہے۔بات یہ ہے کہ لوکل گورنمنٹ کے assets کی جو distribution ہے وہ amongst the government and the Local government کیسے ہوگی؟ جب ہم یہ اتنا بڑا historic Act بنارہے ہیں، اس میں ہم آرٹیکل 140(a) کے مطابق ہماری جو لیڈرشپ ہے اس کے vision کے مطابق ہم نے public participation کی طرف جانا ہے، ہم نے devolution کی طرف جانا ہے، ہم نے decentralization کی طرف جانا ہے، ہم نے concentration of power in the bureaucracy سے بچنا ہے۔جب میرے محترم بھائی یہ کہہ رہے ہیں کہ جو distribution ہوگی، میں کہتا ہوں کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ لوکل گورنمنٹ میں بھی اتھارٹی ہے، میں حیران ہوں کہ لوکل گورنمنٹ کی definition میں اتھارٹی کیسے آ گئی؟ اب یہ جو بات ہے کہ اس کے جو assets تقسیم کرنے ہیں، میری اس میں ترمیم یہ ہے اور میں نہایت احترام سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو ایک

ڈسٹرکٹ کی respective Local governments ہیں ان کے درمیان جو division of assets ہے اور جو liabilities ہیں وہ ان کے درمیان ہونی چاہئے نہ کہ لوکل گورنمنٹ اور گورنمنٹ کے درمیان ہونی چاہئے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اتھارٹی بنانا ہی unconstitutional ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ جی، وزیر قانون!

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ افسوس نہ کریں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سندھو صاحب نے یہ جو ترمیم دی ہے اس کے لئے [******] یہ فرما رہے ہیں۔۔۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب والا! وزیر قانون کے ان الفاظ پر میں پُرزور احتجاج کرتا ہوں، ان سے کہیں کہ اس قسم کے الفاظ استعمال نہ کریں۔

جناب سپیکر: یہ قابل اعتراض الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): یعنی یہ ترمیم جس سمجھ اور فہم سے انہوں نے پیش کی ہے اس کے لئے proper لفظ اور ہے لیکن میں ان کا لحاظ کرتے ہوئے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ دانش مند ہیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): میں ان کا لحاظ کرتے ہوئے اس ترمیم کو [****] کہہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ الفاظ حذف ہو چکے ہیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! وہ یہ فرما رہے ہیں کہ لوکل گورنمنٹ کے ادارے اپنے اثاثے خود تقسیم کریں گے، وہ خود کس طرح سے تقسیم کر لیں گے؟ یہ تو گورنمنٹ کی ڈیوٹی ہے کہ گورنمنٹ جو ہے between different Local Councils, Municipal Committees and Municipal Corporations اسی

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

طرح Village Councils ہیں، City Councils ہیں یا پھر Metropolitan Corporation, ہے، District Councils ہیں ان کے جو اثاثے ہیں ان کی تقسیم گورنمنٹ کا کام ہے، یہ گورنمنٹ کی responsibility ہے اور گورنمنٹ کا ہی اختیار ہے۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ آپس میں تقسیم کریں گے، آپس میں وہ بیٹھ کر کیسے تقسیم کریں گے؟ لہذا میری یہ گزارش ہے کہ یہ ترمیم اس قابل نہیں ہے کہ اسے منظور کیا جائے اس لئے اس کو vote out کروایا جائے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

That in Clause 3 of the Bill, for sub-Clause (2), the following be substituted:

"(2)(a) The respective Local governments shall within one hundred and eighty days of the commencement of this Act divide and distribute rights, assets and liabilities of the Local governments amongst the Local governments.

(b) In case of any dispute between the Local governments as to division or distribution of the rights, assets and liabilities of the Local governments, the matter shall refer to the government for appointment of an arbitrator for the purposes of arbitration amongst Local governments, whose decision shall be final."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Chaudhary Tahir Ahmed Sindhu (Advocate). He may move it.

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب والا!میری گزارش یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر:ایوان کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!ٹائم تو آپ بڑھاتے جارہے ہیں لیکن بات آپ کرنے نہیں دیتے، میں نہیں سمجھتا کہ یہ legislative principlesکے مطابق ہے۔

جناب سپیکر:میں نے آپ کوfloorدیا ہے،آپ بات کرنا چاہتے ہیں تو کریں۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!آپ میری بات تو سنیں۔

جناب سپیکر:جی،آپ فرمائیں!

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!جب میں نے پہلی amendment پر بولنا شروع کیا تو محترم وزیر قانون نے۔۔۔

جناب سپیکر:آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب والا!میں بولنا چاہتا ہوں، میں اپنا مؤقف سنانا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر:پھر آپ بولیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں اپنی submissionسُنانا چاہتا ہوں لیکن آپ سُننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

جناب سپیکر:آپ بولیں میں سُن رہا ہوں،آپ کی amendments میرے سامنے ہیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):یہی تو میں کہہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر:آپ اپنیamendment moveکریں۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں یہ کہتا ہوں کہ اس کو کل پر رکھ لیں، اس وقت سارے تھکے ہوئے ہیں، صبح ہم freshہوں گے اور freshطریقے سے بات ہو جائے گی۔

جناب سپیکر:نہیں،آپ کی مہربانی ہم پر یہ پابندی نہ لگائیں۔.You may move it

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):وزیر قانون صاحب!آپ سے میری گزارش ہے کہ صبح پر رکھ لیں۔

جناب سپیکر:آپ ادھر بات نہ کریں،پلیز!آپ میرے ساتھ بات کریں۔

CH TAHIR AHMED SINDHU (Advocate): Mr Speaker! I move:

That for Clause 4 of the Bill, the following be substituted:

"4.The local governments established under this Act shall function subject to the Law and the Constitution."

جناب سپیکر!دیکھیں یہ تو بڑی مختصر سی amendment ہے، مجھے امید ہے کہ میرے محترم بڑے بھائی اور ہمارے ہیرو وزیر قانون صاحب نے بھی اس ترمیم کو مان لینا ہے کیونکہ یہ بڑی جائز سی ترمیم ہے۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں، پوچھ لیتے ہیں۔ابھی تو میں نے آپ کی amendment repeat کرنی ہے پھر انہوں نے oppose کرنا ہے اور اس کے بعد آپ کو موقع ملے گا۔

The motion moved is:

That for Clause 4 of the Bill, the following be substituted:-

4. The local governments established under this Act shall function subject to the Law and the Constitution."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir! I oppose.

جناب سپیکر: جی، طاہر احمد سندھو صاحب (ایڈووکیٹ)!

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ بات وہی ہے، بات یہ ہے کہ یہ جو بل ہے یہ جو proposed Clause ہے میں اس کو پڑھتا ہوں کہ اس میں اور میں نے جو propose کیا ہے اس میں فرق کیا ہے۔(شور و غل)

جناب سپیکر:پلیز House in order کروائیں۔

جناب سپیکر: .Order please ان کی بات غور سے سُنیں۔کم از کم مجھے تو سُننے دیں۔

مہر اعجاز احمد اچلانہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

MR SPEAKER: No Point of order.

مہر اعجاز احمد اچلانہ: جناب سپیکر! ضروری بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: No Point of order at this stage. میں نے floor اُدھر دیا ہے۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ایوان کا وقت بڑھا دیں۔

جناب سپیکر: جی، میں نے ٹائم بڑھا دیا ہے۔ آپ شاید موجود نہیں تھے اس لئے آپ کو پتا نہیں ہے۔

(شور و غل)

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ نے ٹائم نہیں بڑھایا۔ ایوان کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر : محترم! آپ نے سُنا نہیں ہے۔ میں کہہ چکا ہوں کہ ایوان کا وقت ایک گھنٹہ بڑھا دیا جائے۔ میں نے اُسی وقت کہہ دیا تھا جب چار بجے تھے، آپ سُنتے ہی نہیں ہیں۔ ٹائم ایک گھنٹہ اور بڑھ گیا ہے۔ (شور و غل)

Order please, order please. اُن کو بولنے دیں، میں نے floor اُن کو دیا ہے۔

محترمہ شاہجہاں: جناب سپیکر! ان سے کہیں کہ اتنا نہ بولیں کہ ان کا sugar level down ہو جائے۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری بہن کہہ رہی ہیں کہ sugar level down ہو جائے گا، کوئی گر پڑے گا، ایمبولینس منگوا لیں۔

جناب سپیکر: جی، سندھو صاحب! آپ بات کریں۔

محترمہ شاہجہاں: جناب سپیکر! ان سے کہیں کہ اپنی ترمیم پر specific بات کریں۔

جناب سپیکر: آپ ایسی بات نہ کریں، اُن کو بولنے دیں۔ میں نے floor ان کو دیا ہے۔ یہ قانون سازی ہے۔ آپ کیا کر رہی ہیں؟ آپ کو اس بات کا پتا نہیں ہے۔ جی، سندھو صاحب!

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! Thank you very much یہ جو proposed Bill ہے میں اس کی Clause 4 پڑھتا ہوں۔ جیسے کہتے ہیں کہ snake in the grass یہ اس طرح کر کے بنائی گئی ہے۔ اس کے اندر کچھ اور ہے اور یہ نظر کچھ اور آتی ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ:

4. **Local Governments to work within the Provincial Framework.** (1) The local governments established under this Act shall function within the Provincial framework and shall faithfully observe the Federal and Provincial laws.

(شور وغل)

جناب سپیکر! کوئی ایوان میں attentive نہیں ہے۔

جناب سپیکر: Order please, order in the House. جی، آپ بات کریں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جو میں نے پڑھا ہے، میرا خیال ہے کہ وہ آپ نے سُنا ہے نہ انہوں نے سُنا ہے۔ میں نے یہ عرض کی ہے کہ:

(1) The local governments established under this Act shall function within the Provincial framework and shall faithfully observe the Federal and Provincial laws.

اب انہوں نے Clause 2 میں یہ لکھا ہے کہ:

(2) In the performance of their functions, the local governments shall not impede or prejudice the exercise of the executive authority of the Government.

میں نے جو amendment دی ہے وہ کیا ہے؟ یہ بہت simple سی amendment ہے۔ faithful کیا ہوگا، کیا مانیں گے، کیوں نہیں مانیں گے؟

Every citizen of the State is subject to Law, subject to Federal Law or the Provincial Law whichever is applicable.

ہر citizen by virtue of Article 5 of the Constitution اس کا پابند ہے۔ جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ:

Loyalty to Law and Constitution is the basic responsibility of every citizen of the State.

تو ان کے لئے یہ لکھنا کہ وہ faithfully obey کریں گے، process impede نہیں کریں گے، executive authority کو challenge نہیں کریں گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے اوپر اتنا زیادہ check ہو گا جو کہ آئین کے آرٹیکل 140(A) کی negation ہو گی۔ جو ایک لفظ ہے prescribed، مجھے جو تھوڑا سا legislation کا experience ہے مجھے اس سے بہت اختلاف ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین جناب احسان الحق باجوہ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر! ہر legislation میں یہ لکھا ہے، ہر enactment میں یہ لکھا ہے کہ "as may be prescribed" اب prescribed کی کیا definition دی گئی ہے؟ لکھا ہے کہ as prescribed by the Rules جب بھی ہم delegated legislation کرتے ہیں، جو Rule making power ہوتی ہے، جو bye-laws ہوتے ہیں اس کو ہم delegated legislation کہتے ہیں۔ جیسے میں نے پہلے عرض کیا کہ ہماری جو establishment ہے، ہمارے جو public servants ہیں، جو officials ہیں ان کا یہ problem ہے کہ وہ Constitution کا تو نام نہیں سُننا چاہتے، یہ بڑی بدقسمتی ہے۔ They are more loyal to the Rules کیونکہ Rules are made at their whims. کیونکہ Rule جو ہے وہ بیک جنبش قلم بنا لیا اور sign کروا لیا اور ہماری قسمت کا فیصلہ ہو گیا۔ اب کون جائے گا، چیلنج کرے گا؟ When the venom will come from Iraq the victim of snake bite might be dead. تو اسی طرح یہ legislation بھی کی گئی ہے کہ جب تک عراق سے تریاق آنا ہے اس وقت تک ہمارے کام ہو جانے ہیں۔ یقین کریں یہ نہیں ہونا، عدلیہ بہت آزاد ہے میں سمجھتا ہوں کہ عدلیہ جس کے لئے ہم نے اتنی ماریں کھائی تھیں، ہم ان سے مطمئن نہیں ہیں انہوں نے اپنا کردار اس طرح نہیں ادا کیا جس طرح کرنا چاہئے تھا۔ بہر حال پھر بھی میں آپ کو یہ بتانا چاہوں گا کہ ہو سکتا ہے کہ اس کو چھ مہینے لگیں، اس کو سال لگے لیکن جب اس کو set aside ہونا ہے تو کس کی سُبکی ہونی ہے؟ میری سُبکی ہونی ہے، میرے معزز بھائیوں کی ہونی ہے۔ ہماری لیڈرشپ کے لئے یہ بڑا damaging ہو گا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج ہم ظاہری طور پر اس طرف جا رہے ہیں جیسے ہم لیڈرشپ پر بڑا احسان کر رہے ہیں۔ یقین کریں لیڈرشپ کے لئے میں مخلص ہوں، میں صحیح راہ بتا رہا ہوں اور خُدارا یہ جو سازش ہو رہی ہے under the guise of this enactment یہ ختم ہونی چاہئے۔ میں نے کیا کہا ہے؟ میں نے کوئی ایسی بات نہیں

کی، سارا gist آگیا ہے جو یہ کہنا چاہتے ہیں۔ میری amendment میں آئین اور قانون کے مطابق ہر چیز آگئی ہے اور وہ یہ ہے کہ:

"4. The local governments established under this Act shall function subject to the Law and the Constitution."

ان کا فرض ہے۔ کیا surety ہے کہ آپ loyal رہیں گے، آپ impede نہیں کریں گے، جو بھی ان کے functions ہیں، آئین اور قانون کے مطابق وہ اپنے فرائض ادا کریں گے اور اس کے مقابلے میں جو دوسری provision دی گئی ہے یہ colourable legislation کی clear example ہے اور یہ excess of legislative powers ہے ہم اس ایریا میں جا رہے ہیں جو ہمارے لئے نہیں ہے جہاں ہم ہیں وہاں ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ جب ہم نے کہہ دیا ہے کہ local governments shall be bound by the command of the Law and the Constitution تو اب اس کے بعد یہ بات کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں کان ادھر سے نہیں پکڑنا چاہئے۔ بہتر یہی ہے کہ جو realities ہیں ہم ان کی طرف جائیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ وزیر قانون میرے لئے بہت ہی زیادہ قابل احترام ہیں، میں نے ہمیشہ ان سے بہت کچھ سیکھا ہے، یہ میرے ساتھ agree بھی کریں گے ویسے ان کے سامنے کہنا تو سورج کو چراغ دکھانے والی بات ہے کیونکہ ان کا legislative experience بہت زیادہ ہے لیکن میں ایک عرض کروں گا کہ Law Draftsman یا Law Drafter کے لئے جو basic چیز ہے وہ یہ ہے کہ اس میں clarity ہو، کوئی ambiguity نہ ہو، وہ capable of two interpretations نہ ہو، اب یہ جو proposed Act ہے اس کی تو ایک سو ایک interpretations ہوتی ہیں جب ہم interpretation of statutes دیکھتے ہیں، جب ہم اس کے standard سے gauge کریں گے تو اس کی کئی interpretations نکلیں گی۔

جناب چیئرمین اور میرے قابل احترام بھائی رانا ثناء اللہ خان صاحب میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ultra-vires جو ہے، جب بھی ہم لاء بناتے ہیں، اس کا مذاق نہ صرف عدالتوں میں بلکہ ہمارے میڈیا میں بھی اُڑایا جاتا ہے اور ہر corner پر یہ discuss ہوتا ہے۔ میں میڈیا کو سلام پیش کرتا ہوں جو کہ وکلاء کی struggle میں ہمارے ساتھ تھے۔ ماشاء اللہ ہمارے وزیر قانون نے بھی جمہوریت کے لئے بڑی قربانیاں دی ہیں۔ آج میں یہ کہنا چاہوں گا کہ شاید ہم ادھر نہ ہوتے اگر یہ میڈیا اتنا آزاد نہ ہوتا۔ اگر میڈیا کا کردار اتنا فعال نہ ہوتا تو شاید آج بھی ہم dictatorship میں ہوتے۔ رانا صاحب سے میری

نہایت احترام سے ایک عرض ہے۔معذرت کے ساتھ میں ان کو بطور چھوٹا بھائی مخاطب کر رہا ہوں۔dictatorshipکے لئے تو یہ مرد آہن ہیں لیکن pseudo dictatorshipکے آگے ہتھیار ڈال رہے ہیں اور یہ بات میری سمجھ میں نہیں آرہی کیونکہ راناثناء اللہ خان کو یہ مصلحت اچھی نہیں لگتی۔ اس سے میرا rightمزید infringeہو رہا ہے اور ہمارے محترم بھائی کے لئے بھی یہ اچھا نہیں ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، سندھو صاحب! اپنی بات جاری رکھیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ): میرے بھائیو! یقین کریں کہ جو میں نے ترمیم دی ہے اگر آپ یا یہ معزز ایوان اس کو throughنہیں کرتا تو پھر میں یہی کہوں گا کہ "طعنہ دیں گے بُت کہ مسلم کا خُدا کوئی نہیں" کہیں ایسے نہ ہو جائے۔وہ تو بڑی شخصیت تھے اور ہم تو ان کی خاک پاک کے برابر بھی نہیں ہیں۔اگر آج میری ترمیم کو adoptنہیں کیا جاتا اور اس Billکو اسی طرح پاس کیا جاتا ہے تو پھر اس legislatureسے سب کا اعتماد اُٹھ جائے گا۔میڈیا دیکھ رہا ہے جب یہ flashہو گا تو پھر سب کا ایمان اُٹھ جائے گا۔اس کو اسمبلی رہنے دیں،اس کو معزز ایوان رہنے دیں،اس کو legislatureرہنے دیں اور اس کا مقام برقرار رکھیں۔ہمارے بزرگوں نے ادھر بڑی قربانیاں دی ہیں۔ہم بھی کوئی ایسے نہیں آ گئے پتا نہیں کتنے سال گنوا کر بڑی مشکل سے یہاں پہنچے ہیں۔آج ہمارا ایک امتحان ہے۔کیا ہم نے supremacy of Law and Constitutionکی طرف جانا ہے یا پھر ہم نے concentration of powerکی طرف جانا ہے؟ کیا ہم نے violation of Aritcle-140(A) read with other provisions of the Law and Constitutionکی طرف جانا ہے؟ Basic Democracies, Local Government, Local Governing Institutions یہ سب جمہوریت کی بنیاد ہیں،یہ جمہوریت کے سکول ہیں جن سے ہم لوگ پڑھ کر یہاں تک پہنچے ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم ان بلدیاتی اداروں کو بااختیار کریں گے تو یقیناً grass root levelپر genuine democracy establishہو گی۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔یہ ایوان اور اس کے rules سندھو صاحب کے لئے کوئی مذاق نہیں۔یہ ایک ہی بات بار بار کرتے جا رہے ہیں۔یہ بات انہوں نے کوئی دسویں بار شروع کی ہے۔میں چاہوں گا کہ یہ اپنی ترمیم کے اُوپر آئیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ repetition نہ کریں اور اب آپ wind up کر لیں۔
چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے محترم بھائی نے کہا ہے تو اب میں ان کے احترام میں بیٹھ جاتا ہے۔
جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ جی، وزیر قانون!
وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی بھی آدمی ان کی ترمیم اور جو already Clause ہے اس کو پڑھے تو وہ اپنا سر پیٹنا شروع کر دے گا کہ یہ کیا ترمیم کر رہے ہیں۔۔۔
جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے۔ بات یہ ہے کہ انہوں نے اپنی بات کی ہے اگر آپ کو پسند نہیں تو اس کو چھوڑ دیں۔
وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، ٹھیک ہے۔
MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

That for Clause 4 of the Bill, the following be substituted:

"4 The local governments established under this Act shall function subject to the Law and the Constitution."

(The motion was lost.)

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! کیا ہم hostage بنے ہوئے ہیں؟
جناب سپیکر: محترمہ! آپ نے کیا کہا ہے؟
محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! ہم سب اس debating club کے hostage بنے ہوئے ہیں۔ ہم بھوکے پیاسے بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ تو کوئی طریق کار نہیں ہے۔
جناب سپیکر: ایسی بات نہیں ہے۔ وہ آپ کے اچھے بھائی ہیں۔ تشریف رکھیں۔

Now, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Ch. Tahir Ahmed Sindhu, (Advocate). He may move it.

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! ہم صبح سے بھوکے اور پیاسے بیٹھے ہوئے ہیں اور اس ایک شخص کی وجہ سے hostage بنے ہوئے ہیں۔ اس پر میں احتجاجاً walk out کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! walk out نہ کریں۔ ان کو واپس بلائیں۔ منسٹر صاحب ان کو واپس لے کر آئیں۔

(اس مرحلہ پر وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو) معزز ممبر کو ایوان میں واپس لانے کے لئے باہر گئے)

CH TAHIR AHMED SINDHU (Advocate)**:** Mr Speaker! I move:

> "That for Clause 5 of the Bill, the following be substituted:-
>
> 5. **Power to make rules**: The Government may make rules subject to the provisions of this Act and the Constitution."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> That for Clause 5 of the Bill, the following be substituted:-
>
> "5.**Power to make rules:** The Government may make rules subject to the provisions of this Act and the Constitution."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose it.

(اس مرحلہ پر معزز ممبر محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری واک آؤٹ ختم کرکے ایوان میں واپس تشریف لے آئیں)

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ بات کریں لیکن اپنے آپ کو اس ترمیم تک confine رکھیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جی، بہتر ہے۔ یقین کریں میں تو پہلے بھی آپ اور اپنے دوسرے بہن بھائیوں کا خیال کرتے ہوئے اپنی بات کو انتہائی مختصر کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔آپ ہمارا اور قانون کا بھی خیال کریں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں پوری کوشش کر رہا ہوں کہ مختصر بات کروں لیکن اپنا فرض تو پورا کرنا ہے۔اس proposed Clause 5 میں لکھا گیا ہے کہ "Certain matters to be prescribed." ان کو کیسے prescribe کرنا ہے؟ Prescribed by the rules. یہ ان rules کو اس لئے prescribe نہیں کرنا چاہتے کیونکہ کل میرے جیسا کوئی ادنیٰ وکیل جائے گا اور وہ کتاب کھول کر ان کو دکھا دے گا۔اگر rules درمیان میں گھسے ہوئے ہوں گے تو ان کا کام چل جائے گا۔یہ جو provision رکھی گئی ہے یہ زیادتی نہیں بلکہ ایک ظلم ہے۔یہ جس طرح سے worded ہے میں پڑھ کر سناتا ہوں اور میں اپنے بھائیوں کے ضمیر کو بھی جھنجھوڑتا ہوں۔اس میں لکھا گیا ہے کہ:

Section 5: Certain Matters to be Prescribed. Where this Act makes any provision for anything to be done but has not made any provision or any sufficient provision, as to the authority by whom, or the manner in which it shall be done, then it shall be done by such authority and in such manner as may be prescribed.

اب یہ کیا ہے؟ یہ کہتے ہیں کہ جب کوئی کام اس Act کے مطابق کرنا ہو اور اس کے متعلق اس Act میں کوئی چیز نہیں تو ہم rules بنا لیں گے۔میں اپنے محترم بھائیوں اور بہنوں کو authority کے متعلق پڑھ کر سناتا ہوں۔92 Clause میں Authority کے بارے میں بتایا گیا ہے جس نے یہ rules بنانے ہیں۔2 Section میں تو کچھ دیا نہیں اور انہوں نے اس میں اس کو کیسے cover کیا ہے۔وہ میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔میں مختصر سا ٹائم لیتا ہوں میں سب کلاس۔1 نہیں پڑھتا، سب کلاس۔2 پڑھتا ہوں:

(2) The Government shall, through open competition, appoint the Chief Executive Officer of an Authority on such terms and conditions as may be prescribed and, until so appointed, the Government may appoint an officer…

as may be prescribedبیوروکریسی کی مرضی ہے۔گورنمنٹ کامطلب ہے سیکرٹری،not the people prescribedکیاہے کہ اتھارٹی کے متعلق جو بھی بات چیت ہوگی وہ ہم اپنی مرضی کے رولز بنالیں گے۔

(3) The Chief Executive Officer shall be the Principal Accounting Officer of the Authority and shall perform such functions as are mentioned in this Act or as may be prescribed or as may be delegated by the Authority or as the government may assign.

As may be prescribedکامطلب ہے کہ جو ہم چاہیں گے وہ ہم کریں گے۔ میں نے سیکشن۔5 کے حوالے سے بڑیsimpleسی بات کی ہے جو میرے خیال میں ایکlaymanکو بھی سمجھ آ جاتی ہے۔

ection 5: The government may make rules subject to the provisions of this Act…

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر! rules prescribedکرنے کےprocedureکو جو لوگ سمجھتے ہیں اُس کے مطابق یہ بالکل بے معنی اور فضول گفتگو فرمارہے ہیں لہذاان کاtime confineکردیں یعنی ایک پڑھالکھاآدمی جس نے law graduationکی ہوئی ہے وہ ایسی گفتگو کر نہیں سکتااس لئے آپ اس کاtime confineکر دیں۔ایکamendmentکےاوپر یہ تین منٹ یاپانچ منٹ بات کرلیں۔

جناب سپیکر:راناصاحب!آپ نہ گھبرائیں میں خود ہی ان کاtime confineکرتاہوں۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میرے محترم بھائی سے کہیں کہ "اس"نہیں، "ان"کہتے ہیں۔میں ان کے پاس گیا تھااور ان سےrequestکی تھی کہ ہمارااحترام کارشتہ بحال رہے۔ میں ان سے جس انداز میں گفتگو کررہاہوں اور وہ"ان"کی بجائے"اس"کالفظ استعمال کررہے ہیں یہ غلط بات ہے۔یہ کوئی بات نہیں ہے کہ آپ اس طرح توکررہے ہیں پھر بھی اس کے باوجود میں سُنارہاہوں۔ میری بات سُننے میں کیامسئلہ ہے؟ہم تواپنے چیمبر سے رات گیارہ بجے جاتے ہیں انشاء اللہ آج ایوان کا ٹائم گیارہ بجے تک چلے گا۔راناصاحب میرے محترم بھائی ہیں وہ کہہ رہے ہیں تو میںconfineکرتا ہوں۔(قہقہے)

جناب سپیکر: سندھو صاحب! میں آپ کو شاباش دوں گا۔آپ کی جتنی amendments ہیں آپ کو ان میں سے ہر ایک amendment پر تین منٹ سے زیادہ ٹائم نہیں ملے گا۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر آپ نے مجھے ایک amendment پر بولنے کے لئے تین منٹ دینے ہیں تو میں پھر باہر چلا جاتا ہوں آپ پیچھے سے اس پر legislation کر لیں۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں، آپ ایسے نہ کریں۔یہ صرف آپ کا یا میرا ایوان نہیں ہے۔اگر آپ ایسا کریں گے تو پھر میرے پاس بھی authority ہے, I do have such authority, I tell you بڑی مہربانی۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): Audience it is my right آرٹیکل۔19 بھی مجھے بولنے کا right دیتا ہے What to speak us in this august House? تو آپ مہربانی کر کے اس کو bar نہ کریں۔مجھے اس بات کا اندازہ ہے اور میں آپ کے احترام میں اپنی بات کو ویسے ہی short کر رہا ہوں لیکن اگر میرے ساتھ ایسا سلوک کیا جائے گا تو پھر یہ short نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: آپ ابھی میرے احترام میں short کر رہے ہیں؟ آپ جلدی کریں پلیز۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے ساتھ discrimination ہو رہی ہے میں نے تو آپ کو سپیکر کے لئے ووٹ دیا تھا جنہوں نے آپ کو ووٹ نہیں دیا تھا اُن کو تو آپ نے اتنی دیر سُنا اور مجھ غریب کو آپ سُن نہیں رہے۔(قہقہے)

جناب سپیکر: یہ میں نے اکیلے نے نہیں سُننا یہ سب سُن رہے ہیں اور ان کے اندر سے جو آواز نکل رہی ہے وہ بھی آپ کو پتا ہونا چاہئے؟ جی، سندھو صاحب!

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس کو بہت جلد کر لیتے ہیں لیکن میں اپنا فرض بھی پورا کرنا چاہتا ہوں۔

Certain matters to be prescribed where this Act makes any provision for anything to be done but has not made any provision or any sufficient provision as to the authority by whom or the manner in which it shall be

done, then it shall be done by such authority and in such manner as may be prescribed.

جناب سپیکر! میں تو simple سی بات کر رہا ہوں میں تو کوئی لمبی چوڑی بات ہی نہیں کر رہا کہ ایسی بات ہی نہیں ہے کہ ان کو قانون اور آئین سے کیوں ڈر لگتا ہے؟ میں کہتا ہوں کہ صرف یہ لکھ دیں:

The Local Governments established the power to make the governments may make rules subject to the provisions of this Act and the Constitution. This is my precise submission. Thank you very much.

جناب سپیکر: بہت مہربانی، بہت شکریہ۔ جی، رانا صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے اتنی دیر جو گفتگو کی ہے یعنی ایک general principle ہے کہ Constitution کے بعد federal level or provincial level کے اوپر جتنے بھی قانون بنتے ہیں They all are subordinate to the Constitution. اسی طرح سے جتنے بھی rules prescribe ہوں گے They all will be subordinate to that Act under which they are prescribed. یہ general rule ہے تو اس کے اوپر انہوں نے اتنا ٹائم لگا دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کو سمجھ نہیں آئی یا پھر یہ جان بُوجھ کر ایسا کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! وہ تھوڑی تھوڑی بات سمجھ میں آ گئی ہے اب آپ جانے دیں، مہربانی کریں۔

The amendment moved and the question is:

"That for Clause 5 of the Bill, the following be substituted:-

"5. Power to make rules:- The Government may make rules subject to the provisions of this Act and the Constitution."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: The Opposition members have gone and there is no mover in it. Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Ch. Tahir Ahmed Sindhu (Advocate) Sargodha. He may move it.

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سرگودھا نہیں، ایڈووکیٹ ہائیکورٹ، یہاں سرگودھا نہیں لکھا ہوا، ایڈووکیٹ لکھا ہوا ہے۔ اگر آپ ناراض ہو گئے ہیں تو پھر میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ بیٹھیں نہیں کھڑے رہیں اور اپنا کام کریں۔ آپ کو پتا ہونا چاہئے۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے اپنے محترم بھائی سے ایک شکوہ کرنا ہے۔

جناب سپیکر: آپ میری بات سنیں۔ میں آپ سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔ آپ ایڈووکیٹ ہیں۔ آپ کے رولز میں یہ درج ہے کہ سپیکر time fix کر سکتا ہے۔ اس میں (3)Rule 206 موجود ہے۔ آپ آئندہ ایسی دھمکی مجھے نہ دیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یقین کیجئے اِرد گرد سے ممبران کہہ رہے ہیں کہ خدا کا خوف کریں اور چھوڑ دیں۔

جناب سپیکر: مجھے دھمکی دیں گے تو اس کے results غلط ہو سکتے ہیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں دھمکی دینے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ شکریہ۔ اب آپ پڑھیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے صرف ایک اعتراض ہے، میرے محترم بھائی راجپوت ہیں، میں اکیلا ہوں، یہاں جب لمبا Ayes ہوتا ہے تو میں ڈر جاتا ہوں اور سہم جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں ایسی بات نہیں ہے۔ آپ سب بھائی ہیں۔

CH TAHIR AHMED SINDHU(Advocate): Mr Speaker! I move:

"That for Clause 9 of the Bill, the following be substituted:-

"9. Delimitation of electoral wards, Union Councils, Municipal Committees, Municipal Corporations or Metropolitan Corporation of Municipal Committees:-

(1) The Election Commission of Pakistan may delimit a Ward, Union Council, Municipal Committee, Municipal Corporation or Metropolitan Corporation for election of members of the Municipal Committee on general Seats.

(2) for purposes of delimitation of a Municipal Committee, a Ward shall, as for as possible, consist of a part of a census block, a census

block or adjoining census blocks and the population of wards within a Municipal Committee shall be uniform."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That for Clause 9 of the Bill, the following be substituted:-

"9. Delimitation of electoral wards, Union Councils, Municipal Committees, Municipal Corporations or Metropolitan Corporation of Municipal Committees:-

(1) The Election Commission of Pakistan may delimit a Ward, Union Council, Municipal Committee, Municipal Corporation or Metropolitan Corporation for election of members of the Municipal Committee on general Seats.

(2) for purposes of delimitation of a Municipal Committee, a Ward shall, as for as possible, consist of a part of a census block, a census block or adjoining census blocks and the population of wards within a Municipal Committee shall be uniform".

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose it.

جناب سپیکر! میں اس کے ساتھ یہ بھی کہتا ہوں کہ گورنمنٹ کا بھی یہ خیال تھا کہ یہ کام الیکشن کمیشن آف پاکستان کے سپرد کیا جائے لیکن they show restraints جب سپریم کورٹ میں یہ

کیس زیر سماعت تھا تو انہوں نے اس کام کو کرنے سے restrain کیا اور کہا کہ یہ کام صوبائی حکومتیں ہی کریں لہذا یہ ذمہ داری صوبائی حکومت نے خود لی ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب رہنے دیں۔ آپ نے سن تو لیا ہے۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ آئین پاکستان میں لکھا ہے کہ poll الیکشن کمیشن آف پاکستان کرائے گا۔ Poll اور delimitation لازم و ملزوم ہیں کیونکہ for the transparency, for independence and fair and free poll الیکشن کمیشن آف پاکستان کا ہو سکتا ہے۔ آج الحمدللہ گورنمنٹ ہماری ہے، دس سال بعد ہماری حکومت ہوتی ہے، پانچ سال بعد انشاء اللہ امید ہے ہماری حکومت ہو گی۔ ہم یہ قانون جو بنانے جا رہے ہیں for all time to come for posterity ہے۔ یہ آج کے لئے نہیں، دو چار سال کے لئے نہیں یہ دس سال کے لئے نہیں ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ہم ایسا قانون بنا کر جائیں کہ جب ہمارے successors اس اسمبلی میں آئیں، جب ترامیم ہوں تو وہ ہمارا مذاق نہ اڑائیں۔ میری یہ submission بڑی relevant ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ معزز ایوان اس کو consider کرے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جو قانون ہے اس میں صرف جنرل الیکشن یعنی صوبائی اسمبلی اور پارلیمنٹ کے الیکشن کا ذکر ہے لیکن لوکل باڈیز کے متعلق قانون خاموش ہے اور الیکشن کمیشن جب بھی چاہے اس حوالے سے اختیارات لے سکتا ہے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That for Clause 9 of the Bill, the following be substituted:-
>
> "9. Delimitation of electoral wards, Union Councils, Municipal Committees, Municipal Corporations or Metropolitan Corporation of Municipal Committees:-
>
> (1) The Election Commission of Pakistan may delimit a Ward, Union Council, Municipal

Committee, Municipal Corporation or Metropolitan Corporation for election of members of the Municipal Committee on general Seats.

(2) for purposes of delimitation of a Municipal Committee, a Ward shall, as for as possible, consist of a part of a census block, a census block or an adjoining census blocks and the population of wards within a Municipal Committee shall be uniform".

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from :Ch. Tahir Ahmad Sindhu(Advocate).

Since the amendment is substantially identical to the amendment which has been lost, therefore, the same is not admissible under rule 106(b) and 198(4) and it is ruled out of order.

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!کون سی کلاز میں ہے؟

جناب سپیکر:کلاز10میں ہے۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!۔۔۔

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Ch. Tahir Ahmad Sindhu(Advocate).

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! آپ نے مجھے سنا ہی نہیں کہ یہ rules permit نہیں کرتے تو یہ کیسے نہیں کرتے مجھے بھی بتادیں؟

MR SPEAKER: Those are identical.

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! کون کون سے identical ہیں؟

جناب سپیکر:Rule-106 and 198 کے تحت ہیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! یہ دو علیحدہ Clauses ہیں۔ یہ Clause 9 میں علیحدہ اور Clause 10 میں علیحدہ ہے۔ آپ پہلے اسے decide کر لیں۔

MR SPEAKER: That has been decided by the Speaker. You may challenge it anywhere. You can go anywhere. You have authority. I am sorry for that. Thank you very much. Rules say, like this.

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: کیا آپ move نہیں کرنا چاہتے؟

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں under protest move نہیں کرنا چاہتا کیونکہ آپ مجھے سن نہیں رہے۔ یہ تو کوئی بات نہیں ہے۔ یہ دو علیحدہ علیحدہ Clauses ہیں اور علیحدہ علیحدہ amendments ہیں۔

جناب سپیکر: آپ مجھے بتائیں کہ Rules سے باہر کہاں جا سکتے ہیں؟

I am telling you the Rules under which I have disposed of. Thank you very much. If you want to join us well and good otherwise I am proceeding further.

Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill, do stand part of the Bill."

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ Clause 11 پر میری amendment ہے۔آپ کو کس نے کہا ہے کہ اس میں amendment نہیں ہے؟

جناب سپیکر: آپ خود ہی تو کہہ رہے تھے کہ میں بات نہیں کرنا چاہتا۔آپ عجیب بات کرتے ہیں۔ کبھی کچھ اور کبھی کچھ کہتے ہیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ بولیں۔ میں اس پر آپ کو اجازت دیتا ہوں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ ناراض ہو رہے ہیں تو پھر اجازت لینے کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ سب کو یرغمال نہ بنائیں۔آپ کی بڑی مہربانی ہے۔آپ اس کو move کریں یا آپ کا جو دِل چاہے وہ کریں۔

CH TAHIR AHMED SINDHU (Advocate): Sir, I move:

> "That in Clause 11 of the Bill, in sub-Clause (1), para (e), be deleted."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 11 of the Bill, in sub-Clause (1), para (e), be deleted."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

MR SPEAKER: It is opposed. Be very brief. We are also human beings and I am sure that you understand the "bell".

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے اندازہ ہے کیونکہ جناب کا بھی اب صبر کا پیمانہ لبریز ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: میرا اکیلے کا نہیں ہے بلکہ ذرا اِدھر اُدھر سے بھی اگر پتا کروں تو پھر آپ کو پتا چلے گا۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ ہمارے بزرگ بھی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، میرا پیمانہ ٹھیک ہے۔آپ بس دوسروں کا خیال کریں۔

CH TAHIR AHMED SINDHU (Advocate): Sir, I draw your attention to the proposed Clause 11(e) of the Bill which postulates as under "District Education Authority and District Health Authority for a District, including Lahore"….

MR SPEAKER: Within three minutes you will complete.

CH TAHIR AHMED SINDHU (Advocate): Sir, I am going under protest.

MR SPEAKER: Thank you very much.

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جی، ٹھیک ہے۔

MR SPEAKER: This is your privilege. If you want to go then you may go. I will not call you. I will put the question directly now. You are misbehaving with me as well?

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ مجھے تین منٹ کیسے دے سکتے ہیں؟

MR SPEAKER: No, I can do anything.

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): یہ میرے لئے تین منٹ کیسے ہو سکتے ہیں؟

MR SPEAKER: No, please be careful. I say, please be careful. You have moved it and you can speak on it?

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ تین منٹ confine نہ کریں۔

جناب سپیکر: جی، میں نے تین منٹ ہی confine کئے ہیں۔

You may challenge it anywhere and in any Court of the Pakistan. You may go there.

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ کورٹ میں challenge نہیں ہوتیں۔

MR SPEAKER: If you want you may do whatever you like. You can do whatever you like?

آپ کمال کرتے ہیں اور ساتھ misbehave بھی کرتے ہیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ سے کہہ رہا ہوں لیکن آپ سنیں تو سہی۔

جناب سپیکر: جی، میں سن رہا ہوں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ کو ٹائم نہیں بڑھانا چاہئے تھا۔ اب ٹائم بڑھا کر آپ کو جلدی پڑی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: آپ مجھ سے زیادہ تکرار کی بات نہ کریں۔ I will be grateful

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے لئے آپ بہت زیادہ قابل احترام ہیں۔ میں آپ کو سلام کرتا ہوں، ہمیشہ کیا ہے اور اب بھی کروں گا لیکن جو right of fair hearing ہے وہ تو ہونا چاہئے۔ میں نے عرض یہ کیا ہے۔۔۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): میری بہن ذرا ٹھہر جائیں کیونکہ ان کے والد صاحب بھی وکیل ہیں جن کے ساتھ میں بھی cases کو deal کرتا ہوں۔ آپ ان کو بھیجیں اور کھانا کھلائیں۔ یہ مجھے کیوں مرواتے ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تھوڑی دیر کے لئے خاموشی اختیار کریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! بجائے اس کے کہ یہ ہمارا شکریہ ادا کریں کیونکہ ہم چپ کر کے بیٹھے ہیں، ان کی ہر repetition کی بات سن رہے ہیں اور پچھلے دو گھنٹے سے انہیں برداشت کر رہے ہیں۔ ابھی یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ مجھے برداشت نہیں کر رہے جو آپ کے ساتھ بات ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: آپ confine کیوں نہیں کر رہے ہیں؟ ان کی کوئی limit ہونی چاہئے اور طریق کار ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: چلیں، کوئی بات نہیں۔ آپ برداشت کریں اور میں بھی کر رہا ہوں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! ہم یہاں پر جس Bill کی حمایت کر رہے ہیں ہم اس کے لئے بیٹھے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، یہ ابھی اچھے بھائی ثابت ہوں گے آپ فکر نہ کریں۔ جی، سندھو صاحب!

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں جو point out کر سکتا ہوں وہ نہیں کیا لیکن صرف یہ چاہتا ہوں کہ through ہو جائے۔

جناب سپیکر: کیا کرنا چاہتے ہیں؟

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں کوئی compete نہیں کرنا چاہتا لیکن اب جناب کا حکم سر آنکھوں پر ہے اس لئے میں صرف تین منٹ میں ہی ختم کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): گزارش یہ ہے کہ میں نے آئین کا آرٹیکل 140(A) اس معزز ایوان کے سامنے پڑھا ہے، Section 32 pertaining to local government ہے۔ آرٹیکل 2A, 4, 9,17 اور 25 ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس انداز میں یہ ہیلتھ اور ایجوکیشن اتھارٹی بنائی جا رہی ہے جو اس کی composition اس proposed Bill میں دی ہوئی ہے

> That is not in consonance with the provisions of the Constitution in any manner whatsoever those are void ab-initio null and void and ultra vires to the Constitution and I request this august House not to go for the ultra vires amendments. For God sake set a precedent for the posterity and tell the public that we are here not for the ultra vires law but we are the upholders of the Constitution and the law. Thank you very much your honour please.

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ جی، رانا صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے جو بات اب کی ہے اس سے پہلے بھی یہ بات دس مرتبہ کر چکے ہیں اور ان کی نظر میں یہ سمجھتے ہیں کہ شاید Constitution کو صرف یہی سمجھتے ہیں اور دوسرا کوئی نہیں سمجھتا۔ انہوں نے ڈسٹرکٹ ہیلتھ اور ایجوکیشن اتھارٹی کے اوپر جب پہلی مرتبہ بات کی تھی تو اس وقت کہا تھا کہ مجھے پہلی ترمیم پر

ساری گفتگو کرنے دیں اور باقی ترامیم پر میں وقت نہیں لوں گا۔ اُس وقت میں نے ڈسٹرکٹ ہیلتھ اور ایجوکیشن اتھارٹی سے متعلق جو باتیں کیں کہ کس طرح سے یہ devolution ہے، کس طرح سے گورنمنٹ کا اختیار نیچے ضلعی سطح تک جائے گا اور وہاں پر کون لوگ بیٹھیں گے اُن میں سے انہوں نے بعد میں کسی بات کا جواب نہیں دیا لیکن وہ صرف اپنے طور پر کہہ رہے ہیں کہ ہر چیز Constitution کے خلاف ہے۔ بہر حال یہ اُن کی اپنی سمجھ ہے جو اپنی سمجھ کے مطابق گفتگو کر رہے ہیں but everything is according to the Constitution اور یہ real devolution ہے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in Clause 11 of the Bill, in sub-Clause (1), para (e), be deleted."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now the question is:

"That Clause 11 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 17

MR SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 17 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 18

MR SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Ch. Tahir Ahmad Sindhu (Advocate). I call him but he is not present. So

(اس مرحلہ پر چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ) پانی کا گلاس ہاتھ
میں پکڑے ایوان میں داخل ہوئے)

MR SPEAKER: No, you can't take this now. Be careful.

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ ایسا نہ کریں۔

MR SPEAKER: You may move your amendment in Clause 18 but you will take this out of this House.

میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ This is no way.

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ) جناب سپیکر! سپیکر کے لئے یہ allow ہوتا ہے۔۔۔

MR SPEAKER: Yes.

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جو بول رہا ہوتا ہے اور ہائیکورٹ میں ایسے ہوتا ہے---

MR SPEAKER: Are you challenging the Speaker's powers, Are you challenging all the powers?

CH TAHIR AHMAD SINDHU (Advocate): No, No, No, Sir!...

جناب سپیکر: چلیں، مہربانی کریں اور اپنی amendment move کریں۔

CH TAHIR AHMAD SINDHU (Advocate). Your honour please, Clause 18.

جناب سپیکر: جی، Clause 18 of the Bill

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): ہائے---اچھا---

جناب سپیکر! یہ تو اتنی لمبی بحث والی amendment ہے کہ اس پر تو دس گھنٹے بھی بحث کی جائے تو کم ہے۔

جناب سپیکر: آپ کے لئے صرف دس گھنٹے نہیں ہیں۔ میرے بھائی! اس معزز ایوان کے آپ ہی اکیلے ممبر نہیں ہیں بلکہ اور بھی معزز ممبران ہیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اور بھی ممبر ہیں تو بات یہ ہے کہ آپ مہربانی کریں---

جناب سپیکر: جی، نہیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں محترم بھائی لاء منسٹر سے personal request کرتا ہوں کہ کل پر رکھ لیں۔

(اس مرحلہ پر پورا ایوان "نہیں، جی نہیں" کی آوازوں سے گونج اٹھا)

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مہربانی کر دیں۔

جناب سپیکر: میں آپ کا پابند ہوں نہ میں ان کا پابند ہوں بلکہ میرے پاس جو ایجنڈا ہے میں اس کا پابند ہوں۔ آپ کی مہربانی ہے اور Clause 18 پر بحث کریں اور اپنی بات کریں اور اسے move کریں۔ آپ نے بلاوجہ پریشان کیا ہے۔ (قہقہے)

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!I apologize اگر ایسی بات ہے تو چلیں پھر میں اسے press نہیں کرتا۔اگر آپ کہتے ہیں کہ مجھ سے اتنے پریشان ہیں لیکن میں نے تو نہیں کہا۔

جناب سپیکر: نہیں۔آپ move کریں۔

CH TAHIR AHMAD SINDHU (Advocate): I move:

> "That in Clause 18 of the Bill, for the words "on non-party basis" the words "on party basis" be substituted."

جناب سپیکر: نہیں،آپ یہ پوری پڑھیں ناں۔آپ کیا کر رہے ہیں؟

(اس مرحلہ پر ایوان میں "چودھری صاحب تھک گئے ہیں" کی آوازیں)

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! میرے پاس تو یہی ہے جو میں نے پڑھی ہے۔

جناب سپیکر: جی، چودھری طاہر احمد سندھو صاحب کی Clause 18 پر amendment ہے اور اگر آپ نہیں پڑھ سکتے تو پھر میں کیا کروں گا؟

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! یہ طاہر سندھو صاحب منسٹر صاحب نہ ہوں۔

جناب سپیکر: جی؟ پھر میں اس کا کیا کروں؟

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! ایک منٹ ٹھہریں۔ میں نام دیکھ رہا ہوں اور ان میں مجھے تو اپنا نام ہی نظر نہیں آ رہا اور اس میں تو میرا نام نہیں ہے۔

(اس مرحلہ پر ایوان سے "آخری صفحہ پر دیکھیں" کی آوازیں)

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):اچھا، وہ آج صبح میں نے دی تھی جو کہ ایجنڈے پر نہیں ہے ناں۔

جناب سپیکر: جو amendment آپ نے دی ہے۔

CH TAHIR AHMAD SINDHU (Advocate): Mr Speaker! I move:

> "That for Clause 18 of the Bill, the following be substituted:-
>
> **"18. Franchised and Party based elections:** Notwithstanding any other provision contained in the Act, the elections of members of all the local

government shall be held on Party basis, through secret ballot on the basis of adult franchise subject to the provisions of this Act."

جناب سپیکر: چلیں۔آپ نے جو پڑھ لیا ہم بھی اسے کسی طریقے سے نکال لیتے ہیں۔

The motion moved is:

"That for Clause 18 of the Bill, the following be substituted:-

"18.Franchised and Party based elections: Notwithstanding any other provision contained in the Act, the elections of members of all the local government shall be held on Party basis, through secret ballot on the basis of adult franchise subject to the provisions of this Act."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose it.

جناب سپیکر: جی، اسے oppose کیا گیا ہے۔

CH TAHIR AHMAD SINDHU (Advocate) :Thank you very much. Your honour, I will draw your attention to original draft of the Clause 18.

"18. Franchise and non-party based election. Save as otherwise provided, election of members of all local governments shall be held on non-party basis, through secret ballot on the basis of adult franchise in such manner as may be prescribed.

Your honour my respectful submission is:

جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہم نے جو democracy کا سفر 1947 سے لے کر اب تک طے کیا ہے اس میں بہت سے مشکل لمحات آئے ہیں جبکہ successively ڈکٹیٹرز نے آ کر

شب خون مارا، سارا سسٹم ہائی جیک کیا اور لوکل گورنمنٹ کے اداروں کے ذریعے اپنی ایک constituency create کی۔ اب یہ سارے حالات وواقعات کو پیش نظر رکھ کر۔۔۔

جناب سپیکر: اجلاس کا وقت مزید ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! "میرے وچ اینی جان نئیں اے" اب میں اور بات نہیں کر سکتا۔ بہت ہو گیا اور آگے بھی amendments ہیں اور میں ex haust ہو گیا ہوں۔ اب میں مزید بات نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ میں تو آپ سے یہ بات کر رہا ہوں۔۔۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ میرا اعتراض لکھ لیں اور بے شک overrule کر دیں۔ میں یہ آخری amendment پر بات کروں گا اور اس کے بعد میں نہیں کر سکتا۔ یہ میرے بس کی بات نہیں ہے۔ میں اسے بھی بڑا precise اور concise کر رہا ہوں کہ ہم صبح سے بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ آپ بات کریں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ہم نے جمہوریت کے لئے اتنا لمبا اور کٹھن سفر طے کیا ہے اور ہر پارٹی نے بڑی قربانیاں دی ہیں لیکن میرے محترم قائدین نے جو قربانی دی ہے وہ بھی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ یہی وجہ تھی اور اسی Charter of Democracy میں روح کارفرما تھی اور اسی کا یہ بھی ایک حصہ ہے کہ پارٹی کی بنیاد پر الیکشن ہوں گے۔ یہ تو dictatorial regimes جو ہیں یہ تو ضیاء نے کہا تھا کہ جنرل الیکشن بھی غیر جماعتی بنیادوں پر ہوں گے جو کہ سپریم کورٹ نے Benazir Bhutto Vs Federation of Pakistan میں 1988 کے PLD 417 میں اس کو undo کیا تھا اور کہا تھا کہ یہ against the Constitution ہے اور on the touches stone of Article 8 it is null and void اب میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے لئے ایک hightime ہے کہ ہم Local Government Institution جو بنیادی طور پر جمہوریت کی تربیت گاہ ہے اور اس institution سے ہم سب لوگ آئے ہیں۔ اگر میں نہیں آیا تو میری فیملی کا کوئی فرد آیا ہو گا لیکن more or less ہم وہاں سے ہی ٹریننگ لے کر آئے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ الحمدللہ میں نے جتنی meetings attend کی ہیں،

بیوروکریسی کے بھی ہمارے بھائی ہیں، دوست ہیں اور میرا بھائی بھی بیوروکریسی میں ہے وہاں بہت اچھے competent لوگ ہیں۔ میں نے ایک بات دیکھی ہے کہ یہ جو بیوروکریسی ہے، آفیسر ہیں وہ office work تو ہم لوگوں سے بہت اچھا کر سکتے ہیں، ہم سے اچھی انگلش لکھ سکتے ہیں، ہم سے اچھی انگلش بول سکتے ہیں لیکن honest to God جو پبلک کے مسائل ہیں، جو پبلک کے دکھ اور تکالیف ہیں آپ بھی مجھ سے agree کریں گے کہ الحمدللہ یہ میرے بھائی اس ایوان کے لوگ، عوامی نمائندے اور لوکل گورنمنٹ کے نمائندے ہی سب سے زیادہ پبلک کے مسائل کو سمجھتے ہیں۔ میں جو کہتا ہوں کہ الیکشن پارٹی بنیادوں پر کرائیں تو یقین کریں جب میں amendment دے رہا تھا تو میں نے سوچا کہ یہ کلاز ایسی ہے کہ اس کی وجہ سے کل کو کسی ڈکٹیٹر کو بند بھی باندھا جا سکے گا کہ ہم پارٹی بنیادوں پر الیکشن کروا کر اتنا grass roots level پر چلے جائیں کہ کل کو کوئی شب خون مارنے کی جرأت کرے اور نہ ہی کوئی اس سسٹم کو derail کر سکے۔ ویسے بھی democracy کی جو definition ہے اگر میں اس کو یہاں پڑھوں گا تو بات بہت دور تک چلی جائے گی لیکن ایک بنیادی concept ہے government of the people, by the people and for the people اس کو اگر ہم نے uphold کرنا ہے تو یقین کریں کہ یہ party basis election وقت کی ضرورت اور وقت کی پکار ہے۔ یہ democracy کی basic need ہے جس کو ہم نے fulfill کرنا ہے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں اپنے بھائیوں کو یہ عرض کر دوں کہ میں بھی آپ میں سے ہی ہوں، ہم سب بھائی ہیں لیکن میں یہ عرض کر دوں کہ شاعر نے کہا ہے کہ:

وہ وقت بھی دیکھا ہے تاریخ کی آنکھوں نے
لمحوں نے خطا کی تھی صدیوں نے سزا پائی

آج جو ہم یہ کرنے جا رہے ہیں یقین کریں کہ یہ posterity ہم پر ہنسے گی، ہم پر مذاق اڑائے گی۔ اس لئے آج ہمارے پاس وقت ہے جو میاں محمد بخش نے کہا ہے کہ

لوئے لوئے بھر لے کڑیے جے تدھ بھانڈا بھرنا
شام پئی بن شام محمد تے گھر جاندی نے ڈرنا

اب ہم کچھ کر لیں تاکہ۔۔

(اذانِ عصر)

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں پہلے بھی party or non party basis پر بڑی تفصیل سے بات کر چکا ہوں لیکن مجھے افسوس ہے کہ جب اس ایوان میں اس موضوع پر بحث ہو رہی تھی، جب سپیشل کمیٹی میں اس پر آراء کا تبادلہ ہو رہا تھا تو سندھو صاحب کو اس وقت بھی چاہئے تھا کہ وہاں پر جاتے، اپنے arguments پیش کرتے اور اس معزز ایوان کے ممبران کو جنہوں نے اکثریت کے ساتھ فیصلہ کیا ہے قائل کرتے۔ جیسے میں نے پہلے عرض کیا ہے اور ان کا اس کلاز میں amendment پیش کرنا بھی اس بات کا ثبوت ہے جو میں نے کہا کہ یہ party decision نہیں تھا، government decision نہیں تھا بلکہ یہ on the will of the House تھا۔ اس معزز ایوان کے لوگوں نے اپنی آزاد رائے سے majority کے ساتھ یہ فیصلہ کیا اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ arguments درست تھے۔ ڈیموکریسی جو ہے یہ revolution through evolution ہے اس میں آپ جمپ کر کے ایک دم چوٹی پر جا کر نہیں بیٹھ سکتے۔ اس میں through evolution روّیے بنانے پڑتے ہیں اور آگے بڑھنا پڑتا ہے۔ لوگوں نے ground reality کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ فیصلہ کیا ہے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That for Clause 18 of the Bill, the following be substituted:-
>
> **"18. Franchised and Party based elections:-** Notwithstanding any other provision contained in the Act, the elections of members of all the local government shall be held on Party basis, through secret ballot on the basis of adult franchise subject to the provisions of this Act."

(The motion is lost.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 18 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-19

MR SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 19 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 20

MR SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 20 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 21

MR SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 21 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 22

MR SPEAKER: Now, Clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 22 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 23

MR SPEAKER: Now, Clause 23 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 23 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

جناب سپیکر: کیا بات ہے آپ کے کوئی سونے کے ارادے تو نہیں ہیں، نیند آ رہی ہے یا آپ تھک گئے ہیں؟ آپ نے تھکنا نہیں ہے۔

CLAUSE 24

MR SPEAKER: Now, Clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 24 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 25

MR SPEAKER: Now, Clause 25 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 25 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 26

MR SPEAKER: Now, Clause 26 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 26 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 27

MR SPEAKER: Now, Clause 27 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 27 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! کلاز نمبر 27 پر میری amendment ہے۔۔۔

جناب سپیکر: No, sir! جو rule out ہو چکی ہے اس کو نہ چھیڑیں۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ بہت شکریہ

CLAUSE 28

MR SPEAKER: Now, Clause 28 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 28 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 29

MR SPEAKER: Now, Clause 29 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 29 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 30

MR SPEAKER: Now, Clause 30 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Chaudhary Tahir Ahmed Sindhu (Advocate). He may move it.

CH TAHIR AHMED SINDHU(Advocate): Mr. Speaker! I move:

That in Clause 30 of the Bill, for sub-clause (3), the following be substituted:

"(3) When a local government is, for any reason, not in office, the Government may appoint an administrator to perform day to day administrative functions of the local government until the elected local government assumes office but such period shall not exceed six months. Provided that the administrator shall not exercise the power of the local government in any matter, whatsoever, relating to functional, budgetary allocations, re-appropriation and taxation."

MR SPEAKER: The motion moved is:

That in Clause 30 of the Bill, for sub-clause (3), the following be substituted:

"(3) When a local government is, for any reason, not in office, the Government may appoint an administrator to perform day to day administrative functions of the local government until the elected

local government assumes office but such period shall not exceed six months. Provided that the administrator shall not exercise the power of the local government in any matter, whatsoever, relating to functional, budgetary allocations, re-appropriation and taxation."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب سپیکر: جی، سندھو صاحب!

CH TAHIR AHMED SINDHU(Advocate): Mr Speaker! I will read out the provisions of Clause 30 sub-Clause (3) before this august House which personate that…

جناب سپیکر: یہ آپ نے پڑھ دی ہے۔اب آپ کیا کر رہے ہیں؟

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!جی۔

جناب سپیکر: آپ نے پہلے پڑھ تو لیا ہے اب آپ نے کیا کرنا ہے۔آپ نے جو ترمیم دی ہے اس پر بات کریں۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری عرض تو سن لیں۔ میں پرانی پڑھ رہا ہوں جس میں میں نے amendment propose کی ہے۔اگر اجازت ہو تو میں پڑھ لیتا ہوں نہیں تو میں ویسے بات کر لیتا ہوں۔ جیسے آپ حکم کریں۔

جناب سپیکر: جی،آپ بات ہی کر لیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ پرانی ہے جس میں، میں نے amendment دی ہے۔substitution کے لئے میں عرض کر رہا ہوں۔

"(3) When a local Government is, for any reason, not in office, the Government may appoint an administrator to perform the functions of the local government until the elected local government

assumes office but such period shall not exceed six months."

جناب سپیکر! اب اس میں کیا کہا گیا ہے کہ جو administrators ہم appoint کریں گے وہ لوکل گورنمنٹ کے functions exercise کریں گے۔ میں نہایت احترام سے عرض کروں گا کہ Article 140(A) جو devolution کا کہتا ہے اور جو کہتا ہے کہ local governments وہ powers exercise کریں گی تو میں سمجھتا ہوں کہ کسی طرح بھی یہ کلاز sustainable نہیں ہے۔ میں یہ عرض کردوں کہ ہم نے اس وقت جو post administrators کئے ہوئے ہیں ان administrators نے taxation کردی اور اس taxation پر ہائیکورٹ میں کافی litigation ہوئی ہے اس میں میری بھی ایک writ petition ہے جو undue tax impose کیا گیا تھا تو میں نے یہی کہا کہ administrator لوکل گورنمنٹ کے اختیارات استعمال نہیں کر سکتا اور His Lordship مسٹر جسٹس منصور علی شاہ نے stay دیا ہوا ہے۔ میں یہ عرض کروں گا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ administrator لوکل گورنمنٹ کی powers excises نہ کریں، administrator day to day functions تو کریں۔ اگر for any reason لیکن وہ بجٹ نہ بنائیں۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اور وہ financial responsibility ادا نہ کریں۔ financial, fiscal and statues کی provision کو operate کرنے کے اختیارات ان کے پاس نہیں ہونے چاہئیں کیونکہ اگر ہم یہ provision کرتے ہیں تو

From the four corners it will be repugnant to the provision of Article 140(A) and hence word urban issue as per provision of Article 8 of the Constitution, thank you your honour.

جناب سپیکر: مہربانی، شکریہ۔ جی، رانا صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ لوکل گورنمنٹ یا لوکل باڈیز service delivery bodies ہیں تو اس لئے یہ ہو نہیں سکتا کہ ان کو

آپ day to day تک محدود کریں۔ اس سے لوگوں کو irreparable loss ہو گا جب ان کی service delivery suspend ہو جائے گی۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in clause 30 of the Bill, for sub-clause (3), the following be substituted:

"(3) When a local government is, for any reason, not in office, the Government may appoint an administrator to perform day to day administrative functions of the local government until the elected local government assumes office but such period shall not exceed six months. Provided that the administrator shall not exercise the power of the local government in any matter, whatsoever, relating to functional, budgetary allocations, re-appropriation and taxation."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 30 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 31

MR SPEAKER: Now, Clause 31 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 31 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 32

MR SPEAKER: Now, Clause 32 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 32 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 33

MR SPEAKER: Now, Clause 33 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 33 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 34

MR SPEAKER: Now, Clause 34 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 34 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 35

MR SPEAKER: Now, Clause 35 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 35 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 36

MR SPEAKER: Now, Clause 36 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 36 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 37

MR SPEAKER: Now, Clause 37 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 37 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 38

MR SPEAKER: Now, Clause 38 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 38 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 39

MR SPEAKER: Now, Clause 39 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 39 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 40

MR SPEAKER: Now, Clause 40 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 40 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 41

MR SPEAKER: Now, Clause 41 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 41 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 42

MR SPEAKER: Now, Clause 42 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 42 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 43

MR SPEAKER: Now, Clause 43 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 43 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 44

MR SPEAKER: Now, Clause 44 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 44 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 45

MR SPEAKER: Now, Clause 45 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 45 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 46

MR SPEAKER: Now, Clause 46 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 46 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 47

MR SPEAKER: Now, Clause 47 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 47 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 48

MR SPEAKER: Now, Clause 48 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 48 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 49

MR SPEAKER: Now, Clause 49 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 49 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 50

MR SPEAKER: Now, Clause 50 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 50 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 51

MR SPEAKER: Now, Clause 51 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 51 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 52

MR SPEAKER: Now, Clause 52 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 52 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 53

MR SPEAKER: Now, Clause 53 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 53 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 54

MR SPEAKER: Now, Clause 54 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 54 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 55

MR SPEAKER: Now, Clause 55 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 55 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 56

MR SPEAKER: Now, Clause 56 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 56 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 57

MR SPEAKER: Now, Clause 57 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 57 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 58

MR SPEAKER: Now, Clause 58 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 58 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 59

MR SPEAKER: Now, Clause 59 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Ch. Tahir Ahmed Sindhu, (Advocate). He may move it.

CH TAHIR AHMED SINDHU(Advocate): Thank you. Mr Speaker! I move:

That for Clause 59 of the Bill, the following be substituted;

"59. Assistance by Government Servants: A person in the service of the Federal Government or a Provincial Government or a Local Government or a body owned or controlled by any such Government or Local Government, if gives any assistance calculated to further or hinder the election of a candidate shall be guilty of such offence punishable with imprisonment for a term which may extends to three years or with fine which may extend to fifty thousand rupees, or with both."

MR SPEAKER: The motion moved is:

That Clause 59 of the Bill following be substituted:-

"59. **Assistance by Government Servants:** A person in the service of the Federal Government or a Provincial Government or a Local Government or a body owned or controlled by any such Government or Local Government, if gives any assistance calculated to further or hinder the election of a candidate shall be guilty of such offence punishable with imprisonment for a term which may extends to three years or with fine which may extend to fifty thousand rupees, or with both."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose.

جناب سپیکر: چودھری طاہر احمد سندھو!

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس ترمیم پر کوئی لمبی بحث نہیں کرنا چاہتا اگر میرے بھائی محترم وزیر قانون اس سے agree کر جائیں تو اس میں صرف دو چیزیں ہیں۔ میں نے صرف اس لئے یہ ترمیم پیش کی تھی کہ جو legal drafting کا اصول ہے اس میں سب سے پہلے یہ بتایا جاتا ہے کہ offence میں کیا commit کرنا ہے پھر اس کے بعد سزا تجویز کی جاتی ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ سزا پہلے سنا دیں اور offence بعد میں بتا دیں۔ History manners کی بات ہے اور یہ بات میرے محترم بھائی کی نظر سے نہیں گزری، میں نے تو in good faith کہا تھا کہ اس Clause کی drafting ٹھیک ہو جائے گی۔

جناب سپیکر! دوسری میری عرض یہ ہے کہ اس میں جو انہوں نے سزا تجویز کی ہے اس کو بڑھایا جائے، ایک کی چھ مہینے اور بیس ہزار روپے جرمانہ ہے ، میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سزا reasonable ہونی چاہئے تاکہ اس طرح کا اگر کوئی کام کرتا ہے تو اس کے لئے exemplary punishment ہو، میرے خیال میں تین سال کی سزا ہو اور پچاس ہزار روپیہ جرمانہ ہو تو یہ انصاف کے تقاضوں کے عین مطابق ہوگا۔ میں نے جو گزارش کرنی تھی کر دی ہے اگر جناب کو پسند آئے تو اس ترمیم کو منظور کر لیں اگر نہ پسند آئے تو نامنظور کریں۔ شکریہ

جناب سپیکر: ان سے پوچھ لیتے ہیں کہ ان کو پسند آتی ہے یا نہیں آتی، پھر اس کے بعد سب سے پوچھ لیتے ہیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک اس کو define کرنے کا تعلق ہے وہ breach of duty بڑی wide term ہے۔ جس پر اس کو explain کر دیا گیا ہے۔ باقی جہاں تک یہ کہہ رہے ہیں کہ اس سزا کو چھ ماہ کی بجائے تین سال کر دیا جائے تو ایسا ممکن نہیں ہے کیونکہ چھ ماہ کی سزا summary trial میں آتی ہے اور ضروری ہے کہ اس قسم کے offences کو کنٹرول کرنے کے لئے on the spot summary trial میں رکھا جائے۔ ویسے بھی جو وفاقی قانون ہے، Representation of People Act اس میں بھی سزا چھ ماہ ہی ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

The amendment moved and the question is:

That for Clause 59 of the Bill, the following be substituted:

"59. **Assistance by Government Servants:** A person in the service of the Federal Government or a Provincial Government or a Local Government or a body owned or controlled by any such Government or Local Government, if gives any assistance calculated to further or hinder the election of a candidate shall be guilty of such offence punishable with imprisonment for a term which may extend to three years or with fine which may extend to fifty thousand rupees, or with both."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 59 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 60

MR SPEAKER: Now, Clause 60 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 60 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 61

MR SPEAKER: Now, Clause 61 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 61 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 62

MR SPEAKER: Now, Clause 62 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 62 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 63

MR SPEAKER: Now, Clause 63 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 63 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 64

MR SPEAKER: Now, Clause 64 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from: Ch. Tahir Ahmed Sindhu, (Advocate). He may move it.

CH TAHIR AHMED SINDHU(Advocate): Thank you, Mr Speaker! I move:

"That in Clause 64 of the Bill, sub Clause (3), be deleted."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 64 of the Bill, sub Clause (3), be deleted."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب سپیکر: جناب طاہر احمد سندھو! اپنی ترمیم پر بات کریں۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ): جناب والا! میں یہ Clause پڑھتا ہوں پھر میں عرض کروں گا کہ اس کو کیوں delete ہونا چاہئے۔

(3) The Government may, on the recommendations of the Punjab Local Government Commission and by notification in the official Gazette, delegate any function of a Mayor or a Chairman to a Deputy Mayor or Vice Chairman subject to such conditions as may be prescribed in the notification.

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو provision ہے اور یہ جو ہمارا system of local governance ہے یہ اس کو destabilize کرے گی کیونکہ اگر یہ گورنمنٹ ہے تو Government means Secretary to the Government of Punjab تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ پھر ایسے ہو گا کہ روزانہ ایک میئر سے اختیارات لے کر دوسرے کو دیئے جائیں گے، جس کی وجہ سے ان کے اوپر مسلسل تلوار لٹکا دی جائے گی تاکہ This come to the wishes. میں نہیں سمجھتا کہ اگر local governance کا concept ہے تو یہاں تک تو بات ٹھیک ہے کہ یہ گورنمنٹ کا right ہے کہ in accordance with Law and Constitution اس کو مانیٹر کریں، اس کو supervise کریں، in the public interest directions دیں لیکن یہ جو provisions ہیں، جو دودھاری تلوار ہیں ان provisions کو enactment میں شامل کرنا، میں سمجھتا ہوں کہ statutory interpretation کے مطابق بھی justifiable نہیں ہے اور public convenience and public interest میں بھی اس طرح کی provisions کو نہیں رکھنا چاہئے، اس کا سسٹم ہونا چاہئے۔ فرض کریں اگر وہ نہیں ہوتا تو فوری طور پر vote of no confidence ہو جائے گا تو اس طرح سے اس کے functions delegate کرنا مناسب نہیں۔ فرض کریں کہ میئر یا چیئرمین کے خلاف no confidence ہوتا ہے، for that matter تو Law میں already provision موجود ہے کہ وائس چیئرمین یا ڈپٹی میئر کے خلاف no confidence ہو جائے گا تو اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس provision کی ضرورت نہیں ہے۔

My humble request is to delete the provision. Thank you, Your Honour.

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، جو انہوں نے ترمیم پیش کی ہے اس کا جواب دیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/ قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو اس سے پہلے کا experience رہا ہے اس کے پیش نظر یہ provision بہت ضروری ہے کیونکہ ڈپٹی

میئر اور وائس چیئرمین کو بااختیار بنانا اور انہیں ٹیم کا حصہ بنانا تاکہ وہ بھی اپنا مؤثر کردار ادا کر سکیں بہت ضروری ہے لہذا اس کے لئے یہ شق رکھی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔

The motion moved and the question is:

"That in Clause 64 of the Bill, sub-Clause (3), be deleted."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the question is

"That Clause 64 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 65

MR SPEAKER: Now, Clause 65 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 65 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 66

MR SPEAKER: Now, Clause 66 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 66 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 67

MR SPEAKER: Now, Clause 67 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 67 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 68

MR SPEAKER: Now, Clause 68 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 68 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 69

MR SPEAKER: Now, Clause 69 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 69 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 70

MR SPEAKER: Now, Clause 70 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 70 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

جناب سپیکر: Clause 71 میں اپوزیشن کی طرف سے amendments تھیں لیکن انہوں نے جان بوجھ کر، میرے خیال میں انہیں اس بات کا اندیشہ تھا کہ کہیں ہم اس میں کمزور نہ پڑ جائیں یا ہمیں دوبارہ اجازت نہ مل سکے اس لئے وہ چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔اب میرے پاس اس کے علاوہ اور کوئی solution نہیں ہے کہ میں ان کی amendment کو disposed of کروں لہذا اب میں direct question put کرتا ہوں۔

CLAUSE 71

MR SPEAKER: Now, Clause 71 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 71 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 72

MR SPEAKER: Now, Clause 72 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 72 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 73

MR SPEAKER: Now, Clause 73 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 73 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 74

MR SPEAKER: Now, Clause 74 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 74 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 75

MR SPEAKER: Now, Clause 75 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 75 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 76

MR SPEAKER: Now, Clause 76 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 76 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 77

MR SPEAKER: Now, Clause 77 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 77 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 78

MR SPEAKER: Now, Clause 78 of the Bill is under consideration. There were amendments in it but since none is present, I put the question directly.

Now, Clause 78 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 78 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 79

MR SPEAKER: Now, Clause 79 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 79 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 80

MR SPEAKER: Now, Clause 80 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 80 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 81

MR SPEAKER: Now, Clause 81 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 81 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 82

MR SPEAKER: Now, Clause 82 of the Bill is under consideration. There were amendments in it but none is present. Since none is present, I put the question directly.

Now, Clause 82 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 82 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 83

MR SPEAKER: Now, Clause 83 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 83 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 84

MR SPEAKER: Now, Clause 84 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 84 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 85

MR SPEAKER: Now, Clause 85 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 85 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 86

MR SPEAKER: Now, Clause 86 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 86 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 87

MR SPEAKER: Now, Clause 87 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 87 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 88

MR SPEAKER: Now, Clause 88 of the Bill is under consideration. There were amendments in it but none is present. Since none is present, I put the question directly.

Now, Clause 88 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 88 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 89

MR SPEAKER: Now, Clause 89 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 89 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 90

MR SPEAKER: Now, Clause 90 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 90 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 91

MR SPEAKER: Now, Clause 91 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 91 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 92

MR SPEAKER: Now, Clause 92 of the Bill is under consideration. There was an amendment in it but none is present. Since none is present, I put the question directly.

Now, Clause 92 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 92 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!آپ نےClause 92کے بارے میں فرمایا ہے کہ محرک موجود نہیں ہے جبکہ میں تو آپ کے سامنے بیٹھا ہوا ہوں۔آپ اتنی speedنہ دکھائیں۔میں صرف پانچ منٹ لوں گا۔

جناب سپیکر: Gentleman! This amendment is not from you. یہ ترمیم آپ کی طرف سے نہیں ہے اس لئے تشریف رکھیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں نے اس میں ترمیم دی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر:اس میں آپ کیamendment allowedنہیں ہوئی۔

Don’t try to disturb me. It has been ruled out.

CLAUSE 93

MR SPEAKER: Now, Clause 93 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں نے93 Clauseمیں بھی amendmentدی ہے۔یہ میرے پاس اس وقت بھی موجود ہے۔

جناب سپیکر:آپ کی یہamendment disallowہو چکی ہے۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!مجھے بتایا جائے کہ یہ کیسے disallowہوئی ہے؟

جناب سپیکر:آپ کی یہ ترمیم(Rule-106(f کے تحتrule outہو چکی ہے۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!مجھےrulesدکھا دیں کہ یہ کیسے rule out ہوئی ہے؟

MR SPEAKER: It has been decided. Let me proceed further.

Now, Clause 93 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 93 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 94

MR SPEAKER: Now, Clause 94 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 94 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 95

MR SPEAKER: Now, Clause 95 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 95 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 96

MR SPEAKER: Now, Clause 96 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 96 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 97

MR SPEAKER: Now, Clause 97 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 97 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 98

MR SPEAKER: Now, Clause 98 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 98 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 99

MR SPEAKER: Now, Clause 99 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 99 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 100

MR SPEAKER: Now, Clause 100 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 100 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 101

MR SPEAKER: Now, Clause 101 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 101 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 102

MR SPEAKER: Now, Clause 102 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 102 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 103

MR SPEAKER: Now, Clause 103 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 103 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 104

MR SPEAKER: Now, Clause 104 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 104 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 105

MR SPEAKER: Now, Clause 105 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 105 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 106

MR SPEAKER: Now, Clause 106 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 106 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 107

MR SPEAKER: Now, Clause 107 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 107 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 108

MR SPEAKER: Now, Clause 108 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 108 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 109

MR SPEAKER: Now, Clause 109 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 109 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 110

MR SPEAKER: Now, Clause 110 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 110 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 111

MR SPEAKER: Now, Clause 111 of the Bill is under consideration. There was an amendment in it but none is present.

Now, Clause 111 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 111 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 112

MR SPEAKER: Now, Clause 112 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 112 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 113

MR SPEAKER: Now, Clause 113 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 113 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 114

MR SPEAKER: Now, Clause 114 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from: Chaudhary Tahir Ahmed Sindhu, also Advocate. Should I say someone for this man? Has he come? I give you clap.

Voices: Gone, gone, gone.

(اس مرحلہ پر چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ) ایوان میں تشریف لے آئے)

جناب سپیکر: سندھو صاحب! لوگوں نے تو جان چھڑائی تھی لیکن ہمارا ابھی تو حوصلہ دیکھیں۔

چوہدری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): Sir, I am sorry. میں نے ابھی ایک بسکٹ ہی کھایا تھا کہ آپ نے بلا لیا۔ میں چائے کا کپ اُسی طرح رکھ کر آیا ہوں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! گنتی کرائی جائے کیونکہ ایوان میں کورم نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جب question put کر دیا جائے تو اُس وقت آپ کورم point out نہیں کر سکتے۔ ویسے آپ کا حق ہے اور آپ کا یہ اختیار ہے لیکن question put کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے اس میں اپنی amendment دی ہے اور وہ اس پر بات کر رہے ہیں۔

You should be vigilant.

CH TAHIR AHMED SINDHU, (Advocate) Mr Speaker! I move:

> That in Clause 114 of the Bill, for sub clause (2), the following be substituted:-
>
> "The Provincial allocable amount and shares of the local governments shall be distributed and transferred on the basis of actual monthly receipts of the government, population and area."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> That in Clause 114 of the Bill, for sub-Clause (2), the following be substituted:-
>
> "(2) The Provincial allocable amount and shares of the local governments shall be distributed and transferred on the basis of actual monthly receipts of the government, population and area."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose it.

کورم کی نشاندہی

جناب سپیکر: جناب آصف محمود صاحب نے کورم پوائنٹ آوٹ کیا ہے۔ گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم نہیں ہے۔ پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جی، سندھو صاحب! آپ اپنی ترمیم پر بات کریں۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسودہ قانون لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ 2013

(جاری---)

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سپیشل کمیٹی کی رپورٹ میں دو لفظوں کی بات ہے۔ میں اپنے بھائیوں سے کہوں گا کہ اگر آپ کا ضمیر گوارا کرے تو اس کے مطابق ضرور مہربانی کریں۔ میں پہلے کلاز۔114 کی سب کلاز 2 پڑھتا ہوں کہ:

> "(2) The Provincial allocable amount and shares of the local governments shall be distributed and transferred on the basis of actual monthly receipts of the government, population and area."

اب actual جو ہے اس پر یہ کہہ رہے ہیں کہ گورنمنٹ کو جو وہاں سے ملے گا اس کے مطابق ہم ان کو دیں گے۔ اگر گورنمنٹ کو کم پیسے ملیں گے تو کم دیں گے اور زیادہ ملیں گے تو زیادہ دیں گے۔ وہ Provincial Consolidated Fund سے بھی آتے ہیں اور لوکل گورنمنٹ کی collection سے بھی آتے ہیں۔ اس میں clarity نہیں ہے کہ actual monthly receipts ہیں یا لوکل گورنمنٹ کی grants بھی اس میں شامل ہیں۔ یہ vague and ambiguous ہے لیکن اس کے ساتھ میں نے صرف یہ کہا ہے کہ receipts کے ساتھ subject to population اور subject to area بھی کر لیں۔ Receipts کو جب آپ نے distribute کرنا ہے تو on the basis of population and on the basis of area distribute کریں کیونکہ کوئی یونین کونسل

اپنےsources سےsurvive ہی نہیں کر سکتی اور کوئی یونین کونسل کروڑ پتی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ساری equal progress, equal prosperity, equal development اورequal opportunities ہیں ان کے لئے یہ ضروری ہے کہ جو provincial allocable funds ہوں ان کی equitable and fair distribution ہو۔ یہ equitable and fair distribution اسی وقت ہی ہو سکتی ہے جب آپ یہ خیال رکھیں گے کہ population اور اس کا area کتنا ہے لہذا اس کے مطابق ہی کوئی criteria وضع کیا جائے تاکہ fair and equitable distribution of resources to the Governments ensure ہو سکے۔

Mr. Speaker! My humble submission before this august House is to accede to my request and let this amendment be through. Thank you very much.

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے بھائی طاہر سندھو صاحب کی یہ آخری amendment تھی۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ یہ بہت important ہے لہذا اس کے اوپر ضرور دھیان دیا جائے اور اس معزز ایوان کے ممبران کو بھی کہا کہ آپ بھی اس کا ضرور خیال رکھیں۔ یہ بھی فرمایا کہ میری submission یہ ہے کہ جو receipts گورنمنٹ کو ملیں جب وہ لوکل کونسل کو تقسیم کریں تو آبادی کو ملحوظِ خاطر رکھیں۔ اس amendment کے ذریعے سے یہ ان کا فرمانا ہے۔ اب بدقسمتی یہ ہے کہ انہوں نے Bill کو پڑھے بغیر جہاں سے ان کو جو نظر آیا انہوں نے amendments دے دیں لیکن اس سے مقصد ان کا پتا نہیں کیا تھا؟ اب مجھے یہ بتائیں کہ انہوں نے Clause 114 میں amendment دی ہے لیکن اگر انہوں نے Clause 112 پڑھی ہوتی تو یہ amendment نہ دیتے۔ Clause 112 کی (4)sub-clause ہے کہ:

> The Punjab Finance Commission may, before making recommendations, consult a body or person, and shall take into account the principles of population, backwardness, need and performance of a local government.

جناب سپیکر! یہ جو کہہ رہے ہیں اس سے زیادہ یہ چیزیں اس میں شامل ہیں یعنی population, backwardness اور اس کی area need ہے۔ یہ Clause انہوں نے پڑھی نہیں ہے جبکہ آگے جا کر amendment دے دی ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

That in Clause 114 of the Bill, for sub-clause (2), the following be substituted:-

"(2) The Provincial allocable amount and shares of the local governments shall be distributed and transferred on the basis of actual monthly receipts of the government, population and area."

(The motion was lost.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now the question is:

"That Clause 114 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, addition of new Clauses 115. Since the amendment is not moved, we take up the next Clauses.

CLAUSE 115

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 115 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 115 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! میری عرض تو سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ): میری تو اس میں amendments ہیں جو ایجنڈے پر بھی آئی ہوئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہاں کوئی نہیں ہیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! وہ کدھر گئی ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: دراصل Rule 106(f) کے تحت وہ سپیکر صاحب نے rule out کر دی ہیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!کیا a to z میری باقی تمام amendments rule outکر دی ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر:جی، سپیکر صاحب نے rule outکر دی ہیں۔

CLAUSE 116

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 116 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 116 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 117

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 117 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 117 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 118

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 118 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 118 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 119

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 119 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 119 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 120

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 120 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 120 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 121

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 121 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 121 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 122

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 122 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 122 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 123

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 123 of the Bill is under consideration. There is an amendment from opposition but none is present. Since none is present I put the question directly.

Now, Clause 123 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 123 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 124

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 124 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 124 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 125

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ اس Clause میں بھی اپوزیشن نے amendment دی تھی لیکن وہ موجود نہیں ہیں لہذا ہم direct question put کرتے ہیں۔

Now, Clause 125 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 125 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 126

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 126 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 126 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 127

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 127 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 127 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 128

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 128 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 128 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 129

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 129 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 129 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 130

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 130 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 130 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 131

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 131 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 131 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 132

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 132 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 132 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 133

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 133 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 133 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 134

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 134 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 134 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 135

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 135 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 135 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 136

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 136 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 136 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 137

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 137 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 137 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 138

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 138 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 138 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 139

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 139 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 139 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 140

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 140 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 140 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 141

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 141 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 141 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 142

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 142 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 142 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 143

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 143 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 143 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 144

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 144 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 144 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 145

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 145 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 145 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 146

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 146 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 146 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 147

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 147 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 147 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 148

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 148 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 148 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 149

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 149 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 149 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 150

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 150 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 150 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 151

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 151 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 151 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 152

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 152 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 152 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 153

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 153 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 153 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 154

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 154 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 154 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 155

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 155 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 155 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 156

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 156 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 156 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

FIRST SCHEDULE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the First Schedule of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the First Schedule of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

SECOND SCHEDULE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Second Schedule of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Second Schedule of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

THIRD SCHEDULE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Third Schedule of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Third Schedule of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

FOURTH SCHEDULE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Fourth Schedule of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Fourth Schedule of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

FIFTH SCHEDULE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Fifth Schedule of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Fifth Schedule of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

SIXTH SCHEDULE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Sixth Schedule of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Sixth Schedule of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

SEVENTH SCHEDULE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Seventh Schedule of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Seventh Schedule of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

EIGHTH SCHEDULE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Eighth Schedule of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Eighth Schedule of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. There are eight amendments in it. The first amendment is from Ch Tahir Ahmed Sindhu (Advocate).

طاہر احمد سندھو صاحب موجود ہیں؟۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں اور کوئی موجود نہیں ہے تو یہ amendment withdraw سمجھی جاتی ہے۔

Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Local Government Bill 2013 be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Local Government Bill 2013 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Local Government Bill 2013 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

جناب ڈپٹی سپیکر: آج کے اجلاس کی کارروائی مکمل ہوئی اب اجلاس کل مورخہ 22۔اگست 2013 صبح 10:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔